ابنِ صفی

جلد نمبر
18

جاسوسی دنیا

56- پہلا شعلہ
57- دوسرا شعلہ
58- تیسرا شعلہ
59- جہنم کا شعلہ

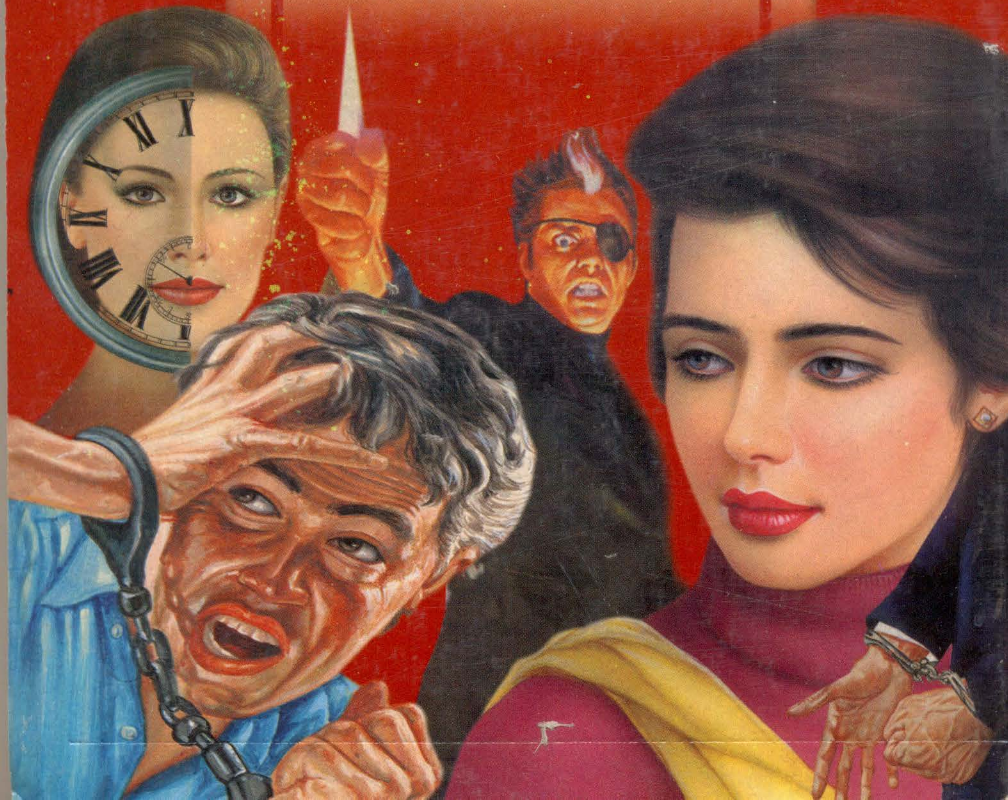

جاسوسی دنیا نمبر 59

جہنم کا شعلہ

(چوتھا حصہ)

جہنم میں جاؤ

ان پر کچھ اس قسم کا سکوت طاری تھا جیسے وہ کسی ایسی لاش کے گرد کھڑے ہوں جسے قبرستان لے جانے سے پہلے ''آخری دیدار'' کے لئے رکھا گیا ہو۔

ڈاکٹر سلمان بار بار اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیتا تھا۔ نہ اس کے چہرے پر جھنجھلاہٹ کے آثار تھے اور نہ صدمے کے۔ البتہ پیشانی کی لکیریں گہری تشویش کا اظہار کر رہی تھیں۔ وہ دفعتاً ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ''یہ معاملہ یہیں ختم کیا جاتا ہے۔''

سب خاموش کھڑے رہے۔ تاریہ نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ ہلائے لیکن پھر خاموش ہی رہ گئی۔ ڈاکٹر سلمان کے دوسرے اشارے پر مجمع برخواست ہو گیا۔ پانچ منٹ کے اندر ہی اندر کمرے میں تین نفوس کے علاوہ اور کوئی نہیں رہ گیا۔

یہ ڈاکٹر سلمان، حمید اور تاریہ تھے۔ ڈاکٹر سلمان غور سے حمید کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اچانک اس نے کہا۔ ''یہ کون ہو سکتا ہے۔''

''میں......!'' حمید کے انداز میں ہچکچاہٹ تھی۔ ''شبہے میں مبتلا ہو گیا ہوں۔''

''اظہار کر دیجئے اپنے شبہے کا۔''

حمید تاریہ کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گیا۔

''خیر...... پھر دیکھیں گے۔'' ڈاکٹر سلمان نے جیب سے سگریٹ کیس نکال کر اسے کھولتے ہوئے کہا۔ لیکن کافی دیر تک سگریٹ اس کی انگلیوں میں دبی رہی۔ شائد اسے یاد ہی نہیں تھا کہ سگریٹ اس کی انگلیوں میں دبی ہوئی ہے۔

''تاریہ میں پیاسا ہوں۔'' اس نے تاریہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

''اور میں یونہی خواہ مخواہ کھڑی ہوئی ہوں۔ آخر ہم بیٹھتے کیوں نہیں۔''

''اوہ...... ہاں......'' ڈاکٹر سلمان نے اس لاش کی طرف دیکھا جو اوپر کی کھڑکی سے گری تھی۔ پھر دفعتاً چونک کر بولا۔ ''اوہ...... مگر اس کے پاس پش فائر موجود نہیں ہے۔''

''شارٹی نے اسے سنبھال لیا ہوگا۔'' تاریہ نے لاپرواہی سے کہا۔

''تم کریک ہو...... سو فیصدی کریک۔'' ڈاکٹر سلمان تاریہ کو گھورتا ہوا بولا۔ ''کس نے کہا تھا تم سے کہ پش فائر استعمال کیا جائے۔''

''ارے ختم بھی کرو۔'' تاریہ ہاتھ ہلا کر بولی۔ ''تم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ کوئلے کا مجسمہ دوبارہ چھلانگ لگا کر کھڑکی کے باہر کیسے جا سکا تھا۔ گفتگو کیسے کی تھی اس نے۔ چلو یہاں کب تک کھڑے رہیں گے۔''

حمید کو ان دونوں کی گفتگو عجیب لگ رہی تھی کیونکہ ان کے سامنے ایک لاش بھی موجود تھی لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے انہیں اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

تاریہ انہیں ایک ایسے کمرے میں لائی جہاں میز پر سوڈے کا ایک بڑا سائفن رکھا ہوا تھا۔ چند گلاس تھے اور تین چار شمپین کی بوتلیں۔

اس نے کمرے میں پہنچتے ہی دو گلاسوں میں شراب انڈیلی اور تیسرے میں انڈیلنے جا رہی تھی کہ حمید ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ''میں نہیں پیتا۔''

''تمہیں جاننا ہی چاہئے۔'' ڈاکٹر سلمان مسکرایا۔

''کیوں جاننا چاہئے۔'' تاریہ چونک کر حمید کو گھورنے لگی۔

''تم سہیل کو نہیں جانتی۔'' ڈاکٹر سلمان مسکراتا رہا۔ ''ان کے آ جانے سے ہمارے ہاتھ بہت مضبوط ہو گئے ہیں۔''

''پہلے یہ کہاں تھے۔''

''رام گڈھ میں تھے اور بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا۔ ملکہ کائنات کو علم ہوگا کہ یہ اس سے پہلے کہاں تھے۔''

''تم نے تو کہا تھا کہ تمہارے کزن ہیں۔''

''ہاں میں نے غلط نہیں کہا تھا اور آج سے دو دن پہلے بھی مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ بھی ہم میں سے ایک ہیں۔''

حمید کچھ نہ بولا۔ لیکن اس کے چہرے پر ایک بار حیرت کے آثار ضرور نظر آئے تھے۔ لیکن پھر اس نے اپنی حالت پر قابو پانے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ حالانکہ یہ سب کچھ سو فیصدی دکھاوا تھا۔ اسے ان کی گفتگو سے قطعی حیرت نہیں تھی۔ مگر وہ ڈاکٹر سلمان کی پوزیشن کے متعلق ضرور الجھن میں پڑ گیا تھا۔

''خیر......!'' تاریہ کچھ دیر بعد بولی۔ ''میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتی۔ یہ تھریسیا بمبل بی ہے کیا بلا۔''

''تھریسیا بمبل بی......ایک خطرناک بوہمین عورت جس نے پورے فرانس کو ہلا کر پھینک دیا تھا۔ شروع میں اس کی حیثیت ایک بدمعاش کی سی تھی۔ یہ اور اس کا ساتھی الفانسے ڈاکے ڈالتے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ ان دونوں نے ایک طاقتور گروہ بنالیا۔ پھر دوسری جنگ عظیم شروع ہونے سے پہلے ہی تھریسیا اور الفانسے کو ایک موقع پر جرمنی کی طرف بھاگنا پڑا اور وہاں انہیں نازی سیکرٹ سروس میں جگہ مل گئی۔ پھر انہیں دوبارہ فرانس آنا پڑا۔ لیکن اب حیثیت دوسری تھی۔ اب وہ ڈاکے نہیں ڈالتے تھے۔ بلکہ فرانس کے فوجی راز جرمنی پہنچانے کے لئے کام کر رہے تھے اور یہ حقیقت ہے کہ فرانس میں یہ جرمن سیکرٹ سروس کے سرغنہ تھے۔ فرانس پر جرمن کی فتح کے بعد انہیں کہیں اور بھیجا جارہا تھا۔ مگر اس جہاز کو جس پر یہ تھے اتحادیوں نے ڈبو دیا۔''

''تب تو پھر...... یہ تھریسیا فراڈ ہے۔'' تاریہ نے کہا۔

''ہوسکتا ہے......مگر یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں اس جہاز پر نہ رہے ہوں۔''

''تمہیں شاید نشہ ہوگیا ہے۔'' تاریہ نے آنکھیں بند کر کے قہقہہ لگایا۔ ''خود ہی کہتے ہو کہ وہ جہاز میں تھے اور جہاز ڈوب گیا تھا......اور خود ہی کہتے ہو کہ......!''

''میں دونوں باتیں اپنی معلومات کی بناء پر کہہ رہا ہوں جن لوگوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے

تھریسیا اور الفانسے کا جہاز ڈبو دیا تھا وہی آج بھی ان کی تلاش میں ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ دونوں اسی جہاز پر تھے اور انہیں لوگوں کو ان کی تلاش بھی ہے۔''

''یعنی وہ خود بھی کوئی واضح بات نہیں کہہ سکتے۔'' تاریہ نے کہا۔

''یقیناً......!'' ڈاکٹر سلمان سر ہلا کر بولا اور اپنا پائپ سلگانے لگا۔

کچھ دیر کے لئے پھر کمرے پر خاموشی مسلط ہوگئی۔ حمید اس دوران میں خاموش ہی رہا تھا۔ وہ خواہ مخواہ دخل انداز بھی نہیں ہونا چاہتا تھا۔ اسے تو اب سوچ سمجھ کر کام کرنا تھا۔ معاملات کافی آگے بڑھ چکے تھے۔ یہاں اس کی موجودگی میں اس کھلی ہوئی گفتگو کا یہی مطلب ہوسکتا تھا کہ ڈاکٹر سلمان اس پر اعتماد کرنے لگا ہے۔

تاریہ نے اپنے لئے ایک گلاس تیار کیا۔ ڈاکٹر سلمان کے ہاتھ میں چوتھا گلاس تھا...... حمید کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ نہ تو اس کی گفتگو سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ پی رہا ہے اور نہ آنکھیں یہ ظاہر کرتی تھیں۔ چوتھا گلاس ختم کرکے اس نے رومال سے ہونٹ خشک کئے اور تاریہ کی طرف دیکھنے لگا۔

پھر اچانک ایسا لگا جیسے تاریہ کو کچھ یاد آ گیا ہو۔ وہ آہستہ سے بولی۔

''اوہ...... وہ لاش...... ٹھہرو...... میں ابھی آتی ہوں۔''

وہ چلی گئی لیکن ڈاکٹر سلمان کے انداز سے صاف ظاہر ہو رہا تھا جیسے اسے اس لاش سے کوئی سروکار ہی نہ ہو۔

''کیپٹن......!'' اس نے حمید کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ ''تکلف برطرف میں جانتا ہوں کہ تمہارے دل میں تنظیم کے لئے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوگیا ہے۔''

''شکریہ۔ میں اس الجھن میں تھا کہ اس تذکرے کو کس عنوان سے چھیڑوں۔ سوچتا تھا کہ کہیں آپ اسے مکر نہ سمجھیں۔ ورنہ یہ حقیقت ہے کہ تنظیم کے فلسفے نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔''

''یقیناً...... ہر باشعور آدمی ہمارے فلسفے سے آگاہ ہونے کے بعد ہماری طرف آنا پسند کرے گا۔ مگر فی الحال اس کے لئے حالات سازگار نہیں ہیں کہ باقاعدہ طور پر اس کی اشاعت کی جاسکے۔''

''مگر اب میں سوچتا ہوں کہ کرنل فریدی کے اندازے کبھی غلط ثابت نہیں ہوئے۔ اس نے روحی کے حالات سے آگاہ ہوتے ہی کہہ دیا تھا کہ ادارہ روابط عامہ فراڈ ہے۔''

''ہوں......!'' ڈاکٹر سلمان کچھ سوچنے لگا۔ پھر سر اٹھا کر بولا۔ ''تم نے وہاں کوئی شبہ ظاہر کیا تھا۔ میں نے تاریہ کی موجودگی میں گفتگو کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ کس بات کا شبہ تھا تمہیں......اس آدمی پر۔''

''میں سوچ رہا تھا کہ کہیں وہ کرنل فریدی نہ ہو۔''

''ہوسکتا ہے......دراصل میں اسی پر اتنی دیر سے غور کررہا تھا۔'' ڈاکٹر سلمان نے کہا۔

''مگر یہ صرف شبہ ہے میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ آہا ٹھہرئیے۔'' ایسا معلوم ہوا جیسے حمید کو یک بیک کچھ یاد آ گیا ہو۔ اس کی آنکھیں بھی چمکنے لگی تھیں۔ پھر کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔ ''ذرا اپنے حربے پش فائر کی تو خبر لیجئے۔ اگر وہ آدمی فریدی ہی تھا تو......!''

''کیا مطلب......!''

''آپ کا وہ حربہ کم از کم اس عمارت میں تو موجود نہ ہوگا۔''

''صاف صاف کہو۔''

''میں فریدی کے طریق کار سے اچھی طرح واقف ہوں۔ یہاں سے نکل جانے کے بعد باہر سے خنجر پھینک کر دوبارہ سات لاکھ روپوں کے بارے میں یاد دہانی ضروری نہیں تھی۔ اگر وہ فریدی ہی تھا تو یقین کیجئے کہ اس کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا کہ ہم لوگ کچھ دیر تک اس کمرے میں ٹھہرے رہیں......اور وہ کسی طرح سے پش فائر پر ہاتھ صاف کردے۔ کیا اس کا اندازہ غلط تھا۔ کیا ہمیں سانپ نہیں سونگھ گیا تھا۔ ڈاکٹر وہ ذہنی اور جسمانی دونوں طرح کی لڑائیوں کا ماہر ہے۔ وہ اپنے مدمقابل پر ہر زاویئے سے نظر رکھنے کا عادی ہے۔ اگر وہ فریدی ہی تھا تو پش فائر سے ہاتھ دھو رکھئے۔''

''ٹھہرو......میں دیکھتا ہوں۔'' ڈاکٹر سلمان بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھا اور باہر نکل گیا۔ حمید کے ہونٹوں پر ایک تلخ سی مسکراہٹ تھی۔ لیکن یہ مسکراہٹ زیادہ دیر تک برقرار نہ رہ سکی کیونکہ دوسرے دروازے سے تاریہ اندر داخل ہوئی۔

''ڈاکٹر کہاں ہیں۔'' اس نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''کہیں گئے ہیں۔''

''تم نے میری دعوت رد کردی تھی......کیوں؟'' وہ مسکراتی ہوئی حمید کی طرف بڑھی اور حمید کے دیوتا کوچ کر گئے۔

''تم کھسک کیوں رہے ہو۔'' وہ اس کے پاس صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ ''تم آخر اتنا بنتے کیوں ہو۔ کیا اب تک عورتوں سے دور ہی رہے ہو۔''

''نن...... نہیں تو...... وہ دیکھو بات دراصل یہ ہے کہ کوئی بات نہیں...... اور......!''

''کیا بات ہوئی۔''

''پتہ نہیں۔'' حمید دوسری طرف کھسکتا ہوا بولا۔ ''مجھے دراصل...... یعنی کہ......!''

''تم بالکل گدھے ہو۔'' وہ حمید کا بازو پکڑ کر جھٹکا دیتی ہوئی بڑبڑائی۔ ''بالکل گدھے...... کیا میں تمہیں کھا جاؤں گی۔ نہیں تمہیں میرے ساتھ شراب پینی پڑے گی۔''

حمید کو اس وقت سچ مچ ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے آج سے پہلے کبھی کسی عورت کی شکل تک نہ دیکھی ہو۔

''وہ دار اصل بات یہ ہے......!''

''دراصل بات صرف اتنی ہے کہ تم بالکل اُلو ہو۔'' تاریہ نے قہقہہ لگایا۔

''اچھا پہلے اس کا فیصلہ کرلو کہ میں اُلو ہوں یا گدھا۔'' حمید نے سنبھالا لیا۔

''اس کے بعد میں سوچوں گا کہ ہماری دوستی کیسی رہے گی۔''

''تمہیں پینی پڑے گی...... تم میری دعوت رد نہیں کر سکتے۔ آج تک کسی میں اتنی جرأت نہیں ہوئی۔''

''اُف فوہ......! اس معاملے میں تم میرے باپ سے بھی زیادہ تیز مزاج معلوم ہوتی ہو۔ ایک بار انہوں نے شراب پینے پر مجھے گھر سے نکال دیا تھا۔''

تاریہ نے شاید سنا بھی نہ ہو کہ حمید نے کیا کہا تھا۔ کیونکہ وہ میز کی طرف جا کر دو گلاسوں میں شراب انڈیلنے لگی تھی۔

حمید آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے گھورتا رہا۔ زندگی میں پہلی بار کسی ایسی بے جھجک عورت سے سابقہ پڑا تھا۔ حمید سوچ رہا تھا کہ کیا اب پینی ہی پڑے گی۔ مگر مصیبت تو یہ تھی کہ نشے میں اسے اپنے ذہن پر قابو پانا دشوار ہو جاتا تھا اور دماغ گرم ہو جانے کے بعد یہ بھی ممکن نہیں ہوتا تھا کہ دوسرے گلاس کی طرف ہاتھ بڑھ جائے۔ وہ شراب کا عادی نہیں تھا کبھی کبھار کسی چکر میں پڑ کر پی لینا اور بات تھی ویسے اکثر فریدی کو چڑانے کے لئے بھی اُس نے پی تھی ورنہ یہ حقیقت تھی کہ وہ تمباکو کے

علاوہ ہر قسم کے نشے کو بُری نظروں سے دیکھتا تھا تاریہ دونوں گلاس لئے ہوئے صوفے کی طرف واپس آ گئی۔

''پیئو...... تم نہیں جانتے کہ تم کتنے بڑے اعزاز کو ٹھکراتے رہے ہو۔ تاریہ کے ہاتھ سے جسے شراب ملے اسے رام گڈھ میں خوش قسمت کہتے ہیں۔''

''مجھے رام گڈھ میں چغد کہتے ہیں۔ لاؤ......!'' حمید نے ہاتھ بڑھا کر گلاس لے لیا۔

''میں نے پہلی نظر میں پہچان لیا تھا کہ تم وہی ہو۔'' تاریہ مسکرا کر آہستہ سے بولی۔

''کون ہوں......!'' حمید بوکھلا گیا۔

''وہی جس کا مجھے سالہا سال سے انتظار تھا۔'' تاریہ نے آنکھیں بھینچ کر قربان ہو جانے والے انداز میں کہا اور اس کی طرف جھکنے لگی۔

''ٹھ...... ٹھیک ہے...... ٹھیک ہے۔'' حمید نے بے بسی میں ہاتھ ہلائے کیونکہ اب پیچھے کھسکنے کی بھی جگہ نہیں تھی۔ وہ صوفے کے ہتھے سے ٹکا ہوا تھا۔

اچانک اسی وقت ڈاکٹر سلمان کمرے میں داخل ہوا۔ تاریہ پیچھے ہٹ آئی اور حمید کے ہاتھوں سے شراب کا گلاس پہلے ہی گر گیا تھا۔ ڈاکٹر سلمان نے انہیں گھورتی ہوئی نظروں سے دیکھا لیکن کچھ بولا نہیں۔ تاریہ کے چہرے پر جھنجھلاہٹ کے آثار تھے۔

''سہیل اب ہمیں واپس چلنا چاہئے۔'' ڈاکٹر سلمان بولا اور حمید اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

''سہیل آج میرے مہمان رہیں گے۔'' تاریہ غرائی۔ ڈاکٹر سلمان نے حمید کی طرف دیکھا۔ لیکن حمید کی آنکھیں پہلے ہی سے رحم کی بھیک مانگ رہی تھیں۔ ڈاکٹر سلمان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کی ہلکی سی پرچھائیں نظر آئی اور اس نے کہا۔ ''نہیں تاریہ...... آج رات ہمیں بہت سے کام کرنے ہیں۔ میں مجبور ہوں۔ سہیل کو یہاں نہیں چھوڑ سکتا۔''

''جہنم میں جاؤ۔'' تاریہ نے جھلاہٹ میں اپنا گلاس دیوار پر کھینچ مارا۔ شیشے کے ٹکڑے فرش پر گر کر جھنجھنائے۔

باہر نکل کر گاڑی میں بیٹھتے ہوئے ڈاکٹر سلمان نے کہا۔ ''پش فائر محفوظ ہے اور اب میں نے اسے ایک محفوظ مقام پر بھجوا دیا ہے۔''

''اوہ تب تو...... وہ ہرگز فریدی نہیں تھا اور اس طرح خنجر پھینکنا قطعی لایعنی تھا۔ میں فریدی

جیسے آدمی سے کسی لاحاصل حرکت کی توقع نہیں رکھتا..... مگر ڈاکٹر یہ تاریہ..... خدارا اب مجھے کبھی یہاں آنے پر مجبور نہ کیجئے گا۔"

تاریہ کے نام پر ڈاکٹر سلمان ہنسنے لگا۔ لیکن جواب میں کچھ بولا نہیں۔

سلمان کا دشمن

ڈاکٹر سلمان کار ڈرائیو کر رہا تھا اور حمید اس کے قریب اگلی ہی سیٹ پر تھا۔ کچھ دیر تک وہ خاموش رہے پھر ڈاکٹر سلمان بولا۔ "کیوں کیپٹن..... کیا تمہیں یقین ہے کہ فریدی زندہ ہے۔"

"میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔"

"کیوں.....! کیا اسے کوئی حادثہ پیش آیا۔"

"ڈاکٹر اب ان تکلفات کو چھوڑیئے..... مجھے الجھن ہوتی ہے۔ کیا آپ اس حادثے سے واقف نہیں ہیں۔"

"میں.....!" ڈاکٹر سلمان نے حیرت سے کہا۔ "میں کیا جانوں۔"

"کیا آپ نہیں جانتے کہ میں تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کی سیر کر چکا ہوں۔"

"کیا..... نہیں۔" اس کا لہجہ اب بھی تحیر زدہ تھا۔

"تب پھر آپ نے مجھ پر کیسے اعتماد کر لیا۔"

"طاقت کا حکم۔" ڈاکٹر سلمان نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "اس حکم کے آگے سر جھکا دینا ہی پڑتا ہے ورنہ مجھے تم پر اب بھی اعتماد نہیں ہے۔"

"کیا یہ طاقت حقیقتاً کوئی روح ہے۔" حمید نے حیرت سے کہا۔ "آخر اسے میرے ذہنی انقلاب کا کیسے علم ہوا۔"

"اسی لئے ہم سر جھکانے پر مجبور ہیں کیپٹن۔" ڈاکٹر بولا۔ "میں پندرہ سال سے تنظیم سے

منسلک ہوں۔ لیکن میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے کہ ہیڈ کوارٹر ہے کہاں۔''

''ویسے میرا خیال ہے کہ اس میٹنگ میں آپ کی حیثیت سب سے برتر تھی۔''

''قطعی..... کم از کم رام گڈھ کی پارٹی کو میں ہی کنٹرول کرتا ہوں۔''

''میں نے طاقت کا دربار بھی دیکھا ہے۔'' حمید نے فخریہ انداز میں کہا۔

''اب تم مجھے بیوقوف بنانے کی کوشش کر رہے ہو۔'' ڈاکٹر سلمان نے قہقہہ لگایا۔

''نہیں حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ میری جگہ کوئی اور ہوتا تو پاگل ہو جاتا۔ انہوں نے مجھے پکڑا..... کچھ دنوں تک زمین دوز دنیا میں رکھا پھر باہر نکال دیا۔''

''زمین دوز دنیا.....!'' ڈاکٹر سلمان کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

حمید چند لمحے خاموش رہا۔ پھر وہ واقعہ دہرانے لگا جو انہیں کچھ دنوں پہلے پیش آیا تھا۔ کس طرح تنظیم کا ایک آدمی انہیں پولیس کار میں لئے پھر رہا تھا۔ پھر کس طرح وہ انہیں ویران علاقے کی طرف لے گیا اور وہ حیرت انگیز سیٹی! نامعلوم آدمیوں سے مڈبھیڑ۔ فریدی کے کارنامے۔ پھر کس طرح فریدی اسے ایک دراڑ میں لے گیا اور اسے ایک جگہ چھوڑ کر خود باہر نکلنے کا راستہ تلاش کرنے چلا گیا پھر کس طرح اچانک اس پر کئی آدمی ٹوٹ پڑے تھے..... اور ہوش آنے پر اس نے خود کو اس پراسرار زمین دوز دنیا میں پایا تھا۔

''اب.....!'' وہ کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔ ''ایسے حالات میں وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہوسکتا ہے کہ فریدی بھی اب تک اسی زمین دوز دنیا کی سیر کر رہا ہو..... اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اسے دوسری دنیا کا سفر اختیار کرنا پڑا ہو۔ میں نے اپنے دورانِ قیام میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کی تھی کہ اس کا کیا حشر ہوا لیکن نہیں معلوم ہو سکا۔''

''ہاں.....!'' ڈاکٹر سلمان نے کھوئی کھوئی سی آواز میں کہا۔ ''بعض اوقات طاقت کے کرشمے خواب کی باتیں معلوم ہوتے ہیں۔''

''مگر میں انہیں خواب نہیں سمجھتا۔'' حمید بڑبڑایا۔ ''میں نے سب کچھ بحالت بیداری دیکھا ہے۔ اس کا زندہ ثبوت میرا گرانڈیل دوست قاسم ہے جس کے باپ نے ہم پر چھ لاکھ روپے خرد برد کرنے کا الزام لگایا ہے۔''

''کیا مطلب..... میں نہیں سمجھا۔''

''قاسم بھی وہاں تھا اور اس سے وہاں سادہ چیکوں پر دستخط لئے گئے تھے۔ سادہ چیک نہ کہنا چاہئے۔ کیونکہ ان پر رقومات درج ہوتی ہیں.....اور قاسم نے وہیں حساب لگا کر کہہ دیا تھا کہ اس کا بینک بیلنس صاف ہو چکا ہے۔''

ڈاکٹر سلمان کچھ نہ بولا۔ حمید بڑبڑاتا رہا۔ ''اگر فریدی زندہ ہے تو تنظیم یقیناً خطرے میں ہے۔ فریدی کو مجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔ وہ جو کچھ بھی کرتا ہے ہمیشہ تنہا کرتا ہے۔ اس کے ذرائع لامحدود ہیں۔''

ڈاکٹر سلمان ہنسنے لگا۔ لیکن حمید نے اس سے اس طرح ہنسنے کی وجہ نہیں پوچھی۔

آخر ڈاکٹر خود ہی بولا۔ ''خیال ہے تمہارا......پچھلی باتوں کو بھول جاؤ۔ اس وقت ہم اتنے ذی شعور نہیں تھے۔ کنور شمشاد کا طریق کار گھٹیا تھا۔ موجودہ حکمران اس سے کہیں زیادہ دانش مند ہے اور پھر اب تنظیم بہت مستحکم ہوگئی ہے۔''

''ہوسکتا ہے۔'' حمید نے کہا اور خاموش ہوگیا۔

بارہ بج چکے تھے۔ رام گڈھ کی سڑکیں ویران ہوگئی تھیں۔ آج سردی بھی زیادہ تھی۔ دفعتاً ان کی کار کا عقبی حصہ کسی گاڑی کی ہیڈ لائیٹس سے چمک اٹھا۔

حمید نے مڑ کر دیکھا ایک گاڑی کافی تیز رفتار سے ان کے پیچھے آرہی تھی۔ انداز سے ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے وہ ان کی کار سے آگے نکلنا چاہتی ہو۔ ڈاکٹر سلمان نے کار ایک طرف کرلی۔ لیکن رفتار میں کوئی فرق نہیں آنے دیا۔

اچانک پچھلی کار سے دو فائر ہوئے۔ دو دھماکے اور وہ کار آگے نکل گئی۔ لیکن ڈاکٹر سلمان کی کار بیل گاڑی بن گئی تھی۔ پچھلے دونوں ٹائر برسٹ ہو چکے تھے۔

حمید نے پہلی بار ڈاکٹر سلمان جیسے مہذب آدمی کی زبان سے گندی گندی گالیاں سنیں۔ اس وقت غصے میں کوئی گھٹیا قسم کا لفنگا معلوم ہورہا تھا یا کوئی ایسی بیوہ عورت جو پڑوسیوں کی چھیڑ چھاڑ سے تنگ آ گئی ہو۔

دوسری صبح کے اخبارات نے اس خبر کو بُری طرح اچھالا۔ سرخی تھی۔

ڈاکٹر سلمان کا ستم ظریف دشمن

خبر تھی کہ کسی نے پچھلی رات ڈاکٹر سلمان کی دوسری کار کے پچھلے دونوں ٹائر پر فائر کر کے بیکار کر دیئے جب کہ وہ مادام تاریہ کی طرف سے دیئے گئے ڈنر سے واپس جا رہے تھے۔ خبر رساں ایجنسی نیو اسٹار کے رپورٹر نے انہیں بے بسی کے عالم میں ایک ویران سڑک پر دیکھا۔ رپورٹر جھنوار سے واپس آ رہا تھا۔ اس نے اپنی کار میں ڈاکٹر سلمان اور ان کے ساتھی کو ان کی کوٹھی تک پہنچایا۔

لیکن آج اخبارات کا رویہ اس سلسلے میں ہمدردانہ تھا۔ آج تقریباً سبھی نے ادارہ روابط عامہ کی خدمات کو سراہتے ہوئے ڈاکٹر کے نامعلوم دشمن پر بے پناہ بوچھاڑیں کی تھیں۔ لیکن اس کی دشمنی کی وجہ پر بھی کوئی روشنی نہیں ڈال سکا تھا۔ ویسے اس پر حیرت ضرور ظاہر کی گئی تھی کہ آخر نزلہ ڈاکٹر کی کاروں ہی پر کیوں گر رہا ہے۔

لیکن حقیقت سے صرف ڈاکٹر سلمان آگاہ تھا اور پچھلی رات کے حملے کا مقصد بھی آج ہی صبح ظاہر ہو گیا تھا۔ ادارہ روابط عامہ کا دفتر جب آج کھولا گیا تو لوگ متحیر رہ گئے کیونکہ انہیں کمرے کے وسط میں جلے ہوئے کاغذات کا ایک ڈھیر نظر آ رہا تھا۔ ساری الماریاں الٹ پلٹ ڈالی گئی تھیں۔ کوئی چیز اپنی جگہ پر نہیں تھی۔ ڈاکٹر سلمان نے یہ سب کچھ دیکھا اور دم بخود رہ گیا۔

''کیا یہ تھریسیا......!'' حمید آہستہ سے بڑبڑایا۔

''میرے ساتھ آؤ کیپٹن۔'' ڈاکٹر سلمان نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ وہ دونوں دفتر سے نکل کر عمارت کے رہائشی حصہ میں آئے۔ ڈاکٹر سلمان اسے لائبریری کی طرف لیتا چلا گیا۔ وہاں اس وقت بھی ساحرہ موجود تھی حمید نے اسے بے چینی کے عالم میں ٹہلتے دیکھا۔ اس کے چہرے پر کچھ اس قسم کے آثار تھے جیسے کوئی گمشدہ چیز تلاش کرتے وقت پیدا ہو جاتے ہیں۔ وہ انہیں دیکھ کر ٹھٹک گئی اور ڈاکٹر سلمان نے اسے وہاں سے چلے جانے کا اشارہ کیا۔ ساحرہ ان دونوں پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالتی ہوئی باہر چلی گئی۔ حمید اس وقت میک اپ میں نہیں تھا۔

''اب تنظیم کو تمہاری صلاحیتوں کی ضرورت ہے۔'' ڈاکٹر سلمان نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''میں ہر طرح تیار ہوں۔''

''یہ تھریسیا بمبل بی۔''

''میں سمجھتا ہوں۔'' حمید سر ہلا کر بولا۔''ان لوگوں کا وجود تنظیم کے لئے خطرناک ہے۔ اگر انہوں نے اپنی معلومات پولیس تک پہنچا دیں۔''

''پولیس کو الگ ہی رکھو۔'' ڈاکٹر سلمان بولا۔''پولیس کو تو ہم نے بہت دنوں پہلے سے چیلنج کرر کھا ہے۔ یہ تھریسیا بمبل بی ممکن ہے ہمارے کام میں حارج ہو۔''

''تیور تو یہی کہتے ہیں ڈاکٹر..... مگر وہ آخر چاہتی کیا ہے۔''

''سیدھے سادھے الفاظ میں روپیہ۔'' ڈاکٹر سلمان نے جواب دیا۔''یا یوں بھی کہہ سکتے ہو کہ وہ ہمیں بلیک میل کرنا چاہتی ہے۔''

حمید نے قہقہہ لگایا اور دیر تک ہنستا رہا پھر بولا۔''تنظیم کو بلیک میل کرنا چاہتی ہے۔ اس عظیم جماعت کو جو ساری دنیا پر چھا جانے کا پروگرام بنا چکی ہے۔''

''نہیں..... دشمن کو حقیر سمجھنا نادانی ہے۔'' ڈاکٹر سلمان تشویش کن لہجے میں بولا۔''ہم نہیں جانتے کہ وہ کتنے پانی میں ہے۔ یقیناً اس کے ذرائع قابل اطمینان ہوں گے۔ ورنہ وہ خود ہی ہم سے ٹکرانے کی کوشش نہ کرتی۔''

''ان کے متعلق اس طرح گفتگو کر رہے ہیں جیسے آپ کو یقین ہو کہ وہ حقیقتاً تھریسیا ہی کا گروہ ہے۔ میں تو فی الحال یقین کرنے کو تیار نہیں ہوں۔''

''وہ جو کوئی بھی ہو..... اس سے بحث نہیں۔ لیکن جس انداز میں وہ سامنے آئے ہیں وہ تشویش ناک ہے۔ وہ کوئی بھی ہوں..... ان کا خاتمہ ہر صورت میں ضروری ہے۔''

''ٹھیک ہے۔'' حمید نے آہستہ سے کہا اور کچھ سوچنے لگا۔

اتنے میں ایک ملازم نے آ کر کسی کا کارڈ دیا اور ڈاکٹر سلمان یہ کہتا ہوا اٹھ گیا۔''اس پر غور کرو۔''

حمید غور کرتا رہا۔ اسے سو فیصدی یقین تھا کہ تھریسیا والا اسکینڈل فریدی ہی نے کھڑا کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ مکھیاں تو مار نہ رہا ہوگا۔ مگر یہ طریق کار اس کی سمجھ میں نہ آ سکا۔ پھر وہ اس عورت کے متعلق سوچنے لگا جو تھریسیا کا رول ادا کر رہی تھی۔ وہ کون ہو سکتی ہے..... ممکن ہے..... فریدی کی بلیک فورس کی کوئی عورت ہو۔ بلیک فورس میں عورتیں بھی تھیں اور حمید کو اس کا علم تھا۔

''کیا سوچ رہے ہیں آپ......!'' وہ ساحرہ کی آواز سن کر چونک پڑا جو چپ چاپ آ کر اس کی پشت پر کھڑی ہو گئی تھی۔

''اوہو......کیوں کیا بات ہے۔'' حمید نے گھور کر پوچھا۔

''آپ تو خفا ہو گئے......لیجئے......چلی جاتی ہوں۔''

''نہیں ٹھہرو......کیا بات ہے۔''

''بات تو ہے......'' وہ سر جھکا کر سینڈل کی ٹو سے فرش پر ہلکی ہلکی ٹھوکریں لگاتی ہوئی بولی۔

''مگر کہیں آپ خفا نہ ہو جائیں......بُرا نہ مان جائیں۔''

''تم بات بھی تو بتاؤ۔''

''نہیں پہلے آپ وعدہ کیجئے کہ بُرا نہ مانیں گے۔''

''میں وعدہ کرتا ہوں۔''

ساحرہ نے اپنے بلاؤز کے گریبان میں ہاتھ ڈالتے وقت ایک طویل سانس لی اور جب وہ ہاتھ باہر آیا تو اس میں ایک خوبصورت سی انگشتری تھی۔

''یہ میں آپ کو دینا چاہتی ہوں۔'' اس نے کہا اور پھر کچھ اس انداز میں اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگی جیسے اندازہ کرنا چاہتی ہو کہ اس نے بُرا تو نہیں مانا۔

''ہائیں......!'' حمید آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ ''اس میں بُرا ماننے کی کیا بات تھی۔''

''اوہ......میں نے کہا شائد......آپ پتہ نہیں کیا سمجھیں۔''

''کیا سمجھتا میں۔''

''اوہ......وہ......کچھ نہیں......میں نے سوچا تھا......کہیں آپ یہ نہیں سمجھیں۔''

''کیا نہ سمجھوں۔''

''اونہہ! چھوڑیئے......بہرحال آپ بُرا نہیں مانیں گے۔''

''نہیں اب مجھے اس مسئلے پر غور کرنا پڑے گا۔''

''کس مسئلے پر۔''

''اسی پر کہ مجھے بُرا ماننا چاہئے یا نہ ماننا چاہئے۔''

''اوہ......!'' ساحرہ یک بیک اداس ہو گئی اور اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتی ہوئی بولی۔

''اچھا آپ غور کر لیجئے۔''

پھر وہ جانے کیلئے مڑی ہی تھی کہ حمید نے کہا۔ ''ٹھہرو......ابھی میری بات پوری نہیں ہوئی۔''

وہ رک گئی۔ لیکن اس کی پلکیں نیچے ہی جھکی رہیں۔

''ظاہر ہے۔'' حمید آہستہ سے بولا۔ ''تم یہ انگشتری مجھے اس لئے دے رہی ہو کہ میں اسے استعمال کروں۔''

''جی ہاں......!'' وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

''لیکن اگر تمہارے بھائی نے اس پر اعتراض کیا تو۔''

''ارے......وہ کیا جانیں۔'' وہ ہاتھ ہلا کر بولی۔ ''یہ تو میں نے کل ہی آپ کے لئے خریدی تھی۔ میں دراصل......میں کیا بتاؤں......کل میرا دل چاہا تھا کہ آپ کیلئے اور بھی چیزیں خریدوں۔ آپ کا یہ سویٹر اچھا نہیں ہے۔ میں نے ایک بڑا اچھا سویٹر دیکھا ہے۔ پھر میں نے سوچا ممکن ہے کہ آپ بُرا مانائیں۔ میں آپ کیلئے اپنی پسند کے جوتے بھی خریدنے جا رہی تھی۔''

''اوہ......میں تمہارا شکر گزار ہوں۔'' حمید نے نرم لہجے میں کہا۔

''تو آپ بُرا نہیں مانیں گے اگر میں یہ ساری چیزیں آپ کیلئے خریدوں۔''

''نہیں میں بُرا نہیں مانوں گا۔ لیکن فی الحال میرے لئے اور کچھ نہ خریدنا۔ یہ انگشتری بہت خوبصورت ہے۔''

''پسند ہے نا آپ کو۔'' وہ کسی ننھی سی بچی کی طرح خوش ہو کر بولی۔ ''میں جانتی تھی کہ آپ کو ضرور پسند آئے گی۔''

حمید نے انگشتری کے لئے ہاتھ بڑھا دیا اور جب اسے انگلی میں پہن رہا تھا ساحرہ دوسری طرف منہ پھیر کر کھڑی ہوگئی۔

حمید نے اسے نیچے سے اوپر تک دیکھا اس کے جسم پر ہلکی سی لرزش نظر آ رہی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ ہنس رہی ہو۔ حمید کو یک بیک غصہ آ گیا کہ وہ اسے اتنی دیر سے اُلو بنا رہی تھی۔ وہ جھپٹ کر اٹھا لیکن جیسے ہی اس کے سامنے پہنچا ششدر رہ گیا۔ وہ رو رہی تھی۔ موٹے موٹے آنسو اسکے رخساروں پر ڈھلک رہے تھے۔ اس نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپالیا۔

''یہ......یہ کیا......تت......تم۔'' حمید بوکھلائے ہوئے انداز میں ہکلایا۔

"مجھے جانے دیجیے۔" وہ اسے ایک طرف دھکیلتے ہوئے لائبریری سے بھاگ گئی۔ حمید اپنا سر سہلاتا رہ گیا۔ یہ لڑکی نہ جانے کیا بلا تھی۔

کچھ دیر بعد اس نے انگشتری پر نظر ڈالی جس پر ہیرے کا ایک بڑا سا نگینہ جگمگا رہا تھا۔ وہ یقیناً ایک بیش قیمت انگشتری تھی۔

حمید اسے کافی دیر تک ...... الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ اسے محسوس ہونے لگا جیسے وہ جگمگاتا ہوا پتھر بھی شفاف آنسو کا قطرہ ہو۔ اس نے اپنا ہاتھ نیچے گرا دیا اور ساحرہ کے متعلق سوچنے لگا۔ کیا اس کا ذہنی توازن بگڑ گیا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ڈاکٹر سلمان جیسے ماہر نفسیات نے اس کی ذہنی حالت سدھانے کی کوشش نہ کی ہوگی۔ پھر وہ ایسی کیوں ہے۔

حمید لائبریری ہی میں بیٹھا رہا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد ڈاکٹر سلمان پھر وہاں آیا۔

"ارے ...... تم ابھی تک یہیں ہو کیپٹن۔" اس نے حیرت سے کہا۔ "میں تمہیں تمہارے کمروں میں دیکھ رہا تھا۔"

"ہاں ...... الجھنیں ...... آج کل مجھے سر پیر کا ہوش نہیں ہے۔"

"کوئی نئی الجھن۔" ڈاکٹر سلمان معنی خیز انداز میں مسکرایا۔

"تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا۔"

"اوہ ...... لیکن تم اس کے سلسلے میں کام کا آغاز کہاں سے کرو گے۔ ہمیں ان کے ٹھکانوں کا علم تو ہے نہیں۔"

"میں اسی کے متعلق سوچ رہا تھا کہ اندھیرے میں تیر مارنے سے کیا فائدہ۔"

"اندھیرے میں کیوں ...... کیا تمہیں اب تک اجالا نظر نہیں آیا۔"

"فی الحال نہیں۔"

"مجھے یقین ہے کہ اس کا کوئی نہ کوئی آدمی تاریہ کے لوگوں میں آملا ہے اور محض اسی کی وجہ سے وہ پچھلی رات وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہوا تھا۔ ورنہ تاریہ کی کوٹھی تو ایسی نہیں جس سے کوئی اتنی آسانی سے گلوخلاصی حاصل کر لے۔"

"ہوسکتا ہے ...... ممکن ہے میں نے وہاں خاصی بھیڑ دیکھی تھی۔ کیا وہ سب تاریہ کے جانے پہچانے آدمی ہیں۔"

''اسے معلوم کرنا پڑے گا۔ میرا خیال ہے کہ تمہیں وہیں سے تفتیش کا آغاز کرنا چاہئے۔''

''وہیں سے۔'' حمید بوکھلا گیا۔ ''یعنی پھر تاریہ کی کوٹھی میں جانا پڑے گا۔''

''ڈرو نہیں۔'' ڈاکٹر سلمان مسکرایا۔ ''اسے ہینڈل کرنے کے دوسرے طریقے بھی ہیں۔''

حمید کچھ بولا نہیں۔ جواب طلب نظروں سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ ڈاکٹر سلمان تھوڑے توقف کے ساتھ پھر بولا۔ ''تاریہ صنفی عجوبہ ہے۔ جنسی بے راہ روی کے بہتیرے رجحانات بیک وقت اس میں موجود ہیں۔ وہ نمفومینیک بھی ہے اور مساکٹ بھی ہے۔ اگر تم اسے نت نئی اذیتیں دے سکو تو وہ وحشیانہ پن کا مظاہرہ کرنا ترک کردے گی۔''

''اوہ......!'' حمید ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا......اور سلمان بولا۔

''تمہیں بہرحال یہ کام کرنا ہے اور تاریہ سے محفوظ رہنا یہ خود تمہاری ذہانت پر منحصر ہے۔''

''آہا......تب میں اسے دیکھ لوں گا۔''

''خیر......ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ پولیس تھریسیا کے پیچھے لگ گئی ہے۔ مطلب یہ کہ اس کی شخصیت کا علم ہوگیا ہے۔ لیکن اب انہیں اسے ڈھونڈ نکالنے میں بہتیری دشواریاں نظر آرہی ہیں۔''

''اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ یہاں کی پولیس بالکل نکمی ہے۔ اگر اسے اس کا پتہ نہیں معلوم تو اسکی معلومات کا ذریعہ یقیناً عجیب ہوگا اور اگر یہ پتہ معلوم ہے تو دشواری کا نام بھی نہ لینا چاہئے۔''

''اسے کچھ ایسے کاغذات ملے ہیں جن سے ان لوگوں پر روشنی پڑتی ہے۔''

''کاغذات کہاں سے ملے ہیں؟''

''ٹھہرو میں بتاتا ہوں...... پوری بات بتائے بغیر میں تمہیں مطمئن نہیں کرسکوں گا۔ پولیس ایسے چار آدمیوں کی نگرانی کررہی ہے جن کے پاس کل تو پھوٹی کوڑی بھی نہیں تھی لیکن آج ان کے جسموں پر بہترین قسم کے سوٹ موجود ہیں۔ جہاں ان کا قیام تھا اس عمارت پر پولیس نے اچانک چھاپا مارا اور کئی ایسی چیزیں برآمد کرلیں جن کا رکھنا غیر قانونی ہے۔ ان چاروں کے بیان کے مطابق وہاں ایک ٹرانسمیٹر بھی تھا جو پولیس کے ہاتھ نہیں لگ سکا۔ انہوں نے بتایا کہ وہاں ایک عورت تھی اور دو مرد جو دو دن سے وہاں نہیں آئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مردوں میں ایک نے انہیں ملازم رکھا تھا اور عمدہ قسم کے کپڑے اسی نے بنوا دیئے تھے۔

''یہ چاروں ہیں کون۔'' حمید نے پوچھا۔

''رام گڈھ کے چھٹے ہوئے بدمعاش۔''

''وہیں سے کاغذات بھی برآمد ہوئے تھے۔''

''ہاں......!''

''ظاہر ہے کہ اب وہ تینوں وہاں آنے سے رہے۔''

''کون جانے۔'' ڈاکٹر سلمان خلاء میں گھورتا ہوا بولا۔ چند لمحے خاموش رہا پھر کہنے لگا۔'' یہ تھریسیا بمبل بی میری سمجھ سے باہر ہے۔''

''ہاں......آں......لیکن میں دیکھوں گا آپ کا یہ خیال کسی حد تک صحیح بھی ہوسکتا ہے کہ اس کا کوئی آدمی تاریہ کے لوگوں میں آملا ہے۔ ورنہ پچھلی رات وہ آدمی اتنی آسانی سے فرار نہ ہوسکتا۔ یقیناً اندر سے اس کی مدد کی گئی ہوگی۔''

ڈاکٹر سلمان خاموش رہا۔

اجنبی کی آمد

یہ دوسرا دن تھا اور تھریسیا بمبل بی کی طرف سے صرف تین دن کی مہلت دی گئی تھی۔ اس دوران میں پھر کوئی نیا واقعہ نہیں ہوا تھا۔ تاریہ اور اس کے آدمیوں میں کافی بے چینی پائی جاتی تھی یہ اور بات ہے کہ وہ اس کا اظہار نہ ہونے دیتے رہے ہوں۔

حمید اب بھی الجھن میں تھا اور قطعی طور پر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ تھریسیا کی پشت پر فریدی ہی ہوگا۔ حالات ہی ایسے تھے۔

بہرحال وہ ڈاکٹر سلمان کی تجویز کے مطابق سہیل کی حیثیت میں تاریہ کے یہاں تنہا جا پہنچا۔ وہ اس وقت بہت اسمارٹ لگ رہا تھا۔ اس کے جسم پر براؤن چمڑے کی جیکٹ اور خاکی گابرڈین کی

پتلون تھی اور ہاتھوں میں چمڑے کے دستانے۔ تاریہ اسے دیکھ کر کھل اٹھی۔

"میں جانتی تھی کہ تم ضرور آؤ گے۔" اس نے ایک شوخ سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ کمرے میں دو آدمی پہلے سے موجود تھے۔ شاید وہ اس کے ملازموں ہی میں سے تھے کیونکہ اس کے اشارے پر وہ بڑے سعادت مندانہ انداز میں وہاں سے اٹھ گئے تھے۔

"تم بیٹھتے کیوں نہیں۔" تاریہ پھر بولی۔

"ضروری نہیں ہے۔" حمید نے چڑچڑے آدمی کی طرح کہا۔

"کیا مطلب......!"

"تم بکواس بہت کرتی ہو اور مجھے یہ پسند نہیں ہے۔"

"ہائیں......!" تاریہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گئی۔ شاید اسے حمید سے اس لب و لہجے کی توقع نہیں تھی اور یہ حقیقت بھی تھی کہ بڑے بڑے اس کے سامنے آکر کانپنے لگتے تھے۔ حمید نے ابھی تک صرف ڈاکٹر سلمان ہی کو اس سے بے تکلفانہ انداز میں گفتگو کرتے دیکھا تھا اور وہ اس سے کچھ دبتی بھی تھی۔

"مجھے اس عمارت میں رہنے والوں کی لسٹ چاہئے۔" حمید نے کہا۔

"تم ہوش میں ہو یا نہیں۔ کس سے گفتگو کر رہے ہو۔" تاریہ غضب ناک ہو کر بولی۔

"میں طاقت کا نمائندہ ہوں اور تم سے اس مکان میں رہنے والوں کی لسٹ طلب کر رہا ہوں۔ اس رات کی باتیں بھول جاؤ۔ میں صرف یہاں کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے نرمی برت رہا تھا...... ورنہ میں بہت سخت آدمی ہوں۔"

"بکواس بند کرو۔" تاریہ حلق پھاڑ کر بولی۔

دفعتاً حمید کا داہنا ہاتھ پتلون کی جیب میں گیا اور جب باہر آیا تو اس میں چمڑے کا ایک چابک تھا۔

"شائیں......!" اس نے تاریہ کے بازو پر ایک چابک رسید کر دیا۔ تاریہ جہاں تھی وہیں رہ گئی۔ اس کا منہ پھیل گیا تھا اور داہنا ہاتھ چوٹ کھائے ہوئے بازو کو مسل رہا تھا۔

"میں تم سے لسٹ طلب کر رہا ہوں۔" حمید نے پھر دہرایا۔

لیکن تاریہ کچھ نہیں بولی۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی اور اس کے چہرے پر کچھ اس

قسم کے آثار تھے جیسے اس چوٹ کو مسلنے میں بڑی لذت مل رہی ہو۔

"کیا تمہیں سنائی نہیں دیتا۔" حمید دھاڑا۔

"نہیں......!" تاریہ نے آہستہ سے سسکاری لی اور بڑے دلآویز انداز میں مسکرانے لگی۔ اس کی آنکھیں کچھ ایسی لگ رہی تھیں جیسے ابھی ابھی سو کر اٹھی ہو۔

حمید نے دوبارہ چابک گھمایا اور اس بار اس کی رانوں پر پڑا۔

"اوہ...... اُف......!" وہ ہولے ہولے کراہتی ہوئی صوفے پر گر پڑی۔ تیسرا چابک پھر پڑا...... اور وہ کراہی "بڑے ظالم ہو...... میں لسٹ نہیں دوں گی۔"

حمید کا ہاتھ پھر چل گیا۔

آخر تیرہ چابک کھا چکنے کے بعد وہ کراہتی ہوئی اٹھ بیٹھی۔ اب اس کے خدوخال پھیکے نظر آنے لگے تھے اور آنکھیں دھندلا گئی تھیں۔ انداز سے کسل مندی ظاہر ہورہی تھی۔ جیسے بہت زیادہ محنت نے اسے تھکا دیا ہو۔

اس کے ہونٹوں پر ایک پھیکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور آہستہ سے بولی۔

"سچ مچ تم بڑے بے درد ہو...... مگر...... مگر...... میں تمہیں پسند کرتی ہوں۔"

"پھر تم نے بکواس شروع کردی ہے۔"

"لسٹ کیوں چاہئے۔"

"کیا میں پھر چابک اٹھاؤں۔"

"نہیں...... اب بس...... حد ہوتی ہے۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا اور آنکھیں بند کرلیں۔

"میں تمہارے ایک ایک آدمی کو چیک کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے شبہ ہے کہ یہاں تھریسیا کا بھی کوئی آدمی موجود ہے۔"

"نہیں...... یہ ناممکن ہے۔ سارے آدمی میرے جانے پہچانے ہوئے ہیں۔"

"تمہاری کھوپڑی میں مغز کی بجائے بھُس بھرا ہوا ہے۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ تھریسیا میک اپ کی ماہر ہے۔ مگر تم کیا جانو...... پتہ نہیں تنظیم تک تمہاری رسائی کیسے ہوگئی۔"

"تم خواہ مخواہ مجھے غصہ نہ دلاؤ۔" تاریہ پھر جھنجھلا گئی۔ "عمارت تمہارے سامنے ہے۔ سارے آدمی بھی موجود ہیں جا کر جھک مارو۔ کس کی مجال ہے کہ تاریہ کو دھوکا دے کر یہاں رہ سکے۔ میں

نے نہ جانے کیوں تمہیں اس وقت معاف کر دیا ورنہ تمہاری ایک بوٹی کا بھی پتہ نہ چلتا۔"

"اچھی بات ہے۔ میں انہیں چیک کرنے جا رہا ہوں۔" حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "لیکن اگر کسی نے دخل اندازی کی تو اس کی موت کی ذمہ داری تم پر ہوگی۔"

"یہاں موت اور زندگی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اب تم میرے سامنے سے دفع ہو جاؤ۔"

حمید کمرے سے نکل گیا۔

کام جلدی ختم ہونے والا نہیں تھا۔ حمید کو کافی دیر لگی...... لیکن اس کے اندازے کے مطابق یہاں ایک آدمی بھی باہر کا ثابت نہ ہو سکا۔ وہ سب ایک دوسرے کو اچھی طرح پہچانتے تھے اور حمید کو خیر اس کا سلیقہ تو تھا ہی کہ اصل اور مصنوعی چہروں میں تمیز کر سکتا۔ وہاں اسے کوئی بھی میک اپ میں نہ ملا۔

اسے اگر ایک طرف ناکامی ہوئی تھی تو دوسری طرف معلومات میں اضافہ بھی ہوا تھا۔ کیونکہ اسی دوران میں اسے اس عمارت کو دیکھنے کا بھی تو موقع مل گیا تھا۔ اس لئے وہ آج کی مہم کو ناکام نہیں قرار دے سکتا تھا۔

وہ پھر اسی کمرے میں واپس آ گیا جہاں تاریہ پر چابک برسائے تھے۔ تاریہ یہاں اب بھی موجود تھی لیکن اس تاریہ سے بالکل مختلف نظر آ رہی تھی جو کچھ دیر پہلے حمید کے ہاتھوں پٹ چکی تھی۔ اب اس کے خدوخال میں پھر وہی پہلا سا تیکھا پن آ گیا تھا۔ حمید کو دیکھ کر وہ کچھ اور زیادہ برافروختہ نظر آنے لگی۔

"تم نے کیا سمجھ کر یہ حرکت کی تھی۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ یہاں سے زندہ واپس جاؤ گے۔"

تاریہ غرائی۔

"ہاں...... میں یہاں سے زندہ واپس جاؤں گا اور کل پھر تم مجھے یہاں دیکھو گی۔ جب ایک سڑا سا مجرم پش فائر کو بیکار کر کے یہاں سے واپس جا سکتا ہے تو پھر میں تو طاقت کا نمائندہ ہوں۔"

"طاقت.....!" تاریہ منہ بگاڑ کر بولی۔ "جاؤ یہاں سے اب کبھی تمہاری شکل نہ دکھائی دے۔"

"یہ تو مجھ سے بہت ظلم ہوگا تاریہ ڈارلنگ......" حمید مسکرایا۔ "تم پہلی عورت ہو جس نے اتنے سکون کے ساتھ میرے ہاتھوں مار کھائی ہے۔ میں تمہیں کسی قیمت پر بھی نہیں چھوڑ سکتا۔"

تاریہ کی آنکھوں میں حیرت کے آثار نظر آنے لگے پھر اس نے سنبھل کر کہا۔ "کیا بکواس ہے۔"

''اوہ تم..... میری افتادِ طبع سے واقف نہیں ہو۔ گداز جسم والی عورتوں پر چابک برسا کر مجھے بڑا سکون ملتا ہے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ اس لذت کو کن الفاظ میں بیان کرنا چاہئے۔ اب اسی وقت میرا دل چاہ رہا تھا کہ تمہارا سارا جسم داغدار کر دوں۔ اس وقت تک چابک برساتا رہوں جب تک کہ تم مر نہ جاؤ۔ تاریہ ڈارلنگ۔''

''نہیں......!'' تاریہ کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

''یہ حقیقت ہے۔''

''خطرناک آدمی ہو۔'' تاریہ مسکرائی۔ لیکن وہ اسے ایسی نظروں سے دیکھ رہی تھی جیسے اس کی دلی کیفیت کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی ہو۔

اتنے میں ایک نوکر نے آ کر کسی کا وزیٹنگ کارڈ پیش کیا۔

''اوہ..... یہ..... اس وقت..... کیوں آیا ہے۔'' تاریہ بڑبڑائی۔ پھر نوکر سے بولی۔ ''بٹھاؤ۔''

''وہ کہہ رہے ہیں کہ آدھے منٹ کی دیر بھی خطرناک ثابت ہوگی۔''

''کیوں.....؟'' تاریہ کے لہجے میں حیرت تھی۔ ''اچھا اسے یہیں لاؤ۔''

نوکر چلا گیا..... تاریہ نے حمید سے کہا۔

''چلو..... ادھر قاعدے سے بیٹھ جاؤ۔ میں اپنے ملازموں کے سامنے بے تکلفی کی اجازت نہیں دوں گی۔''

''اوہ..... تم مطمئن رہو۔'' حمید مسکرا کر ایک طرف بیٹھتا ہوا بولا۔ ''میں کسی تیسرے کی موجودگی میں تم پر کبھی ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔''

''تم گدھے ہو..... منہ بند رکھو۔''

دوسرے ہی لمحے میں کاریڈر سے قدموں کی آواز آنے لگی اور پھر ایک ادھیڑ عمر آدمی کمرے میں داخل ہوا۔

''کیا بات ہے۔'' تاریہ نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''مادام..... کیا عرض کروں..... سب کچھ قطعی اچانک ہوا اور اب حالات میرے قابو سے باہر ہیں۔''

''اصلی واقعہ بیان کرو۔'' تاریہ نے جھنجھلا کر کہا۔

''جھلموار والے کارخانے کے مزدوروں نے ہڑتال کردی ہے۔''

''کرنے دو...... وہ جھک مار رہے ہیں۔ جب ایک بار کہہ دیا گیا کہ ان کے مطالبات پر ہمدردی سے غور کیا جائے گا پھر وہ اتنی بے صبری کیوں ظاہر کر رہے ہیں۔''

''وہ کہتے ہیں کہ ہم مادام سے براہِ راست گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔''

''انہیں بکنے دو...... تم کیسے گدھے ہو کہ اتنی سی بات پر دوڑے چلے آئے۔ کیا تم انہیں کنٹرول نہیں کر سکتے۔''

''مادام مجھے افسوس ہے کہ نہ کر سکا۔'' اس نے کہا اور چند لمحے خاموش رہ کر شکایت آمیز لہجے میں بولا۔ ''کیا آپ نے کبھی مزدوروں کو یہ محسوس ہونے دیا ہے کہ میں ان پر حاکم ہوں۔ ہر موقع پر آپ دخل اندازی کرتی رہی ہیں لہٰذا پہلے کی ہی طرح وہ آج بھی صرف آپ ہی سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی جرأت اتنی بڑھی ہوئی ہے کہ وہ آپ کو جھلموار میں طلب کر رہے ہیں۔ دھمکی ہے کہ اگر آپ دو بجے تک جھلموار نہ پہنچیں تو وہ کم از کم ایک ہفتہ کی ہڑتال کریں گے اور آپ جانتی ہیں کہ آنے والا ہفتہ کاروبار کے لئے کتنا اہم ہوگا۔''

''یقیناً ہڑتال ہمارے لئے بُری ثابت ہوگی۔'' تاریہ کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ ''اچھا میں چلوں گی۔''

آنے والا کچھ نہیں بولا۔ وہ ابھی تک بیٹھا بھی نہیں تھا۔ تاریہ نے سر کی جنبش سے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور حمید سے بولی۔ ''کیا تم میرے ساتھ جھلموار چل سکو گے۔''

''ضرور چلوں گا۔''

''تو پھر اب دیر نہ کیجئے مادام......!''

''اب اپنا منہ بند رکھو۔'' تاریہ جھلا گئی۔

پھر حمید اور نووارد کو تقریباً پندرہ منٹ تک تاریہ کا انتظار کرنا پڑا۔ کیونکہ وہ لباس تبدیل کرنے کے لئے چلی گئی تھی۔

نووارد اپنی کار پر آیا تھا اور خود ہی ڈرائیو بھی کر رہا تھا۔ تاریہ کی کار پر صرف حمید اور تاریہ تھے۔ تاریہ نے اور کسی کو ساتھ نہیں لیا تھا...... حمید ہی اس کی کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ تاریہ اس کے پاس اگلی سیٹ پر بیٹھی تھی۔

شہر سے نکل کر وہ جھلموار والی سڑک پر ہو لئے۔ اسی سڑک پر روحی کی کوٹھی بھی تھی۔ حمید قاسم کے متعلق سوچنے لگا تھا۔ کئی دنوں سے اسے اس کے متعلق کچھ نہیں معلوم ہوا تھا۔ پھر قاسم سے اس کا ذہن ساحرہ کی طرف بھٹک گیا۔ آج کل وہ اس کے متعلق بہت سوچتا تھا۔ وہ عجیب ترین تھی۔ نہ یہی کہا جاسکتا تھا کہ وہ پاگل ہے اور نہ اسے صحیح الدماغ ہی سمجھا جاسکتا تھا۔

''او...... کیا تم گونگے ہو گئے ہو۔'' تاریہ نے حمید کی بائیں ران میں چٹکی لی۔

''اوہ...... یہ کیا حرکت۔'' حمید تلملا گیا۔ پھر سنبھل کر بولا...... ''میں بھیڑیئے کے دانت رکھتا ہوں...... ایسی حرکتیں نہ کرو کہ بعد میں سسک سسک کر مرنا پڑے۔ ابھی تم نے مجھے اذیت رسانی کے جنون میں مبتلا نہیں دیکھا۔ تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ الگ کر دوں گا۔''

تاریہ ہنس پڑی اور پھر آنکھیں بند کر کے اس طرح ہولے ہولے کراہنے لگی جیسے سچ مچ حمید اس کے جسم کی دھجیاں اڑا دینے پر تل گیا ہو۔

حمید کے دونوں ہاتھ اسٹیئرنگ پر تھے اور نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا ہوا تھا۔ نووارد کی کار آگے تھی وہ تاریہ کے ایک کارخانے کا منیجر تھا...... تاریہ سے حمید کو یہی معلوم ہوا تھا۔

تاریہ کچھ دیر تک اسی انداز میں کراہتی رہی۔ پھر بولی۔

''تم...... وہیں سلمان کے ساتھ رہتے ہو۔''

''ہاں...... میں سلمان کے ساتھ رہتا ہوں۔''

''وہ تمہارے چچا کا لڑکا ہے۔''

''نہیں...... میں اس کے چچا کا لڑکا ہوں۔''

''کیا تم اپنی کزن ساحرہ کو پسند کرتے ہو۔ وہ بہت خوبصورت لڑکی ہے۔''

''میں اسے بالکل پسند نہیں کرتا، حالانکہ وہ تمہارے خیال کے مطابق بہت حسین ہے۔''

''کیوں نہیں پسند کرتے...... اس سے تو تمہاری شادی بھی ہو سکتی ہے۔''

''صرف یہی تو نہیں ہو سکتی اور سب کچھ ہو سکتا ہے۔''

''کیوں شادی کیوں نہیں ہو سکتی؟''

''دماغ مت چاٹو۔'' حمید جھنجھلا کر بولا۔ ''ہمارے خاندان میں شادی بیاہ کا رواج نہیں ہے۔ کیوں کہ ہمارے یہاں لڑکیاں عموماً ساحرہ کی طرح کریک ہوتی ہیں۔ کہیں باہر سے لڑکی لاؤ تو وہ

بھی کریک ہو جاتی ہے۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہنے کے لئے تیار ہوں کہ دنیا کی ہر عورت بحیثیت بیوی کریک ہوتی ہے۔"

تاریہ ہنسنے لگی۔

"تم ہنس رہی ہو۔" حمید غصیلے لہجے میں بولا۔"میرے خاندان کی ایک بہت بڑی ٹریجڈی پر ہنس رہی ہو۔ میں تمہیں معاف نہیں کروں گا۔"

"ٹریجڈی......!" تاریہ نے حیرت سے کہا۔"میں نہیں سمجھی۔"

"کیا کرو گی سمجھ کر۔" حمید آہستہ سے بڑبڑایا۔"میری ماں کی وجہ سے میرے باپ نے خود کشی کر لی تھی۔"

"اوہ......کیوں......؟" تاریہ یک بیک چونک پڑی۔

"میری ماں کریک تھی۔ جاہل تھی۔ اپنے دستخط تک نہیں کر سکتی تھی لیکن میرے باپ کو احمق سمجھتی تھی۔ سمجھتی نہیں تھی بلکہ علانیہ بے وقوف کہتی تھی اور میرا باپ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ تھا۔ اس کے پاس درجنوں سرٹیفکیٹ اور درجنوں ڈگریاں تھیں۔ لیکن میری جاہل ماں اسے علانیہ بے وقوف کہتی تھی۔ اسے میرے باپ کی ہر بات میں عیب نظر آتے تھے۔ آخر ایک دن اس مظلوم نے سارے سرٹیفکیٹ اور ساری ڈگریاں اپنے سینے پر باندھیں اور کنویں میں چھلانگ لگا دی۔"

"نہیں......!" تاریہ حیرت سے بولی۔

"ہاں......تمہیں کیوں یقین آنے لگا۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارے شوہر نے بھی خود کشی ہی کی ہو۔"

"بکواس مت کرو......تم بالکل گدھے ہو......شٹ اپ۔"

دفعتاً تاریہ کے منیجر نے کی کار رک گئی اور وہ انہیں بھی رکنے کا اشارہ کرتا ہوا اپنی گاڑی کے پچھلے حصے کی طرف آیا اور جیب سے کنجی نکال کر ڈکے کا قفل کھولنے لگا۔

"کیا بات ہے۔" حمید نے پوچھا۔

"پٹرول ختم ہو گیا جناب......لیکن میرے پاس کئی گیلن پٹرول موجود ہے۔" اس نے جواب دیا۔ پھر جھنجھلائے ہوئے انداز میں بڑبڑایا۔"کیا ہو گیا ہے کم بخت قفل کو۔"

دو منٹ گزر گئے لیکن قفل نہ کھلا۔

"کیا کر رہے ہو تم۔" تاریہ نے غصیلی آواز میں اُسے مخاطب کیا۔

وہ سیدھا کھڑا ہو کر خجالت آمیز انداز میں اپنی پیشانی رگڑتا ہوا بولا۔ ’’نہ جانے کنجی کیوں نہیں لگ رہی ہے مادام۔‘‘

’’تم بھی یار بیوی کے شکار معلوم ہوتے ہو۔‘‘ حمید نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔ ’’لاؤ...... میں دیکھوں۔‘‘

وہ اس کی کار کے قریب آیا اس سے کنجی لی اور قفل کھولنے کے لئے جھک پڑا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اچھل کر الگ ہٹ جانا پڑا کیونکہ تاریہ کے منیجر نے اس کی پتلون کے جیب میں ہاتھ ڈال کر اس کا ریوالور نکال لیا تھا۔

’’یہ کیا حرکت۔‘‘ حمید آنکھیں نکال کر غرایا۔

’’آپ اس کی فکر نہ کیجئے جناب ...... براہِ کرم قفل کھولئے۔ میں آپ کو اسی ڈکے میں بند کر کے آرام سے چلوں گا۔‘‘

’’اچھا......!‘‘ حمید جھلا کر تاریہ کی طرف مڑا۔ وہ بھی کار سے اتر آئی تھی۔

اس نے اس سے کہا۔ ’’کیوں ......تاریہ کیا تم ملکہ کائنات سے ٹکرانے کی جرأت کرسکو گی۔‘‘

’’ہرگز نہیں......!‘‘ تاریہ جلدی سے بولی۔ ’’میں نہیں جانتی کیا معاملہ ہے۔‘‘

’’ہاں تم نہ جانتی ہو گی۔‘‘ پھر اس کے منیجر نے کہا۔ ’’لیکن یہ ممکن ہے کہ میں تم دونوں کی لاشیں یہیں چھوڑ جاؤں......اے دوست......اگر تم نے ذرہ برابر بھی چالاک بننے کی کوشش کی تو اپنی کھوپڑی کے سوراخ کے ذمہ دار خود ہو گے۔‘‘

حمید اسے قہر آلود نظروں سے گھورتا رہا۔ منیجر بولا۔ ’’بہتر تو یہی ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لو ورنہ ہوسکتا ہے کہ ٹریگر دب ہی جائے۔‘‘

حمید نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔

’’میں تم سے نہیں کہوں گا۔‘‘ منیجر تاریہ کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

’’آخر اس نمک حرامی کی وجہ۔‘‘ تاریہ پلکیں جھپکاتی ہوئی بولی۔

’’صرف اس لئے کہ تم کل سات لاکھ ادا کرنا نہ بھولو۔‘‘

’’کیا مطلب......اوہ تم بھی......ان دغا بازوں سے مل گئے ہو۔‘‘

’’کون میں۔‘‘ منیجر نے حیرت سے کہا۔ پھر ہنس کر بولا۔ ’’نہیں ......تاریہ تم اس غلط فہمی میں

نہ پڑو کہ میں تمہارا کوئی نمک خوار ہوں۔ تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کا وہی ادنیٰ خادم جسے تمہارے ایک آدمی نے کوئلے کے مجسمے میں تبدیل کر دیا تھا۔"

"اوہو......!" تاریہ کا منہ پھیل گیا اور پھر وہ اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی۔

"میں اس وقت تم پر صرف یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ تم کسی صورت سے بھی بچ نہیں سکتیں۔ تمہیں ہر حال میں کل چھ بجے شام تک سات لاکھ ادا کرنے پڑیں گے۔ کیش اور اصلی کرنسی میں۔"

"تم سات اکنیاں بھی نہ پا سکو گے۔" حمید نے اسے للکارا۔

"تھریسیا کے خادم کیلئے یہ بالکل نئی بات ہوگی۔ اگر وہ اپنی دھمکی کو عملی جامہ نہ پہنا سکے۔" اس نے خشک لہجے میں کہا۔ پھر تاریہ سے بولا۔ "عدم ادائیگی کی صورت میں تم چھ بج کر پانچ منٹ پر زندہ نہیں رہو گی۔ اور یہ تم نے دیکھ ہی لیا ہے کہ تم ہر وقت اور ہر جگہ میرے رحم و کرم پر ہو۔"

تاریہ کچھ نہ بولی۔ وہ اپنا نچلا ہونٹ چبا رہی تھی۔

"تم لوگ آخر چاہتے کیا ہو۔" حمید نے تشویش کن لہجے میں پوچھا۔

"ہم بھی اطمینان اور آسائش کے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔" اس نے کہا۔ "تم لوگ فراڈ کر کے کروڑوں روپے سالانہ کماتے ہو۔"

"پھر......؟" حمید نے جھلائے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔

"ظاہر ہے کہ اس میں ہمارا حصہ بھی ہونا چاہیے۔" اس نے لاپرواہی سے کہا۔

"ایک کوڑی بھی نہیں ملے گی۔"

"اچھی بات ہے تو میں دونوں کو یہیں ختم کئے دیتا ہوں۔" تھریسیا کا ساتھی غرایا۔

"ٹھہرو......!" تاریہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "میں اس پر غور کر رہی ہوں۔"

"کب تک غور کرتی رہو گی۔"

"تم کل چھ بجے تک کی مہلت دے چکے ہو۔"

"ہاں...... میں اپنے قول سے پھروں گا نہیں۔ چھ بج کر پانچ منٹ نہ ہو جائیں۔ ٹھیک چھ بجے پوری رقم لے کر بھوری پہاڑیوں کے قریب پہنچو۔ مگر تمہیں تنہا ہونا چاہیے۔ تم تنہا آؤ گی۔ کرنسی اصلی ہو۔ اگر ایک نوٹ بھی جعلی نکلا تو برباد کر دی جاؤ گی....... سمجھیں۔"

"تم پاگل ہو گئی ہو......تاریہ۔" حمید بولا۔ "اگر ان لوگوں نے ایک بار بھی تم سے کوئی رقم

وصول کرلی تو تمہیں ساری زندگی سر پر ہاتھ رکھ کر رونا پڑے گا۔“

وہ شائد ابھی کچھ اور کہتا لیکن اچانک تھریسیا کے ساتھی نے اس پر فائر کر دیا اور تاریہ کی چیخ سناٹے میں دور تک پھیلتی چلی گئی۔

دوہری چوٹ

حمید زمین پر چت پڑا تھا اور تاریہ کی چیخ کسی ریلوے انجن کی سیٹی کی طرح اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔ اس کی فلٹ ہیٹ کئی گز کے فاصلے پر پڑی شاید اس کا مذاق اڑا رہی تھی۔ حمید نے اپنی پیشانی ٹٹولی لیکن اسے سوراخ نہیں محسوس ہوا۔ البتہ پتھریلی زمین پر گرنے کی وجہ سے اس کا مغز ہلتا ہوا سا معلوم ہو رہا تھا۔ گولی غالباً فلٹ ہیٹ کے اوپری حصے پر پڑی تھی۔

تاریہ اس کی طرف جھپٹی۔ لیکن تھریسیا کے ساتھی نے اسے ڈانٹ دیا۔

”ٹھہرو......!“

تاریہ رک گئی۔ حمید چپ چاپ پڑا رہا۔ اسے یقین تھا کہ فلٹ ہیٹ والا خطرناک مذاق ساری دنیا میں فریدی کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اس نے چپ چاپ آنکھیں بند کر لیں۔ آنکھیں کھلی رکھنے کی صورت میں کچھ نہ کچھ اظہار شجاعت کرنا ہی پڑتا اور پھر ویسے بھی اسے تاریہ یا اس نامعقول تنظیم سے دلچسپی ہی کیا ہو سکتی تھی۔

”تم...... ابھی فیصلہ کرو۔“ تھریسیا کے ساتھی نے گرج کر کہا۔ ”ہاں یا نہیں۔ سات لاکھ پہنچ جائیں گے بھوری پہاڑیوں کے قریب۔“

”ہاں......!“ تاریہ کے حلق سے پھٹی پھٹی سی آواز نکلی۔

”تم تنہا آؤ گی۔“

”ہاں......!“

''اگر اس میں فرق پڑا تو......!''

''نہیں پڑے گا۔''

''اچھی بات ہے۔تم خوب سمجھتی ہو کہ میں ہر جگہ تمہیں نہایت آسانی سے مار ڈالوں گا۔آج تک دنیا کی کوئی چیز الفانسے کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنی۔''

وہ ریوالور کا رخ تاریہ کی طرف کئے ہوئے اپنی کار میں جا بیٹھا اور دوسرے ہی لمحے میں کار فراٹے بھرنے لگی۔ ویسے وہ جاتے وقت حمید کا ریوالور تاریہ کی طرف اچھال گیا تھا اور وہ ایک طرف نہ ہٹ جاتی تو وہ اس کے چہرے ہی پر پڑا ہوتا۔

تاریہ حمید کی طرف متوجہ ہوگئی۔ جو اب بھی اسی طرح آنکھیں بند کئے پڑا تھا۔ اچھی طرح اطمینان کر لینے کے بعد کہ وہ زخمی نہیں ہوا ہے تاریہ نے ایک طویل سانس لی.....اطمینان کی سانس۔

اور پھر اسے ہوش میں لانے کی تدبیریں کرنے لگی۔ دفعتاً حمید نے محسوس کیا کہ اگر یہ تدبیریں کچھ دیر اور جاری رہیں تو اسے ساری زندگی سر پر ہاتھ رکھ کر رونا پڑے گا.....اور وہ اپنی پہلی فرصت میں ہوش میں آیا۔

''تم بڑے کمزور دل کے نکلے......!'' تاریہ ہانپتی ہوئی مسکرائی۔

''اوہ......!'' حمید اٹھ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پھر سر کا پچھلا حصہ سہلاتا ہوا بولا۔

''میری پھرتی کی داد نہ دوگی کہ میں کس صفائی سے بچ گیا۔اس نے سر کا نشانہ لیا تھا۔''

''تاریہ نے اٹھ کر اسکی فلٹ ہیٹ اٹھائی جس کے اوپری حصے میں ایک سوراخ نظر آ رہا تھا۔

''یہ تمہاری فلٹ ہیٹ بہت وزنی ہے۔'' تاریہ نے اسے ہاتھ میں تولتے ہوئے کہا۔''اگر وزنی نہ ہوتی۔'' حمید نے جواب دیا۔''تو یہ سوراخ یہاں ہوتا۔''

اس نے اپنے سر پر انگلی سے اشارہ کیا۔

''بلٹ پروف......!''

''ہاں ایک بلٹ پروف کور اس کے استر کے نیچے موجود ہے۔''

''تم بہت چالاک ہو...... چلو...... وہ اپنا ریوالور اٹھاؤ...... اس سے عجیب آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا......اوہ......وہ کتنا دلیر اور بے باک ہے۔''

''تم تنظیم کے ایک دشمن کی شان میں قصیدہ خوانی کر رہی ہو'' حمید برا سا منہ بنا کر بولا۔

"یہ میرا نجی معاملہ ہے۔"

"کیا تم ہوش میں ہو یا نہیں۔" حمید نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں قطعی ہوش میں ہوں۔" تاریہ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "تنظیم کے لئے میری خدمات وقف ہیں......لیکن......!"

"لیکن کیا......!"

"کچھ نہیں۔" تاریہ غصیلے انداز میں بولی۔ "تمہیں اس سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہئے۔"

"اچھی بات ہے...... میں تمہیں دیکھ لوں گا" حمید نے زمین سے اپنا ریوالور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میں تاریہ ہوں سمجھے۔"

"میں سہیل ہوں......جس سے ڈاکٹر سلمان تک کانپتا ہے۔"

"تم دونوں گدھے ہو۔"

حمید نے جواب میں اس کے گال پر تھپڑ رسید کردیا اور وہ بھی بھوکی شیرنی کی طرح اس پر جھپٹ پڑی۔ حمید نے دوسرا ہاتھ رسید کیا اور تاریہ نے اس کا داہنا شانہ منہ میں بھرلیا۔ حمید کو اس کے دانت گوشت میں اترتے محسوس ہوئے اور اس نے اس کی ہنسلی کی ہڈی میں اپنی چار انگلیاں ڈال کر اتنی قوت صرف کردی کہ تاریہ کو چیختے ہوئے اس کا شانہ چھوڑ دینا پڑا۔

دوسرے ہی لمحے میں حمید اچھل کر پیچھے ہٹ چکا تھا۔

"شائیں......!" چمڑے کا چابک خلاء میں چکرایا۔ تاریہ جہاں تھی وہیں رک گئی۔ "میں یہیں تمہاری کھال گرادوں گا۔"

تاریہ کار کی طرف بھاگی۔ حمید پیچھے سے شڑاپ......شڑاپ......چابک برساتا رہا۔

کار کے قریب پہنچ کر وہ گرتے گرتے بچی۔ اب وہ پھر کسی مظلوم کی طرح چیخنے کراہنے لگی تھی۔ لیکن شاید وہ اس فکر میں تھی کہ حمید کو یہیں چھوڑ کر نکل جائے۔

"تم ایسا نہیں کرسکتیں۔ میں تمہیں جان سے ماردوں گا۔" حمید نے اس کے بال پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔

وہ چیخ کر اس پر آ رہی۔ "نہیں......نہیں۔" وہ کراہی۔ حمید نے اس کے منہ میں انگلیاں

ٹھونسنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ''کانوں تک پھاڑ دوں گا۔ تمہاری باچھیں۔''

''میں...... ہار گئی...... اُف...... چھوڑو...... خدا کے لئے۔''

حمید نے بڑی بے دردی سے اسے کار پر دھکیل دیا۔

''تم بڑے ظالم ہو۔'' وہ اپنا منہ دبا کر زمین پر بیٹھ گئی۔ شاید زبان دانتوں کے درمیان آ کر کٹ گئی تھی۔

پھر وہ تقریباً دو منٹ تک خون تھوکتی رہی۔ اس کی زبان سچ مچ زخمی ہوگئی تھی۔

لیکن نہ جانے کیوں حمید کے دل میں اس کے لئے رحم کا شائبہ بھی نہیں تھا۔ طاقت کی تنظیم سے تعلق رکھنے والی چیونٹی کو بھی وہ مسلے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ یہاں تو اسے اچھا خاصا بہانہ ہاتھ آیا تھا۔ تاریہ کے لئے ایذا رسانی کی تجویز خود ڈاکٹر سلمان ہی نے پیش کی تھی۔ اگر تاریہ فی الحقیقت مسا کٹ تھی تو ساری دنیا میں اس سے بہتر کلاسیکل مثال ملنی دشوار تھی۔

حمید نے اسے کھینچ کھانچ کر کار میں بٹھایا اور خود ڈرائیو کرنے لگا۔ اب وہ پھر زام گڈھ کی طرف واپس جا رہے تھے۔

''اب میں کبھی تمہاری زبان سے الفانسے کی تعریف نہ سنوں۔'' اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

تاریہ کچھ نہ بولی۔ اب وہ اس انداز میں مزے لے لے کر ہولے ہولے کراہ رہی تھی جیسے کوئی اس کا بدن دبا رہا ہو۔ پھر دفعتاً وہ خاموش ہو کر اس طرح کانپنے لگی جیسے سردی لگ رہی ہو۔ حمید کچھ بولے بغیر اسٹیئر کرتا رہا۔

پھر وہ اس طرح ساکت ہوگئی جیسے مر رہی ہو۔ حمید نے کنکھیوں سے اس کی طرف دیکھا اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔

وہ اسے مزید چھیڑے بغیر ڈرائیو کرتا رہا۔ کچھ دیر بعد تاریہ خراٹے لینے لگی۔ اسے گہری نیند آ رہی تھی۔ وہ بیٹھے بیٹھے سو رہی تھی۔

حمید سوچ رہا تھا کہ فریدی نے اس سے کسی قسم کا رابطہ کیوں نہیں قائم کیا۔ حمید کے پاس اس کے لئے بہتیری اطلاعات تھیں مگر یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ وہ اس کے لئے اہم ہی ہوتیں۔

فریدی کی دنیا ہی الگ تھی۔ اس کے لئے اہم ترین باتیں بھی کوئی وقعت نہیں رکھتی تھیں اور اکثر غیر اہم قسم کی باتیں اس کے لئے نشان منزل بن جاتی تھیں۔ بہرحال یہ فریدی کا معاملہ تھا۔ اور

فریدی کے معاملات میں کسی کی بھی دخل اندازی اس کے لئے باعث شرمندگی ہی ہوتی تھی...... وہ اپنی مرضی کا مالک تھا۔ جو کچھ بھی چاہتا کر گزرتا۔ کار سنسان سڑک پر دوڑتی رہی اور حمید فریدی کے متعلق سوچتا رہا۔ تاریہ اب بھی خراٹے لے رہی تھی۔

اس کے ذہن نے فریدی سے تاریہ اور تاریہ سے ساحرہ پر جست لگائی۔ آخر ڈاکٹر سلمان ساحرہ کی خبر کیوں نہیں لیتا۔ وہ ایک ماہر نفسیات ہے۔ ظاہر ہے کہ اسے قدرتی طور پر نفسیاتی کیسوں سے دلچسپی ہونی چاہئے۔ تجربات میں بھی اضافہ کرنے کے لئے ساحرہ کا کیس اپنی مثال آپ ہے۔ مگر نہ جانے کیوں ڈاکٹر سلمان کو اس کی قطعی پرواہ نہیں تھی۔

رام گڈھ پہنچ کر حمید نے کار کا رخ تاریہ کی کوٹھی کی سمت کر دیا۔ وہ اب بھی سو رہی تھی۔ گہری نیند...... بالکل اسی بچے کی طرح جو روتے روتے نڈھال ہو کر سو گیا ہو...... اس وقت اس کے چہرے پر بڑی معصومیت تھی۔ خدوخال کا تیکھا پن نہ جانے کہاں غائب ہو گیا تھا۔ سخت گیر طبیعت کی غماز پیشانی کی سلوٹیں بھی معدوم ہو گئی تھیں اور حمید بار بار اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

کوٹھی کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوتے ہی حمید نے اسے جھنجھوڑا...... اور وہ بوکھلا کر جاگ پڑی۔

''کیا ہے...... کیا ہوا؟''

حمید نے کار روک کر پورچ کی طرف اشارہ کیا۔

''اوہو......!'' وہ جماہی لے کر مسکرائی۔ ''میں سو گئی تھی۔''

پھر چاروں طرف دیکھتی ہوئی کار سے اتر گئی اور حمید سے بولی۔ ''اب تم کہاں جاؤ گے۔''

''فی الحال تم سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں۔'' حمید نے جواب دیا۔

''اوہ......!'' وہ پیشانی پر بل ڈال کر رہ گئی۔ چند لمحے حمید کو گھورتی رہی پھر بولی۔ ''تم خود کو کیا سمجھتے ہو۔''

''تمہارا مالک......!''

''تم گدھے ہو۔''

''اسی لفظ پر کچھ پہلے......!''

پھر حمید چپ چاپ کار سے اُترا۔ چند لمحے تک تاریہ کو گھورتا رہا پھر عجیب انداز میں شانوں کو جنبش دے کر پھاٹک کی طرف مڑ گیا۔

پھاٹک سے نکل کر کچھ دور چلنے کے بعد ایک ٹیکسی مل گئی اور ڈاکٹر سلمان کی کوٹھی کی طرف روانہ ہوگیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ساحرہ شام کی چائے کے لئے اس کی منتظر ہوگی۔ ساحرہ کی موجودگی میں وہ بھول جاتا تھا کہ ڈاکٹر سلمان کی کوٹھی میں اس کے قیام کا مقصد کیا ہے......وہ اسے اپنی معصوم مگر پراسرار گفتگو میں الجھا لیتی......لیکن کبھی کبھی اسے ایسا بھی محسوس ہونے لگتا جیسے ساحرہ اسے بے وقوف بنا رہی ہو۔ وہ ڈاکٹر سلمان سے کبھی ساحرہ کے متعلق کوئی گفتگو نہیں کرتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ ممکن ہے ڈاکٹر سلمان ان دونوں کا مل بیٹھنا پسند نہ کرے۔

کوٹھی پہنچ کر جیسے ہی اس نے اپنے کمرے میں قدم رکھا اسے دوبارہ باہر نکل آنا پڑا۔ شاید وہ کسی دوسرے کمرے میں چلا گیا تھا۔ لیکن کاریڈر میں کھڑے ہو کر چند لمحے غور کرنے کے بعد اسے یہ خیال ترک کر دینا پڑا کہ اس سے غلطی ہوئی تھی۔ کمرہ سو فیصدی وہی تھا جس میں اس کا قیام تھا۔ مگر اس کی ہیئت کیسے بدل گئی تھی۔ آج صبح تک نہ تو اس کی دیواروں پر فریم میں لگی ہوئی تصویریں تھیں اور نہ کتابوں کی وہ شلف جو نیچے سے اوپر تک بہترین قسم کی گٹ اپ والی کتابوں سے بھری ہوئی تھیں۔ پہلے وہاں کوئی الماری بھی نہیں تھی۔ بہرحال وہاں اسے بہتیری ایسی تبدیلیاں نظر آئیں جو اس کے لئے حیرت انگیز تھیں۔ وہ پھر کمرے میں گھسا اور ساتھ ہی اسے ساحرہ کا قہقہہ سنائی دیا۔ وہ چونک کر مڑا۔ ساحرہ سامنے والے کمرے کے دروازے سے سر نکالے ہنس رہی تھی۔

"کیوں......!" اس نے پوچھا۔ "کیا یہ سب کچھ آپ کو ناپسند ہے۔"

"ہوں......تو یہ تم ہو۔"

"نہیں بتایئے......کیا اب آپ کو یہ کمرہ برا لگ رہا ہے۔"

"تم نے ڈاکٹر سے پوچھ کر یہ ساری تبدیلیاں کی ہیں۔" حمید نے پوچھا۔

"نہیں تو......!"

"معلوم ہوتا ہے کہ تم مجھے بھی ان آدمیوں کی طرح نکلواؤ گی جو تمہاری آنکھوں ہونٹوں اور زلفوں کی باتیں کیا کرتے تھے۔"

ساحرہ پہلے تو ہنسی لیکن...... پھر یک بیک سنجیدہ ہوگئی اس کے چہرے سے ایک غم آلود سی کسلمندی کا اظہار ہونے لگا اور آنکھیں کسی خوفزدہ خرگوش کی آنکھوں سے مشابہ نظر آنے لگی تھیں۔ پھر اس کے ہونٹوں میں ایک ہلکی سی کپکپاہٹ دکھائی دی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کچھ کہنا

چاہتی ہو۔

''کیوں......!'' حمید آہستہ سے بولا۔ ''کیا تم ڈر گئی ہو۔''

''جی......!'' وہ چونک پڑی۔

''کیا تم ڈر گئی ہو۔''

''کس سے ڈروں گی۔'' اس نے اس انداز میں پوچھا جیسے اس موضوع پر پہلے کوئی گفتگو ہی نہ ہوئی ہو۔

''ڈاکٹر سے۔''

''میں نہیں سمجھی آپ کیا کہہ رہے ہیں۔''

''میں یہ کہہ رہا ہوں کہ تم نے اس کمرے کی ہیئت کیوں بدل ڈالی۔''

''کیا آپ کو پسند نہیں ہے۔'' اس نے مایوسانہ انداز میں پوچھا۔

''بہت پسند ہے۔'' حمید نے جواب دیا۔

''اوہ......کیا آپ نے......آپ نے ابھی چائے نہ پی ہوگی۔''

''ہاں......ابھی نہیں پی......ڈاکٹر کہاں ہیں۔''

''پتہ نہیں......وہ صبح سے نہیں ہیں۔''

''اوہ......اچھا......!''

دفعتاً حمید نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ کیونکہ آج وہ اپنے چہرے کی مرمت کئے بغیر ہی کوٹھی میں داخل ہو گیا تھا۔ یعنی اب بھی میک اپ میں تھا۔ اس کی دانست میں ساحرہ اس کی دوسری شخصیت سے ناواقف تھی۔ لیکن یہ محسوس کر کے اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ساحرہ نے اس پر حیرت کا اظہار نہیں کیا تھا۔ اس کے دو ہی مطلب ہو سکتے تھے۔ یا تو ڈاکٹر سلمان اسے سب کچھ بتاتا رہتا تھا یا پھر وہ خود ہی اتنی چالاک تھی کہ حمید کو میک اپ میں بھی پہچان سکتی تھی۔ دونوں ہی صورتیں غیر معمولی تھیں۔ حمید اسے غور سے دیکھتا رہا۔

''اوہ......میں چائے کے لئے کہہ دوں۔'' ساحرہ نے کہا اور دوسری طرف مڑ گئی۔

''ٹھہرو......!'' حمید ہاتھ اٹھا کر بولا۔

وہ رک گئی اور حمید چند لمحے اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر بولا۔ ''تم نے مجھے کیسے پہچان لیا۔''

ساحرہ ہنسنے لگی۔ لیکن جلد ہی سنجیدگی اختیار کر کے بولی۔ ''یہ میرے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے۔''

''یعنی......!''

''ارے بھائی جان کا کام ہی یہی ہے۔ لوگوں کے دشمنوں کا پتہ لگانے کے سلسلے میں انہیں بھیس بھی بدلنا پڑتا ہے۔ میں نے آپ کو پرسوں رات بھی اسی بھیس میں دیکھا تھا۔ جب آپ بھائی جان کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ مگر آپ اس بھیس میں بھائی جان کے چھوٹے بھائی معلوم ہوتے ہیں۔''

بڑی موٹی سی بات تھی۔ حمید کو اس سلسلے میں متحیر نہ ہونا چاہئے تھا۔ ظاہر ہے کہ ادارہ روابط عامہ کا کام ہی سراغ رسانی تھا۔ حمید پھر خیالات میں کھو گیا اور ساحرہ چلی گئی۔ پھر وہ اپنے کمرے میں جانے ہی والا تھا کہ کاریڈر کے سرے پر ڈاکٹر سلمان دکھائی دیا۔ جو بڑی تیزی سے اس کی طرف آ رہا تھا۔ حمید کو دیکھ کر اس نے ٹھہرنے کا اشارہ کیا۔

''تم کہاں سے آ رہے ہو کیپٹن......!'' اس نے پوچھا۔

''تاریہ کے ساتھ میں نے آج ایک دلچسپ دن گزارا ہے۔ جس میں فلٹ کا یہ سوراخ بھی شامل ہے۔'' حمید نے فلٹ ہیٹ کی طرف اشارہ کیا۔

''مجھے علم ہے۔'' ڈاکٹر نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ ''میں تو یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تاریہ کو تم نے کہاں چھوڑا تھا۔''

''اس کی کوٹھی کے پاس باغ میں۔'' حمید نے متحیرانہ انداز میں کہا۔ ''کیا وہاں اس کی لاش پائی گئی تھی۔''

''اوہ......نہیں۔'' ڈاکٹر سلمان نے آہستہ سے سر کو جنبش دی۔

''پھر کیا بات ہے۔''

''وہ لٹ گئی۔''

''کیا مطلب......!''

''ابھی اس کا فون آیا تھا۔ کوئی اس کی تجوری صاف کر لے گیا۔ اسی دوران میں جب وہ تمہارے ساتھ جھلموار کا سفر کر رہی تھی۔ تجوری سے اس کے انتہائی بیش قیمت جواہرات غائب ہیں اور ان کی جگہ ایک پرچہ ملا ہے جس پر تحریر تھا (جواہرات بطور ضمانت لے جائے جا رہے ہیں۔ سات

لاکھ کی وصول یابی پر واپس کردیئے جائیں گے۔ جواہرات کی قیمت کا اندازہ پندرہ لاکھ سے بھی زائد ہے) تاریہ کو یہ تجوری کھلی ہوئی ملی تھی اور سب سے زیادہ حیرت انگیز بیان اس کی ملازمہ کا بیان ہے۔ وہ کہتی ہے کہ خود تاریہ نے بیس منٹ قبل اسی کے سامنے تجوری کھولی تھی۔''

''اوہ......!'' حمید متحیرانہ انداز میں بڑبڑایا۔''تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی دوسری عورت تاریہ کی شکل میں ملازموں کو دھوکہ دے گئی۔''

''اس کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے۔'' ڈاکٹر سلمان آہستہ سے بولا۔

تاریہ اور دھماکہ

دوسرے دن شام کو حمید اور ڈاکٹر سلمان بھوری پہاڑیوں میں بھٹکتے پھر رہے تھے۔ حمید نے ڈاکٹر سلمان کو یقین دلایا تھا کہ تاریہ سات لاکھ روپے لے کر یہاں ضرور بالضرور آئے گی۔ ویسے ڈاکٹر سلمان نے تاریہ کو ہدایت کی تھی کہ وہ جواہرات کو صبر کرلے اور مزید نقصان اٹھانے کے چکر میں نہ پڑے کیوں کہ اسے سات لاکھ گنوانے کے بعد بھی جواہرات کی واپسی کی توقع نہیں تھی۔ تاریہ نے وعدہ کرلیا تھا کہ وہ اس کے مشورے پر عمل کرے گی۔ لیکن حمید کو یقین نہیں آیا تھا۔ کیونکہ وہ اس آدمی الفانسے کی دلیری کی مداح تھی اور پھر حمید اس کے جنون سے بھی واقف تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ایسی عورتیں مردوں کے معاملے میں کیسی ہوتی ہیں۔ دولت تو بڑی حقیر چیز ہے وہ جان کی بھی پرواہ نہیں کرتیں۔

بہرحال حمید نے ڈاکٹر سلمان کو اس کے خلاف ابھار دیا تھا اور پھر وہ ان لوگوں کی مرمت بھی کروانا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ڈاکٹر سلمان کو یہ مہم زندگی بھر یاد رہے گی۔

''یہ بھوری پہاڑیاں......!'' ڈاکٹر سلمان چلتے چلتے رک کر بولا۔ پھر کچھ سوچنے لگا اور تھوڑی دیر بعد کہنے لگا۔''یہاں اس طرح بھٹکنے سے کوئی فائدہ نہیں۔''

''میں بھی یہی محسوس کر رہا ہوں۔'' حمید بڑبڑایا۔ ''مگر میری دانست میں الفانسے نے کسی جگہ کا تعین نہیں کیا تھا۔''

''پھر...... ہم یہاں سو فیصدی جھک مار رہے ہیں۔'' ڈاکٹر سلمان ناخوشگوار لہجے میں بولا۔ ''مجھے یقین ہے تاریہ کبھی نہ آئے گی۔''

''ہوسکتا ہے الفانسے نے جگہ کا تعین بعد میں کیا ہو۔''

''تاریہ مجھے اطلاع ضرور دیتی۔''

''آپ ماہر نفسیات ہیں ڈاکٹر۔'' حمید نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ ''عورتوں کے متعلق آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہوں گے۔''

''یہ تنظیم کا معاملہ ہے کیپٹن۔ یہاں عورتوں اور مردوں کی حیثیت مشینوں سے زیادہ نہیں رہ جاتی۔ ان کے ذہنی جالے تنظیم کے کاموں میں رکاوٹ نہیں بنتے اور اگر بنتے ہیں......تو......!''

ڈاکٹر سلمان خاموش ہوگیا۔ لیکن حمید کو اس کی پرواہ نہیں تھی کہ ڈاکٹر کے پورے جملے کا مفہوم کیا ہوسکتا ہے۔ یہ اس کی کوئی اندھی چال تھی۔ بلکہ تنظیم ہی سے تعلق رکھنے والے ایک فرد نے اسے شطرنج کے مہرے کی طرح آگے بڑھایا تھا۔

''ڈاکٹر ہمارے آدمی کہاں ہیں۔'' اس نے پوچھا۔

''آدمیوں کی پرواہ نہ کرو......ضرورت پڑنے پر وہ ہمارے ساتھ ہوں گے۔ پہاڑیاں ان کی دیکھی بھالی ہوئی ہیں اور وہ اس وقت بھی ہم سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہوں گے۔''

''آہا......!'' دفعتاً حمید چلتے چلتے رک گیا۔ اس کے ہاتھ میں دوربین تھی۔ وہ اسے آنکھوں تک اٹھا کر ایک طرف دیکھنے لگا۔

''ڈاکٹر......!'' اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ ''میرے اندازے مشکل ہی سے غلط ثابت ہوتے ہیں۔''

ڈاکٹر سلمان کی دوربین بھی اسی طرف اٹھ گئی بہت دور سبز رنگ کا ایک دھبہ سا متحرک نظر آرہا تھا۔ پھر جیسے ہی وہ ایک دھندلے پس منظر میں آیا اس کی تفاصیل واضح ہوگئیں۔ وہ کوئی عورت تھی۔ سبز رنگ کی ساڑھی میں۔

''مگر نہیں۔'' حمید مضحکہ اڑانے والے انداز میں بولا۔ ''سبز رنگ کی عبا میں کوئی درویش بھی

ہو سکتا ہے...... کیوں ڈاکٹر۔''

سلمان کچھ نہ بولا۔ اس کی دوربین بدستور اسی طرف اٹھی رہی۔

کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ ''یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ تاریہ ہی ہوگی۔''

''ڈاکٹر.....!'' حمید ایک طویل سانس لے کر بولا۔ ''کبھی آپ نے کسی سے محبت بھی کی ہے۔''

''کیوں نہیں...... دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا دل ہو جسے محبت سے خالی کہا جا سکے۔''

''وہ یقیناً ہزار ہا خوبیاں رکھتی ہوگی۔'' حمید نے مسکرا کر کہا۔

''یقیناً......!''

''وہ کون ہے۔''

''طاقت......!'' ڈاکٹر سلمان نے آنکھوں پر سے دوربین ہٹاتے ہوئے کہا۔

''یعنی موجودہ حکمران......!''

''نہیں وہ حکمران جس کی حکمرانی ازل سے ابد تک رہے گی۔ موجودہ حکمران ایک فنا ہو جانے والی عورت ہے جس کی وہ نمائندگی کرتی ہے۔ وہ غیر فانی ہے۔''

''آپ نے تو فلسفہ چھیڑ دیا...... میں عورت کی بات کر رہا تھا۔''

''نہیں عورت میری منزل نہیں ہے۔''

''دوسرا فریدی بول رہا ہے۔'' حمید خوفزدہ انداز میں بڑبڑایا۔ ''ایسے آدمیوں سے کہیں چھٹکارا نہیں۔''

''کیا مطلب......!''

''اسے بھی عورتوں سے دلچسپی نہیں تھی۔''

''اسی لئے وہ اتنا خطرناک ہے۔'' ڈاکٹر سلمان نے کہا۔

''ہے یا تھا...... کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ زندہ ہے۔'' حمید نے حیرت سے کہا۔

''یہ بات اس کے متعلق...... میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس کی موت پر اس وقت تک مجھے یقین نہیں آ سکتا جب تک کہ اس کی لاش اپنی آنکھوں سے دیکھ نہ لوں۔''

''مگر...... وہاں...... اس زمین دوز دنیا میں...... اس لڑکی نے...... نام نہیں یاد آ رہا ہے...... اوہ...... رجنی...... رجنی...... اس نے بتایا تھا کہ فریدی کو گولی ماردی گئی تھی۔''

''مگراس کی لاش نہیں مل سکی۔''

''وہ کسی پہاڑی نالے میں گرا تھا۔'' حمید نے کہا۔

''گرا ہوگا۔'' ڈاکٹر سلمان نے اپنے شانوں کو جنبش دی۔ اگر وہ زندہ بھی ہے تو مجھے پرواہ نہیں۔ مگر تم نے اس الفانسے کے متعلق شبہ ظاہر کیا تھا۔''

''پھر......!''

''مگر ...... پھر سوچتا ہوں کہ اسے کیا پڑی ہے جو اتنا گھٹیا طریقہ اختیار کرے گا۔ کیا اس کی پشت پر قانون نہیں ہے۔''

''قانون تو میری پشت پر بھی ہے۔'' ڈاکٹر سلمان مسکرایا۔ ''کیا میں اس ملک کا ایک باعزت شہری نہیں ہوں۔''

''اوہو......اب دیکھئے۔'' دفعتاً حمید نے کہا۔ ''وہ دوربین لگائے اسی سمت دیکھ رہا تھا۔ ڈاکٹر سلمان نے بھی اپنی دوربین اٹھائی اور آہستہ سے بولا۔ ''وہ بلاشبہ تاریہ ہے....اوہ....یہ کیا۔''

''اس نے کوئی چیز نیچے پھینکی ہے۔'' حمید بولا۔ ''میرا خیال ہے کہ وہ ایک چھوٹا سا چرمی ہینڈ بیگ تھا۔''

ڈاکٹر سلمان نہ بولا۔ پھر وہ ایک چٹان کی اوٹ میں ہوگئے۔ کیونکہ تاریہ اب اس طرف آرہی تھی۔ اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوا اور قرب و جوار کی پہاڑیاں جھنجھنا اٹھیں۔ تاریہ بے تحاشہ دوڑتی ہوئی اسی طرف آرہی تھی۔ ایک جگہ لڑکھڑا کر وہ گری بھی لیکن پھر اٹھ کر دوڑنے لگی۔

''یہ کیا ہوا۔'' ڈاکٹر سلمان آہستہ سے بڑبڑایا۔

''اوہ ہمیں......اس کی مدد کرنی چاہئے۔'' حمید نے چٹان کی اوٹ سے نکلنا چاہا۔

''ٹھہرو......!'' سلمان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ ''وہ ادھر ہی آرہی ہے۔''

تاریہ اس چٹان کے قریب پہنچ کر یوں ہی دوسری طرف جانے کے لئے مڑی۔ ڈاکٹر سلمان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا اور پھر اگر دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر نہ جم گیا ہوتا تو تاریہ کی بے خیالی میں نکلی ہوئی چیخ دور دور تک پھیل جاتی۔

''اوہم......!'' وہ اپنے منہ پر سے اس کا ہاتھ اٹھا کر ہانپتی ہوئی بولی۔ ''ٹائم بم''

''ٹھہرو......دم لے لو۔'' سلمان اس کا شانہ تھپتھپا کر بولا۔

''میں نے سوٹ کیس میں نوٹوں کی بجائے ٹائم بم رکھا تھا۔'' وہ بدستور ہانپتی رہی۔

''بہت عمدہ......!'' ڈاکٹر سلمان حمید کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ ''مجھے تمہاری ذہانت سے یہی امید تھی...... کیا وہ نیچے موجود تھا۔''

''موجود تھا......!''

''چلو ٹھیک ہے۔''

''مگر تم یہاں کیسے!''

''مجھے یقین تھا کہ تم میرے مشورے پر عمل نہ کرو گی۔'' ڈاکٹر سلمان مسکرایا۔

تاریہ حمید کی طرف دیکھنے لگی جو اسے گھور رہا تھا۔

''تم گری تھیں...... چوٹ تو نہیں آئی۔'' حمید نے پوچھا۔

لیکن تاریہ اس کی بات کا جواب دیئے بغیر پھر ڈاکٹر سلمان کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔ ٹھیک اسی وقت انہوں نے شور سنا پھر فائروں کی آوازیں بھی آئیں۔

ڈاکٹر سلمان نے حمید کی طرف دیکھا۔

''شاید ٹکراؤ ہو گیا ہے۔'' حمید بڑبڑایا۔

لیکن دوسرے ہی لمحے میں ''ریٹ...... ٹیٹ...... ریٹ...... ٹیٹ'' کی آوازوں پر ڈاکٹر سلمان بُری طرح بوکھلا گیا۔

''یہ تو ٹامی گن کی آواز ہے۔'' اس نے کہا اور آواز کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

''میرے کسی بھی آدمی کے پاس ٹامی گن نہیں تھی۔''

''ٹھہریئے...... جلدی نہ کیجئے۔'' حمید نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ ''ہو سکتا ہے ان میں سے کوئی تاریہ ہی کی طرح عقل مند رہا ہو۔ یعنی ہماری نادانستگی میں اس کے پاس ٹامی گن بھی رہی ہو۔''

''نہیں میں جانتا ہوں۔'' ڈاکٹر سلمان نے بازو چھڑاتے ہوئے کہا۔ وہ آواز کی سمت دوڑ رہا تھا۔ مجبوراً حمید کو بھی دوڑنا پڑا...... لیکن ڈاکٹر سلمان نے مڑ کر کہا۔ ''تم وہیں ٹھہرو...... تاریہ کے پاس۔''

''ہام......!'' حمید تاریہ کے پاس پہنچ کر بولا۔ ''تم اس وقت بہت اچھی لگ رہی ہو۔ مجھے

اپنی مادری زبان میں ایک گیت سناؤ۔''

''سناؤں گی۔'' تاریہ دانت پیس کر بولی۔ ''ذرا اس ہنگامے کو اس طرف آ جانے دو۔''

''ہاں......آں...... خیر کوئی بات نہیں...... مگر اس سوٹ کیس میں ٹائم بم نہیں تھا۔''

''نہ رہا ہوگا۔'' تاریہ نے لاپروائی سے کہا۔

''تمہیں معلوم تھا کہ ہم لوگ یہاں ضرور آئیں گے۔''

''پھر......!''

''اس کے باوجود بھی تم سات لاکھ لے کر چلی آئیں۔''

''اور پھر وہ سات لاکھ ایک دھماکے کے ساتھ پھٹ گئے۔'' تاریہ ہنس پڑی۔ فائروں کی آوازیں ابھی تک آ رہی تھیں۔ ان آوازوں میں تاریہ کا قہقہہ بڑا عجیب معلوم ہوا۔

''کیا الفانسے نے پچھلی رات فون پر تم سے گفتگو نہیں کی تھی۔'' حمید نے اندھیرے میں تیر پھینکا۔

''ہوئی تھی......پھر......تم سے مطلب۔''

اس نے تمہیں اس مقام کا پتہ دیا تھا۔ لیکن تم احتیاط اپنے ساتھ ایک دستی بم لیتی آئی تھیں...... کیوں...... میں کیا غلط کہہ رہا ہوں۔''

تاریہ کے چہرے کی رنگت پھیکی پڑ گئی۔ مگر حمید نے جلدی سے کہا۔ ''تم اس کی پرواہ نہ کرو۔ یہ بات صرف مجھ تک محدود رہے گی۔ دل سے مجبور ہوں۔ تاریہ تم مجھے بہت اچھی لگتی ہو۔ میں سوچتا ہوں اگر ڈاکٹر سلمان نے مار ڈالا تو پھر میں چابک کس پر برساؤں گا۔ کون ہے جو میرے ہاتھوں پٹنا پسند کرے گی۔ تاریہ میں نے تمہیں دستی بم پھینکتے دیکھا تھا...... ڈاکٹر نہیں دیکھ پایا۔ تم نے ہمیں دیکھ لینے کے بعد ہی دستی بم پھینکا تھا اور دوڑنے لگی تھیں۔ مگر ڈارلنگ...... میری زبان ہمیشہ بند رہے گی۔ کیا میں تمہارے گال پر ایک تھپڑ رسید کر سکتا ہوں۔''

''میں اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔''

دفعتاً حمید کو ڈاکٹر سلمان نظر آیا جو دوڑتا ہوا اسی طرف آ رہا تھا اور اس کا بایاں بازو سرخ نظر آ رہا تھا۔ شاید اس کے گولی لگی تھی۔

''اپنا ریوالور پھینکو......!'' اس نے چیخ کر کہا۔ ''میرا ریوالور گر گیا۔''

حمید نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کی طرف اچھال دیا اور وہ اسے ہاتھوں میں روک کر

پھر کھڈ میں اتر گیا۔

پناہ گاہ

تاریہ ڈاکٹر سلمان کو دوڑتے دیکھتی رہی۔ پھر اس نے حمید کی طرف مڑ کر کہا۔

''یہ بہت بڑی حماقت ہے۔ اب ہمیں یہاں سے نکل چلنا چاہئے۔ ورنہ سرحدی پولیس چوکی یہاں سے صرف ایک میل کے فاصلے پر ہے اور فائروں کی آوازیں دور دور تک پھیل رہی ہوں گی۔''

''میں ڈاکٹر سلمان کو یہاں نہیں چھوڑ سکتا۔ تم جا سکتی ہو۔ مگر نہیں تم بھی نہیں جا سکتیں۔ ڈاکٹر سلمان نے مجھ سے صرف یہ کہا تھا کہ تمہارے پاس ٹھہروں۔''

''میں تمہارے پاس تو ٹھہرنا ہی نہیں چاہتی۔'' تاریہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔ ''خواہ میرا جسم گولیوں سے چھلنی ہو جائے۔''

''کیوں؟ کیا میں تمہیں کھا جاؤں گا۔''

''نہیں...... تم مجھ پر بے سروپا اور بے بنیاد الزام رکھتے ہو۔''

''میرا خیال ہے کہ میرا کوئی الزام بے بنیاد نہیں تھا۔'' حمید اسے گھورتا ہوا بولا۔ ''تم اتنی احمق نہیں ہو کہ اس سے اپنے بیش قیمت جواہرات وصول کئے بغیر اسے ٹائم بم کا نشانہ بنا دو۔''

''مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی۔ مجھے اندازہ نہیں کہ میرے پاس کتنی دولت ہے۔ میں نے کبھی معلوم کرنے کی کوشش ہی نہیں کی اور وہ جواہرات تو میری نظروں میں کوئی وقعت ہی نہیں رکھتے۔ میں تو الفانسے یا اس کتیا تھریسیا سے اپنی توہین کا بدلہ لینا چاہتی ہوں۔''

''چلو ختم کرو...... مجھے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔'' حمید نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔ ''اگر تم جیسی ہزار عورتیں بھی تنظیم سے غداری کریں تو تنظیم کا کچھ نہیں بگڑے گا۔''

''پھر تم نے بکواس شروع کر دی۔ کیا میں تنظیم سے غداری کر سکتی ہوں۔ میں جو گردن تک

جرائم میں پھنسی ہوئی ہوں۔"

"جرائم......!" حمید نے حیرت سے دہرایا۔ "یہ لفظ بھی غدارانہ ہے۔ گویا تنظیم جرائم کی مرتکب ہورہی ہے۔ تنظیم سے باہر رہ کر تم یہ الفاظ استعمال کرسکتی ہو۔"

"تم باتوں کو بڑھایا نہ کرو۔" تاریہ جھنجھلا گئی۔ "اس ملک کی پولیس کا نکتہ نظر کیا ہوگا۔ کیا اسے تنظیم سے ہمدردی ہوسکتی ہے۔"

"ایک دن ہوکر رہے گی۔" حمید نے سینہ تان کر کہا۔

"بس بس......!" تاریہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "میں کسی قسم کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتی۔"

دفعتاً ڈاکٹر سلمان پھر دکھائی دیا۔ وہ انہیں اپنی طرف آنے کا اشارہ کررہا تھا۔ حمید نے یہ محسوس کیا کہ اب فائروں کی آوازوں سے فضا میں پہلا سا انتشار باقی نہیں رہا۔ وہ دونوں ڈاکٹر سلمان کی طرف بڑھے۔

"سرحدی پولیس......!" ڈاکٹر سلمان نے آہستہ سے کہا اور انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا ہوا نشیب میں اتر گیا۔

اس کے بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے خون ٹپک رہا تھا۔ وہ چلتے رہے تاریہ جیسی بھاری بھرکم عورت کے لئے ایسے پہاڑی مقام پر پیدل چلنا جوئے شیر لانے سے کم نہ ہونا چاہئے تھا۔ مگر حمید محسوس کررہا تھا کہ اس کے پیروں میں ڈگمگاہٹ کے بجائے کسی ہلکے جسم والے کے پیروں کی سی چستی تھی اور کچھ دیر پہلے اس نے اسے انہیں ناہموار چٹانوں پر دوڑتے بھی دیکھا تھا۔ یقیناً یہ ایک حیرت انگیز بات تھی اس وقت بھی وہ تھکن کا شکوہ کئے بغیر اسی رفتار سے چل رہی تھی جس رفتار سے وہ دونوں چل رہے تھے۔

"ہمارے آدمی کہاں ہیں۔" حمید نے ڈاکٹر سلمان سے پوچھا۔

"اوہ......ان کی پرواہ نہ کرو۔ انہیں کوئی نہ پاسکے گا۔"

وہ ایک تنگ سے درے میں داخل ہورہے تھے اور اب آہستہ آہستہ دن کی روشنی غائب ہوتی جارہی تھی۔ ڈاکٹر سلمان خاموش تھا۔ لیکن اسکے پیر برابر اٹھ رہے تھے۔ زخمی بازو اس میں حارج نہیں ہوا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ وہ اپنے داہنے ہاتھ سے اسے دبائے رہا ہو۔ اس کے چہرے پر اب وہ پہلی سی تازگی بھی نہیں تھی۔ ہونٹ خشک اور آنکھیں ویران سی نظر آنے لگی تھیں۔

''کیا میں آپ کو سہارا دوں ڈاکٹر......!'' حمید نے کہا۔

''نہیں......!'' ڈاکٹر سلمان کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نظر آئی۔ ''اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اتنا کمزور بھی نہیں ہوں۔''

''وہ تو میں دیکھ ہی رہا ہوں۔''

''ہمیں خاموشی سے راستہ طے کرنا چاہئے۔'' ڈاکٹر نے آہستہ سے کہا۔ ''ہم جلد ہی کسی جگہ بیٹھ کر گفتگو کریں گے۔''

اب وہ پھر ایک ڈھلان پر اتر رہے تھے اور یہاں دراڑ کچھ کشادہ ہوگئی تھی۔ ورنہ دھندلکا تاریکی میں تبدیل ہو گیا ہوتا اور نتیجے کے طور پر انہیں ٹھوکریں کھانی پڑتیں۔ تاریہ حمید سے لگی ہوئی چل رہی تھی۔ ڈاکٹر سلمان آگے تھا۔ چلتے چلتے دفعتاً وہ گہری تاریکی میں پہنچ گئے اور ڈاکٹر سلمان نے جیب سے دیا سلائی نکال کر جلائی اور اسے سر سے اونچا اٹھاتے ہوئے بولا۔

''وہیں رک جاؤ۔''

حمید اور تاریہ رک گئے۔ دیا سلائی بجھ چکی تھی۔ انہوں نے دوبارہ اندھیرے میں ڈاکٹر کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ ''وہیں ٹھہرو...... جب تک کہ میں واپس نہ آ جاؤں۔''

پھر ایسی آوازیں آئیں جیسے ڈاکٹر بہت احتیاط سے چل رہا ہو۔ لیکن اس نے ایک بار لمبی چھلانگ ضرور لگائی تھی۔ حمید کو یقین تھا۔

پھر سناٹا طاری ہو گیا اور حمید تاریہ کی چڑھتی ہوئی سانسوں کی آوازیں سنتا رہا۔ تقریباً پانچ منٹ تک وہ اسی طرح کھڑے رہے۔ پھر اچانک کچھ فاصلے پر مدہم سی روشنی دکھائی دی دوسرے ہی لمحے میں ڈاکٹر ان سے کچھ فاصلے پر ہاتھ میں ایک مومی شمع لئے کھڑا تھا۔ اس نے اسے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''آ جاؤ...... نیچے...... دیکھتے ہوئے...... یہاں ایک تین فٹ چوڑی دراڑ ہے۔'' اس نے مومی شمع کو نیچے جھکایا اور کہا۔ ''یہ رہی لیکن شاید تاریہ اسے نہ پھلانگ سکے۔''

''اوہ...... یہ کچھ بھی نہیں ہے...... تم مجھے کیا سمجھتے ہو۔''

''اچھا تو آؤ۔''

حمید سوچ رہا تھا کہ آخر یہ مومی شمع کہاں سے نکل پڑی۔ وہ دونوں آگے بڑھے اور تاریہ نے دراڑ نہایت آسانی سے پار کر لی۔ ڈاکٹر سلمان انہیں راستہ دکھا رہا تھا۔ وہ دائیں طرف مڑے اور حمید

کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وہ ایک مستطیل تراشے ہوئے دروازے سے گزر رہا ہے۔

جیسے وہ آگے بڑھا اسے اپنی پشت پر ایک عجیب قسم کی آواز سنائی دی۔ وہ چلتے چلتے رک کر مڑا...... ڈاکٹر پیچھے ہی رہ گیا تھا۔

دروازہ غائب تھا اور ڈاکٹر سلمان اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ ایک چوکور کمرے میں تھے جس میں نہ کھڑکیاں نہ دروازے۔ ڈاکٹر نے چار شمعیں اور روشن کر دیں۔ اب یہاں اتنی کافی روشنی تھی کہ حمید پورے کمرے کا جائزہ لے سکتا تھا۔ اسے یہاں مختلف قسم کا سامان نظر آیا۔ تین میزیں دو الماریاں، سات کرسیاں اور ایک پلنگ جس پر زرد رنگ کی چادر پڑی ہوئی تھی۔ حمید نے تاریہ کی طرف دیکھا اس کے چہرے پر بھی حیرت کے آثار تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ بھی پہلی بار یہاں آئی ہو۔"

"بیٹھو......!" ڈاکٹر نے کرسیوں کی طرف اشارہ کیا۔ پھر ان کے بیٹھ جانے کے بعد بولا۔ "اب مجھے اپنے زخم کو دیکھنا چاہئے۔"

"لائیے...... میں ڈریسنگ کروں۔" حمید جلدی سے بولا۔ مگر پھر مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہنے لگا۔ "کیا یہاں فرسٹ ایڈ کا سامان مل سکے گا۔"

"تھرڈ ایڈ تک سامان مل سکتا ہے۔" ڈاکٹر سلمان نے اپنے مخصوص انداز میں مسکرانے کی کوشش کی۔

گولی بازو کو چھیدتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی تھی۔ لیکن ہڈی پر کسی قسم کی ضرب نہیں آئی تھی۔ حمید نے ڈریسنگ کرنے میں دیر نہیں لگائی۔

"شکریہ......!" ڈاکٹر سلمان نے حمید کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "آج کا معرکہ عجیب تھا۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ تاریہ نے بم کس پر پھینکا تھا...... خیر...... کل کے اخبارات سے اس کا نتیجہ ظاہر ہی ہو جائے گا۔ کیونکہ سرحدی پولیس موقع واردات پر پہنچ گئی تھی۔"

"وہ لوگ کتنے تھے۔" حمید نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ تین...... جنہوں نے کم از کم پانچ آدمیوں کو یقینی طور پر زخمی کیا ہے۔"

"ہمارے آدمی کہاں ہیں۔"

"محفوظ ہیں...... ان کی فکر مت کرو۔" ڈاکٹر سلمان اٹھتا ہوا بولا۔ اس نے ایک الماری کھول

کر اس میں سے شمپین کی بوتل اور دو گلاس نکالے اور انہیں میز پر رکھتا ہوا تاریہ کی طرف مڑا جو اُسے غور سے دیکھ رہی تھی۔

''صرف ہم تین آدمی اس پناہ گاہ سے واقف ہیں۔'' اس نے تاریہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں اس جملے کا مطلب نہیں سمجھی۔''

''اوہ......کوئی خاص بات نہیں۔ کیا تم دو گلاس تیار نہیں کر سکتیں۔''

''نہیں......میں بہت تھک گئی ہوں لیکن شراب نہیں پیوں گی۔''

''مت پیو......!'' ڈاکٹر سلمان نے لاپروائی سے کہا اور خود اٹھ کر گلاس میں شراب انڈیلنے لگا۔ حمید کو اس وقت اس کی آنکھیں اچھی نہیں لگ رہی تھیں۔ اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ ضرور تھی لیکن آنکھیں اس مسکراہٹ کا ساتھ نہیں دے رہی تھیں۔

وہ گلاس ہاتھ میں لئے ہوئے تاریہ کے سامنے آبیٹھا پھر حمید کی طرف دیکھ کر بولا۔

''کیا تم اتنی دوڑ دھوپ کے بعد بھی ایک گلاس لینا پسند نہ کرو گے۔ میں تو ہمیشہ خالص شراب پیتا ہوں۔''

''شکریہ......!'' حمید مسکرایا۔ ''میں ضروری نہیں سمجھتا کہ خواہ مخواہ ایک بُری عادت کا اضافہ کرلوں۔''

''تم بہت بااصول آدمی ہو......میں تمہیں بے حد پسند کرنے لگا ہوں۔''

''دوسری بار شکریہ ڈاکٹر......!''

ڈاکٹر سلمان تاریہ کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا شراب کی ہلکی ہلکی چسکیاں لیتا رہا پھر یک بیک گلاس کو ایک طرف فرش پر رکھ کر سیدھا بیٹھ گیا۔

وہ اور تاریہ ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔ پلکیں جھپکائے بغیر......قندیلوں کی روشنی ان کے چہروں پر پڑ رہی تھی اس صندوق نما کمرے میں یہ روشنی ایسی لگ رہی تھی جیسے کسی تابوت کے گرد مومی قندیلیں روشن کی گئی ہوں اور پھر اس ماحول میں وہ دونوں......ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ان کی آنکھیں پتھر کی ہوں۔ دفعتاً ڈاکٹر سلمان کسی سانپ کی طرح پھپھکارا۔ ''تاریہ تم سو رہی ہو۔''

''ہاں......مجھے نیند آرہی ہے۔'' تاریہ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ انداز بالکل ایسا ہی تھا

جیسے کہا ہو۔ ''ہاں ڈوب رہی ہوں۔''

''تم ...... سو رہی ہو ...... گہری نیند۔''

''ہاں ......!'' تاریہ کی پلکیں آہستہ آہستہ جھکنے لگیں۔

''تم سو گئیں تاریہ۔'' ڈاکٹر سلمان نے پھر اسی انداز میں کہا۔

''مم ......!'' تاریہ اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکی۔ اس کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔ گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔ وہ گہری گہری سانس لے رہی تھی۔

دفعتاً ڈاکٹر سلمان اس طرح چونکا جیسے ابھی تک خود بھی سوتا رہا ہو۔ اس نے دو تین بار پلکیں جھپکائیں آنکھوں کو مسلتا رہا پھر فرش سے گلاس اٹھا کر دو تین لمبے لمبے گھونٹ لئے اور حمید کی طرف دیکھ کر بولا۔ ''تمہیں حیرت ہوگی۔''

''قطعی نہیں۔'' حمید بھی جواباً مسکرایا۔ ''کبھی مجھے بھی ہپنا ٹزم کا خبط رہ چکا ہے۔ مگر آپ اس کے ماہر معلوم ہوتے ہیں۔ اتنی جلدی آسانی سے اسے ٹرانس میں لے آئے۔''

''ہاں ...... اس کی ضرورت تھی۔''

''اوہ ...... سمجھا شائد آپ کا بھی یہ خیال ہے کہ اس سوٹ کیس میں سات لاکھ کے نوٹ ہی تھے۔''

''تم بہت ذہین آدمی ہو کیپٹن ...... ہاں میرا یہی خیال ہے۔''

''قبل اس سے کہ آپ اس سے معلومات حاصل کریں میں ہی آپ کو کچھ بتادوں۔''

''بتاؤ ......!'' ڈاکٹر سلمان نے کہا اور گلاس خالی کر دیا۔

وہ دھماکہ ہینڈ بم کا تھا جو تاریہ نے ہمیں دیکھ لینے کے بعد نیچے پھینکا تھا۔

''بہت اچھے۔ تو میرا خیال غلط نہیں تھا۔ تمہاری نگاہ بہت تیز ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ تمہارے اضافے سے تنظیم کے ہاتھ بہت مضبوط ہو گئے ہیں۔'' اس نے تاریہ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ ''اگر یہ ضائع ہو جائے تو تنظیم خسارے میں نہیں رہے گی۔''

وہ خاموش ہو کر تاریہ کو گھورتا رہا۔ پھر بولا۔ ''یہ اپنی خواہشات کی غلام ہے۔ لہٰذا الفانسے جیسے لوگ اس کی جنسیت کو اپنی طرف متوجہ کر سکتے ہیں۔ آہا ...... کیپٹن اگر ہمارا خیال صحیح نکلا تو تاریہ ایک اہم مقصد کے حصول کے لئے استعمال کیا جا سکے گی۔ غالباً تم سمجھ گئے ہو گے۔''

''میں سمجھ گیا.....آپ اس کے ذریعے الفانسے پر ہاتھ ڈالیں گے۔''

''بالکل ٹھیک.....اب کچھ دیر کے لئے خاموش ہو جاؤ۔ میں تاریہ کو دیکھوں گا۔''

وہ چند لمحے خاموش رہا پھر سوئی ہوئی تاریہ کو مخاطب کر کے بولا۔ ''تاریہ تم میرے سوالات کا جواب دو۔''

''اچھا.....!'' تاریہ کے ہونٹ خفیف سے ہلے اور ایسا معلوم ہوا جیسے ان سے نکلی ہوئی آواز بہت دور سے آئی ہو۔

''تم نے جو سوٹ کیس نیچے پھینکا تھا اس میں کیا تھا۔''

''سات لاکھ روپیوں کے نوٹ.....!''

''پھر تم نے ہمیں دیکھ کر ہینڈ بم پھینکا تھا۔''

''میں نے پھینکا تھا۔''

''الفانسے کے لئے۔''

''ہاں الفانسے کے لئے۔''

''تمہیں منع کیا گیا تھا۔''

''منع کیا گیا تھا مگر الفانسے میرا محبوب ہے۔''

''جگہ کا تعین کیسے ہوا تھا.....؟''

''الفانسے نے فون پر مجھ سے گفتگو کی تھی۔''

''کیا تم اس سے اپنے جواہرات واپس لوگی۔''

''نہیں.....!''

''اب میں تم سے کوئی جواب نہیں چاہتا۔ تم میری کسی بات کا جواب نہ دوگی۔'' ڈاکٹر سلمان نے چند لمحے خاموش رہ کر تاریہ کو مخاطب کیا۔ ''تاریہ۔''

لیکن اس بار تاریہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ڈاکٹر سلمان کہتا رہا۔ ''تم اس سے محبت کرو گی۔ اس سے ملو گی، چاہو گی کہ وہ ہمیشہ کے لئے تمہارا ہو جائے۔ لیکن تاریہ تم اسے اپنے ہاتھوں سے زہر دو گی۔ تم اسے زہر دو گی۔''

دفعتاً ڈاکٹر سلمان کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آنکھیں حلقوں سے اُبلتی ہوئی معلوم ہونے لگیں۔ وہ

برابر کہے جا رہا تھا۔ ''تم الفانسے کو زہر دو گی...... تم الفانسے کو زہر دو گی...... تم الفانسے کو زہر دو گی۔''

حمید کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں ایک سرد سی لہر دوڑتی محسوس ہوئی۔

ڈاکٹر سلمان خاموش ہو کر اندھوں کی طرح خلاء میں گھور رہا تھا۔ پھر وہ اٹھا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس میز کی طرف آیا جس پر شراب رکھی ہوئی تھی۔ اس نے دوسرے گلاس میں شراب انڈیلی اور اسے لے کر پھر وہیں آ بیٹھا جہاں پہلے بیٹھا ہوا تھا۔ تاریہ بدستور سوتی رہی۔

دو تین گھونٹ لینے کے بعد وہ اپنے پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔ اسی کے ساتھ حمید کو بھی اپنا پائپ یاد آیا۔ متواتر تین گھنٹوں سے اس نے تمباکو نہیں پی تھی۔

ڈاکٹر سلمان کا چہرہ اب پھر پہلے ہی کی طرح پرسکون نظر آنے لگا تھا۔ وہ آنکھیں بند کئے پائپ کے ہلکے ہلکے کش لیتا رہا۔ اس کا بایاں بازو زخمی تھا۔ لیکن حمید نے اب تک اس کی ہلکی سی کراہ بھی نہیں سنی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ گولی کا زخم کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے۔ کچھ دیر پہلے اسے اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار نظر آ رہے تھے مگر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ اپنے بازو پر گولی کا زخم لئے بیٹھا ہے۔

''کیپٹن......!'' اس نے تھوڑی دیر بعد حمید کو مخاطب کیا۔ ''اب مجھے بہت سخت ہو جانا پڑے گا۔''

''یقیناً...... آخر ہم ابھی تک سخت کیوں نہیں ہوئے تھے۔''

''یہ لوگ...... تنظیم کے درپے ہیں۔''

''اور میرا خیال ہے کہ ان کے ساتھ کوئی جماعت بھی نہیں ہے۔'' اس نے کہا۔

''یہ کیسے کہا جا سکتا ہے۔'' ڈاکٹر سلمان اُسے گھورتا ہوا بولا۔

''آپ ہی نے تو کہا تھا کہ...... میرا مطلب ہے ان چاروں آدمیوں کا بیان جنہیں پولیس نے پکڑا تھا۔ انہوں نے یہی تو بتایا ہے کہ ان میں دو مرد تھے اور ایک عورت تھی۔''

''ضروری نہیں کہ ان چاروں کو ان کے سارے حالات کا علم رہا ہو۔''

''پولیس...... میرا مطلب ہے کہ رام گڈھ کی پولیس جاگ اٹھی ہے اور تھریسیا کی تلاش جاری ہے۔ مگر ڈاکٹر...... اس کے باوجود بھی تھریسیا اپنی سرگرمیوں سے باز نہیں آئی۔''

''ٹھیک ہے۔'' ڈاکٹر سلمان سر ہلا کر بولا۔ ''میں بھی دشمن کو حقیر نہیں سمجھتا۔ خواہ وہ ایک ننھی سی چیونٹی ہی کیوں نہ ہو۔''

''مگر ڈاکٹر......!'' حمید تاریہ کی طرف دیکھ کر بولا۔ ''یہ طریقہ کچھ اچھا نہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ الفانسے تک اس کی رسائی ہو ہی جائے۔''

''میرا خیال ہے ایسا ہو کر رہے گا۔'' ڈاکٹر سلمان نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔ پھر چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ ''تاریہ جو چاہتی ہے کر گزرتی ہے۔ تم نے اسی وقت اسے دیکھا ہے کہ میرے منع کرنے کے باوجود بھی...... ہائیں یہ کیا۔''

دفعتاً وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ حمید کی نظر بھی اسی طرف اٹھ گئی جدھر ڈاکٹر سلمان دیکھ رہا تھا۔ اس جگہ جہاں دروازہ تھا ایک چھوٹی سی چمکدار ڈبیہ فرش پر پڑی قندیلوں کی روشنی میں جگمگا رہی تھی۔ حمید نے پہلے بھی اسے دیکھا تھا۔ لیکن کوئی اہمیت نہیں دی تھی۔ ڈاکٹر سلمان ایک قندیل اٹھا کر اس کی طرف بڑھا۔

پھر دھماکہ

اس کے قریب پہنچ کر حمید کو معلوم ہوا کہ وہ ایک چھوٹا سا مائیک تھا جس کا تار دروازے کی خلاء میں حائل ہو جانے والی چٹان کے نیچے ایک پتلی سی دراڑ میں غائب ہو گیا تھا۔

ڈاکٹر سلمان نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر حمید کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

حمید سمجھ گیا کہ ان کی گفتگو سنی جا چکی ہے۔ لیکن اسے حیرت تھی کہ آخر یہ ڈکٹافون یہاں آیا کس طرح۔ کیا یہ اسی وقت باہر سے کسی نے پھینکا تھا جب ڈاکٹر سلمان اندر داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کر رہا تھا۔ لیکن آنے والا ان کے ساتھ ہی یہاں تک آیا ہوگا۔ کیونکہ دروازہ بند ہونے سے پہلے ڈکٹافون کے مائیک کو اندر ڈال دینے کا تو یہی مطلب ہو سکتا تھا۔ مگر وہ آدمی نہ رہا ہوگا۔ کیونکہ اس تنگ سے درے میں کسی چوتھے آدمی کی موجودگی کا احساس ہو جانا ناممکنات میں سے نہیں تھا اور پھر ایسی صورت جب کہ ڈاکٹر سلمان کا ہر قدم بڑی احتیاط سے اٹھ رہا تھا۔ لہٰذا اگر وہ آدمی ہی تھا تو

اس کے پاس عمر و عیار کی گلیم ضرور ہی ہوگی۔ جسے اوڑھ کر وہ ان کی نظروں سے غائب ہوگیا ہوگا۔

ڈاکٹر سلمان نے جیب سے ایک بڑا سا چاقو نکالا اور مائیک کو ہاتھ میں اٹھا کر تار کاٹنے کا ارادہ ہی کر رہا تھا کہ حمید نے اسے اچھل کر پیچھے آتے دیکھا چاروں خانے چت...... بالکل ایسا ہی معلوم ہوا جیسے کسی نے اسے اٹھا کر پھینک دیا ہو......حمید بوکھلا کر اس کی طرف دوڑا۔

ڈاکٹر سلمان گندی گندی گالیاں بکتا ہوا فرش سے اٹھ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کا بایاں ہاتھ اب بالکل ہی بیکار ہوگیا ہو۔

''اِس میں کرنٹ موجود ہے۔'' وہ دانت پیس کر بولا۔

اچانک مائیک سے عجیب طرح کی آوازیں آئیں۔ پھر ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی ہنس رہا ہو۔ بہت دھیمی آواز تھی۔ وہ دونوں بے اختیارانہ طور پر پھر اس کی طرف بڑھے۔

آواز دھیمی مگر صاف تھی۔ کوئی عورت کہہ رہی تھی۔ ''ڈاکٹر سلمان تمہیں ہر قدم پر شکست دی جائے گی۔ تم خود کو دنیا کا چالاک ترین آدمی سمجھتے ہو۔ حالانکہ تم سے آدمی تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کے ادنیٰ غلاموں میں بھی نہیں ملیں گے۔ ابھی صرف ایک الفانسے سے مقابلہ ہے لیکن تمہاری پوری تنظیم سے نپٹنے کے لئے میرے صرف چار آدمی کافی ہوں گے اور جب میں بذاتِ خود اس میں ہاتھ ڈالوں گی تو تمہاری ملکہ کائنات رام گڈھ کی سڑکوں پر بلبلاتی پھرے گی۔ ہاں تمہاری بقا کی ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ تم لوگ میرے مطالبات پورے کرتے رہو۔ فی الحال اسی سات لاکھ پر قناعت کروں گی۔ تاریہ کے جواہرات دوسرے نیک کاموں میں صرف کئے جائیں گے۔ اگر تم کچھ کہنا چاہو تو کہہ سکتے ہو تمہاری آواز مجھ تک پہنچ جائے گی۔''

''تم اسے باتوں میں الجھاؤ۔'' ڈاکٹر سلمان نے آہستہ سے حمید کے کان میں کہا۔ ''میں باہر نکل کر دیکھتا ہوں۔''

''تمہاری موت تمہیں اس سرزمین میں لے آئی ہے۔'' حمید گرج کر بولا۔ ''یہ محض اتفاق ہے کہ تم ابھی تک بچی ہوئی ہو۔ لیکن اب میں تمہیں معاف نہیں کروں گا۔ میں نہیں جانتا کہ تم کیسی ہو۔ کبھی سامنے آؤ...... ممکن ہے اس طرح میں تم سے شادی کی درخواست کر بیٹھوں۔''

دوسری طرف سے قہقہے کی آواز آئی اور کہا گیا۔ ''تم لوگ اس وقت ہمارے رحم و کرم پر ہو۔ وہ تہہ خانہ تمہارا مقبرہ بھی بن سکتا ہے۔''

''اوہ......!'' ڈاکٹر سلمان دانت پیس کر بولا۔ ''ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔''

مائیک سے پھر قہقہے کی آواز آئی۔

''ڈاکٹر سلمان......!'' عورت کہہ رہی تھی۔ ''تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا سے مقابلہ ہے۔''

''تھریسیا کا انجام نزدیک ہے۔'' ڈاکٹر سلمان دانت پیس کر غرایا۔

''تم جیسا بیوقوف آدمی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔'' مائیک سے آواز آئی۔ ''تم نے ابھی تک صرف تاریہ قسم کی عورتیں دیکھی ہیں۔''

''عنقریب تم جیسی عورتوں کو بھی دیکھوں گا۔'' ڈاکٹر سلمان نے پرسکون لہجے میں جواب دیا۔ اب اس کے انداز میں جھنجھلاہٹ باقی نہیں تھی۔

''تم واقعی احمق ہو ڈاکٹر سلمان۔'' مائیک سے آواز آئی۔ ''کیا تم اسے جانتے ہو کہ تاریہ کے علاوہ تمہارے ساتھ اور کون ہے۔''

ڈاکٹر سلمان حمید کو آنکھ مار کر مسکرایا۔

''کیوں......!'' اس نے مائیک پر جھک کر کہا۔ ''کیا میں اپنے کزن سہیل کو نہ پہچانوں گا۔''

''کزن سہیل......!'' تھریسیا پھر ہنسی۔ ''کزن سہیل ہو سکتا ہے کہ کسی جیل میں ہو ڈاکٹر......!''

''شاید اب تم پاگل ہونے والی ہو۔'' ڈاکٹر سلمان نے قہقہہ لگایا۔

''تم صرف احمق ہی نہیں احمقوں کے شہنشاہ بھی ہو۔''

''بکواس بند کرو۔ حقیر عورت۔'' حمید دھاڑا۔

''آہا......تو اب کزن سہیل بول رہا ہے۔'' تھریسیا پھر ہنس پڑی۔ ہنستی رہی پھر بولی۔ ''ڈاکٹر سلمان......میں تم پر ایک احسان کرنے جا رہی ہوں۔ اسے ہمیشہ یاد رکھنا۔ تم سہیل کے بھیس میں محکمہ سراغ رسانی کے ایک مشہور آفیسر کو ساتھ لئے پھر رہے ہو۔''

''باس......اتنی سی بات۔'' ڈاکٹر سلمان طنزیہ لہجے میں بولا۔ ''بڑا تیر مارا تم نے......ننھی ناگن۔ یقیناً میں بڑا بیوقوف آدمی ہوں۔ لیکن تم اسے ثابت نہیں کر سکتیں جو کچھ کہہ رہی ہو۔''

''میں ثابت کر سکتی ہوں......وہ شاید تمہارے کزن سہیل کے میک اپ میں ہے۔''

''اچھا......ثابت کرو......میں منتظر ہوں۔''

''کیا تم میں اتنا سلیقہ نہیں ہے کہ اس کی اصلی شکل دیکھ سکو......!''

''مجھے بالکل سلیقہ نہیں تھریسیا! کیا تم مجھے سلیقہ شعار بنانے کی کوشش کرو گی۔ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔''

''جلد ہی تمہاری یہ خواہش پوری کی جائے گی۔'' دوسری طرف سے ایک قہقہے کے ساتھ کہا گیا۔ ''مگر اسی صورت میں جب تم اس مقبرہ سے باہر نکل سکو۔''

''اوہو......اس کی پرواہ نہ کرو۔''

''شش......!'' دفعتاً حمید نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

ڈاکٹر سلمان اسے جواب طلب نظروں سے گھور رہا تھا۔

حمید نے آگے بڑھ کر آہستہ سے اس کے کان میں کہا۔ ''میرا خیال ہے کہ وہ آپ کو دوسری باتوں میں الجھا کر تنظیم کا تذکرہ چھیڑنا چاہتی ہے۔ اس لئے محتاط رہئے۔ ہوسکتا ہے پولیس نے ہی یہ جال بچھایا ہو۔ آپ کے خیال کے مطابق جب فریدی زندہ ہے تو آپ کو ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا چاہئے۔''

ڈاکٹر سلمان نے اعتراف میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''تمہارا خیال درست ہوسکتا ہے۔ اس دوران میں تاریہ بھی بیدار ہوکر انہیں گھور رہی تھی۔ ڈاکٹر سلمان نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

''میکنزم کی خرابی میں انہیں لوگوں کا ہاتھ معلوم ہوتا ہے۔'' حمید آہستہ سے بولا۔

''سو فیصدی۔'' ڈاکٹر نے جواب دیا۔ ''لیکن اس کی پرواہ نہ کرو۔''

پھر اس نے تاریہ کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔ ایک الماری کھولی جس میں کارتوسوں کا ذخیرہ تھا۔ اس نے اپنی جیبیں بھر لیں۔ پھر حمید کو بھی کافی تعداد میں کارتوس دیتا ہوا بولا...... ''اب ہمیں یہاں سے چلنا چاہئے۔ تھریسیا سمجھتی ہے شاید اس نے ہمیں بے بس کر دیا ہے۔''

یہ سب کچھ اس نے سرگوشیوں میں کہا تھا۔

پھر وہ ایک گوشے کی طرف بڑھا۔ حمید تاریہ کی طرف متوجہ ہوگیا تھا جس کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے اور آنکھوں سے ہلکا سا خوف مترشح تھا۔

دفعتاً ڈاکٹر سلمان نے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔ وہ دوسرے سرے پر ایک کھلے ہوئے دروازے کے قریب کھڑا انہیں اپنی طرف آنے کا اشارہ کررہا تھا۔

اسکے ہاتھ میں ایک مومی قندیل تھی۔ حمید تاریہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچتا ہوا اس طرف بڑھا۔

دوسرے لمحے میں وہ ایک غار میں تھے۔حمید نے اپنی پشت پر چٹان سرکنے کی آواز سنی۔ غالباً دروازہ بند ہوا تھا لیکن وہ دیکھنے کے لئے نہیں مڑا۔

غار سے باہر نکل کر ڈاکٹر نے قندیل بجھا دی......اور آہستہ سے بولا۔''تم لوگ اسی راستے پر چلتے رہو۔ کچھ دیر بعد میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔''

حمید اور تاریہ تاروں کی چھاؤں میں آگے بڑھ گئے۔ باہر کھلے میں انہیں شدید ترین سردی کا احساس ہوا۔تاریہ تو بُری طرح کانپ رہی تھی۔

''کیا میں تم پر اپنا کوٹ ڈال دوں......تاریہ ڈارلنگ......!'' حمید نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

''نہیں شکریہ۔'' وہ اس سے اپنا بازو چھڑاتی ہوئی زہریلے لہجے میں بولی۔

''دیکھو......یہ بیکراں فضائیں کہہ رہی ہیں۔آؤ ہم تاروں کی چھاؤں میں مستقبل کے لئے کچھ عہدو پیاں کریں۔ ایسا اتھاہ سناٹا ہمیں پھر کبھی نصیب نہ ہوگا۔ ویسے تاریہ ڈارلنگ تم بہت تھک گئی ہو۔ بتاؤ میں کیا کروں۔تم اتنی ہلکی بھی نہیں ہو کہ تمہیں اٹھا سکوں۔لوگ اپنی محبوباؤں کو پھول سے تشبیہہ دیتے ہیں تم بھی پھول ہو ڈارلنگ......مگر گوبھی کا۔''

''تم اپنی بکواس بند رکھو......سمجھے۔'' تاریہ چلتے چلتے رک کر بولی۔

''تم مجھے ہمیشہ اداس کر دیتی ہو۔'' حمید نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا اور پھر چلنے لگا۔تاریہ اس سے آگے نکل جانے کی کوشش کر رہی تھی۔

''دیکھو ستارے بھی اداس ہو گئے ہیں تاریہ۔'' حمید بولا۔''شاعروں نے ان کی عادات خراب کر دی ہیں۔ یہ دو دلوں کو عہدو پیاں کرتے دیکھنا چاہتے ہیں۔مگر تم بڑی ظالم ہو.....ستاروں کا دل نہ توڑو۔''

تاریہ جھلا کر پلٹ پڑی۔لیکن اس کا دوہتڑ ایک چٹان پر پڑا۔

''یہ نہ صرف غیر شاعرانہ ......بلکہ ......یہ حرکت غیر محبوبانہ بھی ہے۔ تاریہ ڈارلنگ...... عاشقوں سے لفنگا پن نہیں کرتے۔ بُری عادت ہے۔ اس وقت تم نے صدہا سال پرانی روایات پر لات ماری ہے۔''

تاریہ کھڑی اپنے چوٹ کھائے ہوئے پنجے مسل رہی تھی۔ اس کا بس چلتا تو وہ حمید کو کچا ہی چبا

جاتی اور پھر اس کی اپنی دانست میں وہ اس کے راز سے بھی واقف ہو گیا تھا۔

''چلو چلتی رہو......!'' حمید آہستہ سے بولا۔ ''میں جانتا ہوں کہ ایک دن تم مجھے دھوکہ سے گولی ماردو گی۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ میں دوسری دنیا میں بھی تمہارا منتظر رہوں گا۔ کیا تم نے کبھی رائیڈر ہیگرڈ کا کوئی رومانس پڑھا ہے۔

تاریہ جواب دیئے بغیر پھر چل پڑی۔ اچانک اسی وقت قریب ہی کہیں ایک زوردار دھماکہ ہوا اور وہ دونوں منہ کے بل گرتے گرتے بچے۔ تاریہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی تھی اور اس کے ہاتھ زمین پر ٹکے ہوئے تھے۔

''اٹھو...... بھاگو......!'' حمید اسے کھینچ کر سیدھا کھڑا کرنے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ وہ اٹھی لیکن اس کے پیر پھر لڑکھڑا گئے۔ وہ دبی ہوئی آواز میں گالیاں بک رہی تھی۔

دفعتاً انہیں ڈاکٹر سلمان کی آواز سنائی دی۔ ''چلتے رہو......کوئی خاص بات نہیں ہے۔ میں نے اس پناہ گاہ کو برباد کر دیا ہے۔''

پھر وہ ان کے قریب پہنچ کر بولا۔ ''میں نہیں چاہتا کہ میری پناہ گاہوں پر دوسروں کی نظر پڑے۔ ہاں بس سیدھے ہی چلو......ہمیں زیادہ نہیں چلنا پڑے گا۔''

ریکریئیشن ہال میں

وہ ایک اداس شام تھی۔ شام صرف شام ہوتی ہے۔ وقت کو اداسی یا خوشی سے کیا سروکار۔ اداس تو حمید تھا اس بھیڑیئے کی طرح جو اپنے جھنڈ سے الگ ہو گیا ہو۔ یا جس کی مادہ کسی شکاری کی رائفل کی نظر ہو گئی ہو۔

اب اسے اس ماحول میں بڑی گھٹن محسوس ہوتی تھی۔ بعض اوقات تو اسے یقین ہی آجاتا تھا کہ وہ سچ مچ اپنے راستے سے بھٹک گیا ہے۔ بھوری پہاڑیوں کے ہنگامے کے بعد دو دن تک اس

نے آسان نہیں دیکھا۔ موڈ ہی کچھ ایسا تھا دن بھر اپنے کمرے مین پڑا رہتا۔ کمرے سے نکلتا بھی تو زیادہ سے زیادہ لائبریری تک کی دوڑ ہو جاتی، وہاں اس توقع پر جاتا کہ کچھ دیر ساحرہ ہی سے گفتگو ہوگی۔ لیکن آج کل ساحرہ عجیب سے عجیب تر ہوگئی تھی۔ وہ لائبریری کے فرش پر کتابوں کے ڈھیر لگائے دوزانو بیٹھی انہیں گھورتی رہتی۔ اگر کوئی اس کی اس مصروفیت میں مخل ہوتا تو اس کے چہرے پر اندرونی کرب کے آثار صاف نظر آنے لگتے۔

وہ حمید کی طرف مڑی اس کی آنکھوں میں ایک غم ناک سا احتجاج ہوتا لیکن ہونٹوں پر بے جان سی مسکراہٹ نظر آتی اور وہ کہتی۔ ''سہیل ...... مجھے بتاؤ ان کتابوں میں کیا ہے...... میں پاگل ہو جاؤں گی۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ ساری کتابیں میں پڑھ چکی ہوں لیکن میں ان کا ایک لفظ بھی نہیں سمجھ سکتی ہوں۔''

پھر وہ آنکھیں بند کر کے اپنی پیشانی رگڑنے لگتی۔

آج کل اس کا بے بی ساری کوٹھی میں ٹیاؤں ٹیاؤں کرتا پھرتا لیکن وہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتی۔

آج حمید کے صبر کا پیانہ لبریز ہو ہی گیا اور دوپہر کے کھانے کے بعد ساحرہ میز سے اٹھ گئی۔ حمید نے اس کا تذکرہ ڈاکٹر سلمان سے چھیڑ دیا۔

''میں کیا بتاؤں کیپٹن۔'' ڈاکٹر سلمان نے غمگین آواز میں جواب دیا۔ ''وہ بچپن ہی سے ایسی ہے۔ میں نے لاکھ کوشش کی کہ اس کے مرض کو سمجھ سکوں لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ بہتیرے ماہرین نفسیات نے اسے دیکھا ہے ان کا بھی یہی خیال ہے کہ یہ نقص پیدائشی ہے۔''

''کیا آپ اس نقص کو ہپناٹزم کے ذریعے نہیں دور کر سکتے۔''

''شاید ہپناٹزم کے متعلق تمہاری معلومات وسیع نہیں ہیں۔'' ڈاکٹر سلمان کچھ سوچتا ہوا بولا۔ ''ہپناٹزم کے ذریعہ صرف لاشعوری گرہیں کھولی جاسکتی ہیں۔ برین یا مغز کی کوئی خامی نہیں دور کی جاسکتی۔ مثال کے طور پر مبڈ بولا...... مگر چھوڑو...... ایک لمبی گفتگو چھڑ جائے گی۔ بہر حال اسے یوں سمجھ لو کہ پیدائشی اندھوں کو کسی قسم کا بھی علاج بینا نہیں کرسکتا۔''

ڈاکٹر مجھے اس پر بہت رحم آتا ہے۔

ڈاکٹر سلمان کچھ نہ بولا۔ ویسے اس کے انداز سے یہی مترشح ہو رہا تھا جیسے وہ اس تذکرے کو

یہیں ختم کر دینا چاہتا ہو۔

''لیکن آپ نے اس پر اتنی پابندیاں کیوں عائد کر رکھی ہیں۔''

''پابندیاں......نہیں تو......کیا وہ خود کہہ رہی تھی۔''

''نہیں اس نے کچھ بھی نہیں کہا۔ وہ مجھ سے زیادہ تر کتابوں یا اپنے ''بے بی'' کی گفتگو کرتی ہے۔''

''کسی قسم کی بھی پابندیاں نہیں ہیں۔ میں اس سے اکثر کہتا ہوں کہ کچھ دیر کے لئے باہر بھی جایا کرے۔ مگر جائے کہاں۔ اس کی کسی سے جان پہچان ہی نہیں ہے۔ وہ خود ہی کسی سے ملنا پسند نہیں کرتی۔''

''میں آج شام اسے اپنے ساتھ باہر لے جاؤں گا۔''

ڈاکٹر کے چہرے پر پہلے تو ہچکچاہٹ کے آثار نظر آئے پھر بولا۔ ''لے جاؤ مگر مجھے حیرت ہے کہ وہ تم سے کافی حد تک مانوس ہوگئی ہے۔ ورنہ بعض اوقات تو میں اپنے لئے بھی اس کی آنکھوں میں نفرت دیکھتا ہوں۔''

''میں......!'' حمید ایک طویل سانس لے کر بولا۔ ''اس کی بچکانہ باتوں کو بھی بہت اہمیت دیتا ہوں۔ میں اسے احساس نہیں ہونے دیتا کہ وہ ذہنی اعتبار سے مجھ سے کمتر ہے۔''

''اس ہمدردی کے لئے میں تمہارا شکر گزار ہوں......کیپٹن۔''

پھر یہ بات آگے نہیں بڑھی۔

بہر حال وہ ایک اداس شام تھی۔ اداس یوں کہ حمید کے ساتھ ایک بڑی دل کش لڑکی تھی مگر یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ حمید کے ساتھ ایک دلکش لڑکی ہو اور جس شام یہ واقعہ پیش آئے اسے بھلا دو۔ اداس کیوں کر کہا جاسکتا ہے۔ بات سو فیصدی حیرت انگیز ہوسکتی ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ حمید بہت اداس تھا۔ اداسی کی وجہ یہ تھی کہ وہ دل کش تھی مگر بے جان۔ اس میں وہ ذہنی طراریاں نہیں تھیں جن کا حمید خوگر تھا۔ وہ چالاک اور عیار قسم کی لڑکیوں میں خوش رہتا تھا۔ اس کے لئے وہ لڑکیاں بڑی دلچسپ ہوتی تھیں جنہیں قابو میں رکھنے کے لئے اُسے ہر لمحہ ہوشیار رہنا پڑتا تھا۔ وہ انہیں بہت پسند کرتا تھا جو اسے ہر لمحہ نئی چوٹ دینے کی تاک میں رہتی تھیں۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ عیار ترین لڑکیوں کو بیوقوف بنانے میں اسے جو مسرت حاصل ہوتی تھی وہی اس کی تفریح تھی اور

ایسی تفریح سے وہ آج کل محروم تھا۔

جب اس نے ساحرہ سے کہا کہ وہ آج اسے باہر لے جائے گا تو اس کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا۔ اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ ''نہیں..... میں یہ نہیں چاہتی کہ آپ یہاں سے چلے جائیں۔''

''میں یہاں سے کیوں چلا جاؤں گا۔''

''بھائی جان آپ کو یہاں نہیں رہنے دیں گے۔''

''کیوں.....؟''

''اوہ.....آپ نہیں سمجھتے۔''

''کیا نہیں سمجھتا۔''

''مجھ سے بحث نہ کرو.....میں نہیں جاؤں گی۔''

''تمہیں چلنا پڑے گا۔'' حمید نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''میں بھائی جان سے بالکل نہیں ڈرتی۔ مگر وہ آپ کو یہاں نہیں رہنے دیں گے۔''

''تو کیا بگڑے گا میرا.....میں کہیں اور جا رہوں گا۔''

''آپ نہیں جا سکتے.....کبھی نہیں ہرگز نہیں۔''

''تم لباس تبدیل کرو اپنا.....ہم فیریز ڈریم چل رہے ہیں۔''

''فیریز ڈریم.....!'' ساحرہ نے حیرت سے کہا۔ ''وہ جہاں مرد اور عورتیں ناچتے ہیں۔''

''ہاں وہیں۔''

''نہیں.....وہاں تو بھائی جان بیٹھتے ہیں۔ میں جانتی ہوں۔''

''تم کیا جانو۔''

''وہاں سے اکثر ان کے فون آتے ہیں۔''

''اچھا تو کہیں اور چلیں گے۔''

''آپ نہیں سمجھتے.....بھائی جان کو کسی نہ کسی طرح معلوم ہو جائے گا۔''

''میں نے ڈاکٹر سے اجازت لے لی ہے۔''

''نہیں.....!'' اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

''ہاں ہاں......تم اتنی ڈرپوک کیوں ہو۔''

''میں ڈرپوک نہیں ہوں......لیکن اگر انہوں نے آپ کو......!''

''وہ مجھے قیامت تک نہیں نکال سکتے۔ کیونکہ میں نے ان سے صاف صاف کہہ دیا تھا۔''

''کیا کہہ دیا تھا۔''

''یہی کہ ساحرہ بڑی بدصورت لڑکی ہے۔ اس کے سر پر بال ہی نہیں ہیں اور آنکھیں ہیں یا بٹن۔ ہونٹ نہ ہوتے تو اچھا تھا۔ کان ایک ایک بالشت کے ہونے چاہئے تھے اور ساحرہ کی ناک بالکل چپٹی ہے......اور ساحرہ......!''

''بس بس......!'' ساحرہ ہنسنے لگی۔ ''آپ جھوٹے ہیں۔ آپ نے یہ سب کچھ کبھی نہ کہا ہوگا۔''

''تم چلتی ہو یا نہیں۔''

''آپ تو سمجھتے ہی نہیں۔''

''میں کہتا ہوں تم اپنا لباس تبدیل کرو......ورنہ میں......!''

''اچھا آپ نہیں سمجھتے۔ میں چل رہی ہوں۔ لیکن اگر بھائی جان نے آپ کو یہاں سے نکالا تو میں خودکشی کرلوں گی۔''

وہ چلی گئی۔ حمید اس کی واپسی کا منتظر رہا۔ اسے اپنے ساتھ لے جانے کا مقصد صرف یہ تھا کہ حمید اسے سمجھ سکے۔ یہ لڑکی اس کے لئے ایک سوال تھی ایک مسئلہ تھی۔ وہ جو تاریخ فلسفہ جیسے کتابوں کے حواشی پر ریمارک لکھ سکتی تھی......لیکن خود کو غیر تعلیم یافتہ ظاہر کرتی تھی۔ وہ جو کبھی بچوں کی سی باتیں کرتی ہوئی بہک کر فلسفیانہ انداز میں بولنے لگتی تھی۔ حمید اسے ہر زاویئے سے دیکھنا چاہتا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ لباس تبدیل کر کے واپس آ گئی۔ حمید نے اسے حیرت سے دیکھا۔ وہ دنیا کی حسین ترین لڑکی معلوم ہو رہی تھی۔ لیکن حمید اداس تھا اور اسے شام بڑی اداس معلوم ہو رہی تھی۔

حمید نے پہلے یہی سوچا تھا کہ فیریز ڈریم جائے گا مگر ساحرہ کے یاد دلانے پر خیال آیا کہ ڈاکٹر وہاں کے مستقل ممبروں میں سے ہے۔

فیریز ڈریم کے علاوہ رام گڈھ میں دوسری تفریح گاہیں بھی تھیں مگر فیریز ڈریم کی بات ہی اور تھی۔ بہرحال حمید نے وہاں جانے کا خیال ترک کر دیا۔

وہ دونوں تھری کیٹس میں آئے اور حمید نے دفعتاً محسوس کیا کہ ساحرہ مسرور نظر آنے لگی ہے۔

نہ جانے کتنی نگاہیں اس کی طرف اٹھی ہوئی تھیں لیکن وہ حمید کے علاوہ اور کسی کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔

وہ دونوں ایک خالی میز پر جا بیٹھے۔

''تم شراب پیتے ہو۔'' ساحرہ نے آگے جھک کر آہستہ سے پوچھا۔

''کیوں......؟'' حمید اسے گھورنے لگا۔

''یونہی پوچھ رہی ہوں۔''

''نہیں میں شراب نہیں پیتا۔''

''تم سچ مچ بہت اچھے ہو...... بہت اچھے...... مجھے شرابیوں سے بڑی نفرت ہے۔ میں جانتی ہوں بھائی جان بھی پیتے ہیں...... مگر میں کیا کر سکتی ہوں۔''

''تم اپنے بھائی جان کی کتنی بُری عادتوں سے واقف ہو۔''

''بس یہی جانتی ہوں کہ وہ بہت پیتے ہیں۔ ان کے کمرے میں چاروں طرف بوتلیں ہی بوتلیں نظر آتی ہیں۔ مگر میں نے انہیں نشے میں کبھی نہیں دیکھا۔ اور کیا یہاں ناچ نہیں ہوتا۔''

''ہوتا ہے دوسری طرف...... ابھی شروع نہیں ہوا۔ کیا تم ناچنا جانتی ہو۔''

''نہیں...... مجھے نہیں آتا۔''

''سیکھو گی۔''

''نہیں...... کیا کروں گی سیکھ کر۔ آج چلی آئی ہوں تمہارے ساتھ، روز تھوڑا ہی آؤں گی۔''

''میں روز لاؤں گا تمہیں۔''

''واہ...... اچھی زبردستی ہے۔''

''بے کار باتیں نہ کرو...... وہی ہوگا جو میں چاہوں گا۔ ڈاکٹر سلمان میری بات نہیں ٹال سکتے۔''

''آخر کیوں؟ میں اکثر سوچتی ہوں کہ بھائی جان آپ کا اتنا خیال کیوں کرتے ہیں۔''

''وہ اس پر مجبور ہیں۔'' حمید مسکرا کر بولا۔ ''کیونکہ ادارہ روابط عامہ میرے بغیر نہیں چل سکتا۔''

حمید خاموش ہو گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ساحرہ سے کچھ حاصل کرنے کی کوشش کیوں نہ کرے۔ اسے سب سے زیادہ فکر تنظیم کی سربراہ ''ملکہ کائنات'' کی تھی۔ پہلے اس کا خیال تاریہ کی طرف گیا تھا لیکن پھر الفانسے والے واقعے نے اس کی تردید کر دی تھی۔ تنظیم کی سربراہ اس قسم کی کوئی عورت ہرگز

نہیں ہوسکتی۔ وہ عورت بھی یقیناً بہتیرے مردوں سے برتر ہوگی۔ تارا یہ تو ایک جنس زدہ عورت تھی۔ خواہشات کی غلام...... مساکسٹ عورتیں تو چاہتی ہیں کہ ان پر سختی سے حکومت کی جائے۔ ان میں دوسروں پر حکومت کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔

حمید چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔

"ڈاکٹر نے شادی نہیں کی۔"

"نہیں......!"

"ان کی دوست بہتیری عورتیں ہوں گی۔"

"ہوں گی...... مجھے علم نہیں۔"

"کوٹھی میں کبھی کوئی نہیں آتی۔"

"کوئی نہیں...... میرا خیال ہے ان کے دوستوں میں کوئی عورت نہیں ہے۔ لیکن تم نے یہ تذکرہ کیوں چھیڑ دیا۔"

"کچھ نہیں...... یونہی۔"

"تم کبھی مجھ سے صاف صاف گفتگو نہیں کرتے۔"

"میں نہیں سمجھا کہ صاف صاف گفتگو کرنے سے تمہاری کیا مراد ہے۔"

"تم نے بھائی جان کا تذکرہ کیوں چھیڑا تھا۔"

"آہا...... تم ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ میں نے ان کی شادی کہیں طے کردی ہے۔"

"ارے ذرا ادھر دیکھو......!" ساحرہ نے بوکھلائے ہوئے انداز میں ایک طرف اشارہ کیا۔

"وہ آدمی مجھے اس طرح گھور رہا ہے جیسے میں نے اسے گالی دی ہو۔"

"تمہاری شادی کب ہوگی۔"

"یہ آج تمہیں کیا ہوگیا ہے۔" ساحرہ اسے گھورنے لگی۔ چند لمحے خاموش رہی پھر بولی۔

"نہیں اب کبھی تمہارے ساتھ نہ آؤں گی۔"

"کیوں......؟"

"تم بے کار باتیں لے بیٹھتے ہو۔"

حمید کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک آدمی ان کی میز کے قریب آ کر کھڑا ہوگیا۔ پہلے تو ایسا معلوم

ہوا جیسے وہ کسی غلط جگہ پر چلا آیا ہو۔ اس وقت تمام میزیں بھر چکی تھیں۔ وہ شاید کسی مناسب جگہ کی تلاش میں تھا۔ پھر اس نے حمید کی طرف مڑ کر کہا۔

''جناب عالی اگر بُرا نہ مانیں تو کچھ دیر یہاں بیٹھنے کی اجازت طلب کروں۔''

''ضرور تشریف رکھئے جناب۔'' حمید نے مسکرا کر جواب دیا۔ ''مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ہم سے جان پہچان پیدا کرنے کی کوشش کریں۔''

''اوہو...... شکریہ۔'' وہ بیٹھتا ہوا بولا۔ ''مگر جناب یہ کیسے ممکن ہے کہ میں آپ کی میز پر خاموش بیٹھوں گا۔ آپ جانتے ہیں کہ آدمی حیوان ناطق کہلاتا ہے۔ تنہائی میں بھی اس سے خاموش نہیں رہا جاتا۔ وہ گانے لگتا ہے خواہ آواز ایسی ہی کیوں نہ ہو کہ پڑوسیوں کو کسی کانچ ہاؤز کا دروازہ ٹوٹ جانے کا شبہ ہونے لگے۔''

''بلاشبہ آپ اچھا خاصا بول لیتے ہیں۔''

''آپ لوگ کیا پئیں گے۔''

''شکریہ...... ہم لوگ کچھ نہیں پئیں گے۔''

''بڑی عجیب بات ہے۔''

''ہوسکتا ہے۔'' حمید جھنجھلا گیا۔

ساحرہ آنے والے کو توجہ اور دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔ حمید کو یہ بات بھی کھلنے لگی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب یہاں سے اٹھ ہی جانا چاہئے۔

اتنے میں ریکریئشن ہال میں موسیقی شروع ہوگئی۔ حمید نے ساحرہ سے کہا۔

''چلو ادھر چلیں۔''

''چلو......!'' ساحرہ کھڑی ہوگئی۔

''اوہو ٹھہریئے۔'' اجنبی نے افسوس ظاہر کرنے والے انداز میں کہا۔ ''میری وجہ سے آپ لوگ اٹھ رہے ہیں، میں جارہا ہوں۔ آپ تشریف رکھئے۔''

حمید ایک جھٹکے کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اسے بیٹھنا ہی پڑا۔ اگر سامنے سے گولیوں کی بوچھاڑ ہوتی رہی ہوتی تب بھی وہ وہیں بیٹھ جاتا کیونکہ اجنبی اپنی ٹھیک آواز میں بولا تھا اور وہ آواز فریدی ہی کی ہوسکتی تھی۔

''بیٹھ جاؤ......!'' اس نے ساحرہ سے کہا۔ ''واقعی مجھ سے بداخلاقی سرزد ہوئے جارہی تھی۔''
اجنبی سگار سلگانے لگا تھا۔ ساحرہ بیٹھ گئی۔ لیکن وہ اجنبی کے بجائے حمید کی طرف دیکھ رہی تھی۔
''آپ کچھ پلانے جارہے تھے۔'' حمید نے اجنبی سے کہا۔

''ٹھنڈا پانی۔'' اجنبی نے خشک لہجے میں جواب دیا۔ پھر فرانسیسی زبان میں بولا۔ ''تم صرف مکھیاں مار رہے ہو۔ تم نے اب تک کیا کیا۔''

''ابھی تک تو کچھ بھی نہیں کیا۔ مجھے اس لڑکی سے صرف ہمدردی ہے۔''

''لڑکی کے بچے......کیا تمہیں......!''

''اوہو......ٹھہریئے......آپ خفا کیوں ہورہے ہیں۔ آج کل میں صرف عورتوں میں کام کررہا ہوں تاکہ تنظیم کی سربراہ تک پہنچ سکوں۔ مگر یہ تھریسیا بمبل بی کون ہے۔''

''میں نے بھی سنا ہے لیکن مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔ ویسے وہ لوگ نہ جانے کیوں ڈاکٹر سلمان سے الجھ گئے ہیں۔'' اجنبی نے کہا۔

''تو پھر اس کا مطلب ہے کہ میں تھریسیا اور اس کے ساتھیوں سے بھی نپٹ سکتا ہوں۔'' حمید اسے گھورتا ہوا بولا۔

''مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔ اسلئے اس تذکرے کو آگے نہ بڑھاؤ۔ یہ لڑکی کون ہے۔''

''ڈاکٹر سلمان کی بہن۔''

''خیر تم جو چاہو کرو......مجھے اس سے سروکار نہیں۔ لیکن اپنی آنکھیں کھلی رکھو۔''

ساحرہ حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ فرانسیسی زبان اس کی سمجھ سے بالاتر تھی۔

حمید چند لمحے اجنبی کو گھورتا رہا پھر بولا۔ ''تاریہ الفانسے کو زہر دے گی۔ ڈاکٹر نے اسے ٹرانس میں لاکر یہ تحیشن دیا تھا۔''

''یہ الفانسے کیا بلا ہے۔''

''شاید وہ بلا میرے سامنے ہی بیٹھی ہوئی ہے۔'' حمید نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

''فضول باتوں میں مت پڑو......کام کرو......وقت بہت کم ہے۔ فی الحال تھریسیا نے الجھا لیا ہے۔ ورنہ وہ کوئی بہت بڑی حرکت کر بیٹھتے۔ وہ فاشی انقلاب کی تیاریاں کررہے ہیں۔''

حمید کو یہ سن کر حیرت ہوئی۔ کیونکہ ڈاکٹر سلمان نے اس قسم کا کوئی تذکرہ نہیں کیا تھا۔

''اوہ......اچھا......تو پھر اب مجھے سنجیدگی اختیار کرنی چاہئے......مگر ہاں یہ تو بتایئے کہ قاسم والے معاملے کا کیا بنا۔''

''اس کا باپ واپس چلا گیا۔ اس نے اپنی رپورٹ واپس لے لی ہے۔ قاسم یہیں ہے روحی کے ساتھ۔''

''کیا بوڑھا اسے واپس نہیں لے گیا۔''

''نہیں چھپ گیا تھا......لیکن اب تم قاسم واسم کے چکر میں نہ پڑو......سمجھے۔''

''سمجھ گیا۔'' حمید نے کہا۔ ''لیکن میں تھریسیا سے ملنا چاہتا ہوں۔''

اجنبی اس کا جواب دیئے بغیر اٹھ گیا۔

ساحرہ چند لمحے حمید کو گھورتی رہی پھر بولی۔ ''تم کس زبان میں گفتگو کر رہے تھے۔ یہ کون تھا۔''

''ایک آوارہ فرانسیسی ......وہ ہمیں بھی فرانسیسی ہی سمجھا تھا۔ یہ میری فرنچ کٹ ڈاڑھی دیکھ رہی ہونا......وہ کہہ رہا تھا کہ تم بہت واہیات ہو۔ مجھ سے بولا کہ ایسی بدصورت لڑکی کے ساتھ باہر نکلتے ہوئے تمہیں شرم آنی چاہئے۔''

''اس نے کہا تھا۔'' ساحرہ نے غمگین انداز میں ایک سسکی لی۔

''کہا تھا......لیکن میں نے اس کا دماغ درست کر دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ دنیا کی سب سے حسین لڑکی ہے۔''

''نہیں......!'' ساحرہ جھینپے ہوئے انداز میں ہنسی پھر بولی۔ ''ہم ادھر جا رہے تھے جہاں رقص ہونے والا ہے۔''

''ہاں......آں چلو......!'' حمید اٹھ گیا۔ وہ ریکریئیشن ہال میں آئے۔

یہاں آرکسٹرا نے موسیقی شروع کر دی تھی۔ لیکن رقص میں ابھی دیر تھی۔

دفعتاً حمید چلتے چلتے رک گیا۔ اس کا منہ حیرت کے اظہار میں پھیل گیا تھا۔

کلب میں ہنگامہ

''اب یہاں کیوں رک گئے ہو۔'' ساحرہ تھوڑی دیر بعد بولی۔ ''ادھر کی ساری میزیں بھری جارہی ہیں۔''

''آ...... ہاں......!'' حمید چونک کر اس کی طرف مڑا۔ ''اچھا دیکھو......تم وہاں کسی خالی میز پر بیٹھ جاؤ......میں ابھی آرہا ہوں۔''

''میں اکیلے کبھی نہ بیٹھوں گی...... مجھے ڈر لگتا ہے۔''

''یہاں بھیڑیئے نہیں ہیں جو تمہیں کھا جائیں گے۔'' حمید جھنجھلا گیا۔

''تم کہاں جارہے ہو۔''

حمید خاموش ہوگیا۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔ ''اچھا میرے ساتھ آؤ۔''

وہ دونوں پھر ڈائننگ ہال میں واپس آگئے۔

حمید اسے اسی میز پر بٹھا کر جہاں وہ کچھ دیر پہلے بیٹھے ہوئے تھے کاؤنٹر کی طرف چلا گیا۔ یہاں اس نے فون پر ڈاکٹر سلمان کے نمبر ڈائیل کئے لیکن وہ کوٹھی میں موجود نہیں تھا۔ اس کے چہرے پر مایوسی کے آثار نظر آنے لگے۔ مگر پھر اسے یاد آیا کہ وہ اس وقت فیریز ڈریم میں ہوگا۔

اس کا خیال غلط نہیں نکلا۔ ڈاکٹر وہیں موجود تھا۔

''ہیلو......ڈاکٹر......میں سہیل ہوں۔ تھری کینگس سے بول رہا ہوں۔''

''اوہو...... مجھے توقع تھی کہ تم یہاں آؤ گے...... کیوں کیا بات ہے۔''

''آپ فوراً یہاں آیئے۔''

''کیوں......؟''

''فون...... پر نہیں بتاؤں گا......بہرحال آپ کا پہنچنا ضروری ہے۔ یہ میں صرف ساحرہ کے لئے کہہ رہا ہوں۔ اگر تنہا ہوتا تو آپ کو تکلیف نہ دیتا۔''

''میں آرہا ہوں......!'' ڈاکٹر نے کہا اور سلسلہ منقطع کردیا۔

حمید پھر واپس میز پر آگیا۔

''کیا بات ہے۔ تم نے کس کو فون کیا تھا۔''

''ڈاکٹر کو میں نے یہاں بلایا ہے۔''

''کیوں......؟''

''ان کی موجودگی میں تمہیں رقص سکھاؤں گا۔''

''کیا مطلب......؟''

''کہو تو اس جملے کا انگریزی میں ترجمہ کردوں۔''

''تم نے بھائی جان کو کیوں بلایا ہے۔''

''ایک بار کہہ دیا اب خاموش رہو۔''

ساحرہ کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے۔ اس نے کچھ دیر بعد کہا۔ ''جب تم مجھے پریشان کرتے ہو تو دل چاہتا ہے کہ تمہارے تھپڑ لگاؤں۔''

''کوشش کر کے دیکھو۔'' حمید مسکرایا۔

''میں نے اکثر محسوس کیا ہے کہ تم بہت بے درد آدمی ہو۔''

''تم مجھے الزام دے رہی ہو...... ساحرہ...... کیا تم اسے ثابت کرسکو گی۔''

ساحرہ کچھ نہ بولی۔

حمید نے ایک ویٹر کو اشارے سے بلا کر کافی کے لئے کہا اور ساحرہ کی طرف جھک کر آہستہ سے کہا۔ ''اگر تم شراب پینا چاہو تو......!''

''مت بولو مجھ سے۔'' ساحرہ نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔

''کل سے نہیں بولوں گا۔ اس وقت تو بولنے ہی دو۔ کیا تمہیں یہ نہیں معلوم کہ آج ہم اس وقت آخری بار گفتگو کر رہے ہیں۔''

ساحرہ اُسے گھورنے لگی۔

''کل میں رام گڈھ سے چلا جاؤں گا۔'' حمید نے سنجیدگی سے کہا۔

''نہیں......!''

''ہاں...... کل ہی۔''

''تم نہیں جاسکتے...... ہرگز نہیں۔''

اتنے میں کافی آ گئی...... ساحرہ کا جملہ پورا نہ ہو سکا۔

''تم نہیں جا سکتے...... میں تمہیں آگاہ کر رہی ہوں۔'' اس نے ویٹر کے چلے جانے پر کہا۔

''اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ میں اپنی زندگی سے عاجز آ گئی ہوں۔''

''چلو...... کافی بناؤ۔'' حمید نے ٹرے اس کی طرف کھسکا دی۔

''میں...... پاگل ہو جاؤں گی...... اس ویران عمارت میں۔''

''ویران کیوں...... نصف درجن سے زائد تو نوکر ہیں تمہارے۔''

''دیکھو...... اب میں پاگلوں ہی کی طرح چیخنا شروع کردوں گی۔ تم مجھے غصہ دلا رہے ہو۔''

''تم اس وقت بھی پاگلوں ہی کی سی باتیں کر رہی ہو۔ کیا نوکروں کا تذکرہ تمہیں پاگل کر دیتا ہے۔''

''تم آخر...... میری بات سمجھتے کیوں نہیں۔'' ساحرہ نے ایک طویل سانس لے کر بے بسی سے کہا۔ ''کیا میں نوکروں کے کمروں میں صفائی کر سکتی ہوں؟ ان کی چیزوں کی دیکھ بھال کر سکتی ہوں؟ چائے یا کھانے پر ان کا انتظار کر سکتی ہوں۔ ان کے لئے چیزیں خرید سکتی ہوں؟ بتاؤ خاموش کیوں ہو۔''

حمید کرسی کی پشت سے ٹک کر اُسے گھورنے لگا۔

ساحرہ نے کافی کی پیالی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''کیا میں نوکروں کے انتظار میں رات گئے تک جاگ سکتی ہوں۔ میں کبھی تمہارے آنے سے پہلے نہیں سوئی۔''

''ارے...... مجھے نہیں معلوم تھا۔''

''تم کیا جانو......!'' وہ شکایت آمیز لہجے میں بولی۔ ''میں باہر برآمدے میں پام کے بڑے گملوں کی اوٹ میں کھڑی رہتی ہوں جب دیکھتی ہوں کہ تم آ رہے ہو تو چپ چاپ اپنے کمرے میں چلی جاتی ہوں۔''

''تم ایسا کیوں کرتی ہو۔''

''نہ جانے کیوں...... میں خود اکثر سوچتی ہوں۔ میں نہیں بتا سکتی کہ میں کیوں ایسا کرتی ہوں اور تم بھی نہیں سمجھ سکتے۔ پہلے جب تم نہیں آئے تھے تو میں ''بے بی'' کے لئے پریشان رہا کرتی تھی۔ مگر اب مجھے اس کی بالکل پرواہ نہیں ہے۔ اکثر سوچتی ہوں مگر تمہیں نہیں بتاؤں گی۔ تم ہنسو گے مجھ

پر۔ مجھے خود بھی ہنسی آتی ہے۔''

وہ جھینپے ہوئے انداز میں ہنسنے لگی۔

''نہیں......تم بتاؤ...... میں نہیں ہنسوں گا۔''

''تم میرا مضحکہ اڑاؤ گے۔ میں نہیں بتاؤں گی۔''

''نہیں میں وعدہ کرتا ہوں۔''

''اوہ......وہ......!'' ساحرہ سر جھکا کر اپنی انگلیاں مروڑتی ہوئی بولی۔''میں سوچتی ہوں کاش تم ایک......نہیں نہیں...... میں نہیں بتاؤں گی۔''

وہ دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر ہنسنے لگی حمید اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

ساحرہ اسی طرح منہ پر ہاتھ رکھے ہنستی رہی پھر اس ہنسی میں شرمیلا پن بھی شامل تھا اور وہ اس وقت پہلے سے بھی زیادہ اچھی لگ رہی تھی۔

''تم نہیں بتاؤ گی۔'' حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ب......بتاتی ہوں......مگر تم خفا نہیں ہو گے۔''

''میں اب چپ چاپ اٹھ کر چلا جاؤں گا......تم خواہ مخواہ میرا وقت ضائع کر رہی ہو۔''

''پھر خفا ہو گئے تم...... میں دراصل سوچتی ہوں۔'' وہ سنجیدگی سے بولی۔''کاش تم ایک ننھے سے بچے ہوتے۔ میں تمہیں تھپک تھپک کر سلاتی۔ تمہارے لئے ننھے ننھے سویٹر بنتی، ننھے ننھے کپڑے چھوٹی سی قمیض......ننھی سی نیکر......!''

اس کی آنکھیں پھر ویسی ہی ہو گئیں تھیں جیسے بیداری میں خواب دیکھ رہی ہو۔

وہ کہتی رہی۔''کاش......تم ایک ننھے سے بچے ہوتے......تم روٹھتے......ضد کرتے...... میں تمہیں مناتی......اور میں تمہارے لئے ساری کی ساری رات جاگ کر گزار دیتی۔ کاش تم......؟''

اس نے خاموش ہو کر سر جھکا لیا۔ کچھ دیر بعد حمید نے محسوس کیا کہ وہ رو رہی ہے۔ اس کے رخساروں پر بڑے بڑے آنسو ڈھلک آئے تھے۔

''ساحرہ یہ کیا کر رہی ہو تم۔ یہاں تم ایک بڑے مجمعے میں ہو۔ لوگ دیکھیں گے تمہیں۔''

وہ یک بیک اس طرح چونک پڑی جیسے ابھی تک خود کو تنہا محسوس کرتی رہی ہو۔

''میں سچ مچ پاگل ہو جاؤں گی۔'' وہ دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپاتی ہوئی بولی۔ پھر اس نے

جلدی جلدی رومال سے آنسو خشک کیے اور کافی کی پیالی پر جھک گئی حمید خاموش تھا۔ اب وہ اسے کسی حد تک سمجھ رہا تھا۔ مگر یہ بے بسی وہ اس بے چارگی میں کیوں مبتلا ہے۔ حمید سوچتا رہا اور اس کی کافی ٹھنڈی ہوگئی۔ وہ اس لڑکی کے لئے صحیح معنوں میں موم ہوگیا تھا۔ لیکن یہ سوال بھی اس کے ذہن پر برابر ہتھوڑے چلا رہا تھا کہ وہ آخر اس بے چارگی میں کیوں مبتلا ہے؟

کچھ دیر بعد ڈاکٹر سلمان وہاں پہنچ گیا۔ جسے دیکھ کر ساحرہ سچ مچ متحیر رہ گئی۔ اس نے حمید کی طرف شکایت آمیز انداز میں دیکھا۔ ڈاکٹر سلمان ان کی میز کے قریب پہنچ چکا تھا۔

''کیا بات ہے۔'' اس نے ان دونوں کو باری باری سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ساحرہ کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا۔ اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ ''انہوں نے کہا تھا کہ...... آپ نے اجازت دے دی ہے۔''

''کیا ہم فرانسیسی میں گفتگو کر سکتے ہیں۔'' حمید نے ڈاکٹر سلمان سے انگریزی میں کہا۔

''ہاں کیا بات ہے؟'' ڈاکٹر نے فرانسیسی میں کہا۔ حمید کو اس پر حیرت ہوئی۔ کیونکہ اس کا لہجہ بھی فرانسیسیوں ہی کا تھا۔

''وہاں ریکریئشن ہال میں تاریہ کے کئی آدمی موجود ہیں۔'' حمید نے کہا تھا۔

''تو پھر......!''

''میرا مطلب ہے وہ ان گھٹیا قسم کے لوگوں میں سے ہیں جن کی موجودگی یہاں حیرت انگیز ہے۔ انہیں لباس تک پہننے کا سلیقہ نہیں ہے۔''

''پھر میں کیا کروں۔'' ڈاکٹر سلمان جھنجھلا گیا۔ ''بس اتنی ہی سی بات کے لئے تم نے مجھے یہاں تک دوڑایا ہے۔''

''آپ پوری بات بھی تو سنئے...... مجھے شبہ ہے کہ وہ گھر سے یہاں تک میرا تعاقب کرتے ہوئے آئے ہیں۔ شبہ نہیں بلکہ مجھے یقین ہے۔''

''وہم ہے تمہارا...... آخر تم کس بناء پر اس وہم کا شکار ہوئے ہو۔''

''اس کی وجہ معقول ہے جب آپ بھوری پہاڑیوں میں تھریسیا کے آدمیوں کا مقابلہ کر رہے تھے میں نے تاریہ سے کہہ دیا تھا کہ میں نے اسے دستی بم پھینکتے دیکھا تھا؟''

''یہ تم نے کیا حماقت کی تھی۔'' ڈاکٹر سلمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہو مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ آپ اس سلسلے میں کسی قسم کی حکمت عملی کو دخل دیں گے۔ میں تو یہ سمجھا تھا کہ تاریہ کو فی الفور سزا دی جائے گی۔''

''تو پھر تمہیں اس وقت تذکرہ کرنا چاہئے تھا جب میں اسے ٹرانس میں لاکر اس سے سوالات کر رہا تھا۔''

''بس میں کیا کروں...... مجھ سے اکثر اس قسم کی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ ویسے میں نے تاریہ کو اطمینان دلا دیا تھا کہ میں ڈاکٹر سلمان سے اس کا تذکرہ نہیں کروں گا۔''

''یہ اور زیادہ احمقانہ بات تھی۔''

''وہ دیکھئے...... دراصل اسے قابو میں رکھنے کے لئے میں نے اسے یقین دلایا تھا کہ میں اس سے محبت کرنے لگا ہوں۔ اگر وہ الفانسے کا خیال دل سے نکال دے تو میں ڈاکٹر سلمان سے اس کا تذکرہ نہیں کروں گا۔''

''اور تم نہ کرتے کیوں؟'' ڈاکٹر سلمان اسے گھورنے لگا۔

''یقیناً کرتا...... مگر مجھے تو خیال تھا کہ آپ نے بھی اسے دستی بم پھینکتے ہوئے دیکھا ہوگا۔''

''تمہاری گفتگو مجھے الجھن میں ڈال رہی ہے۔ کیا میں سمجھ لوں کہ تمہارے خیالات پھر بدل رہے ہیں۔''

''قطعی نہیں...... میرے خیالات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ دوسری بات بھی میرے ذہن میں تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ اگر تاریہ اسی طرح راہ پر آجائے تو آپ تک یہ بات کیوں پہنچائی جائے۔ تاریہ کی علیحدگی کسی حد تک تنظیم کو کمزور کر سکتی ہے۔''

''ہرگز نہیں......!'' ڈاکٹر سلمان بولا۔ ''تاریہ کی کیا حیثیت ہے...... تم نہیں جانتے کہ تنظیم کی پشت پر کتنی بڑی ہستیاں ہیں۔''

''مجھے علم نہیں ہے لیکن تاریہ دردسر تو بن سکتی ہے۔''

''ہاں دردسر تو بن سکتی ہے۔ اس صورت میں ہمارا مقابلہ تین مختلف پارٹیوں سے ہو جائے گا۔''

''تین......!'' حمید نے حیرت سے دہرایا۔ ''تین کون کون سی۔''

''تھریسیا، فریدی، تاریہ۔''

''تھریسیا اور فریدی کو آپ الگ کیوں کر رہے ہیں۔''

''حالات......اگر تھریسیا کا تعلق فریدی سے ہوتا تو وہ کبھی مجھ پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش نہ کرتی کہ تم دھوکہ دے کر ہم میں آ ملے ہو۔''

''آ...... ہاں...... یہ بات تو ہے۔'' حمید کچھ سوچتا ہوا بولا۔

''ظاہر ہے کہ فریدی سے ابھی تک تمہاری ملاقات نہیں ہوئی۔''

''قطعی نہیں...... مگر پھر اس صورت میں آپ کو فریدی کا مسئلہ الگ ہی رکھنا پڑے گا۔''

''کیوں......؟''

''اگر تھریسیا فریدی ہی کی اسسٹنٹ نہیں ہے تو پھر کہنے دیجئے کہ فریدی عرصہ ہوا دوسری دنیا کے سفر پر روانہ ہو چکا ہے۔''

''میں اسے بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔''

''خیر اس بحث کو چھوڑیئے۔ میں نے آپ کو اس لئے بلایا ہے کہ آپ ساحرہ کو اپنے ساتھ لے جایئے۔ میں تاریہ کے آدمیوں سے نپٹ لوں گا۔''

''تنہا......!''

''ہاں...... آپ مجھے کیا سمجھتے ہیں۔''

''اچھا......!'' ڈاکٹر سلمان مسکرایا۔ ''میں تمہاری یہ صلاحیت بھی آزمانا چاہتا ہوں۔''

''شوق سے۔ میں اس قسم کے شکار کھیلنے کا عادی ہوں۔ اگر ان میں کوئی مارا بھی گیا تو مجھے افسوس نہ ہوگا۔''

''اٹھو......!'' ڈاکٹر سلمان نے ساحرہ سے کہا۔

''میں اپنی خوشی سے نہیں آئی۔'' ساحرہ گڑگڑائی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

''اوہو...... آج سردی زیادہ ہے۔ اس لئے واپس چلو...... مجھے تمہارے آنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔'' ڈاکٹر سلمان مسکرا کر بولا۔

ڈاکٹر سلمان اسے ساتھ لے کر ہال سے نکل گیا۔ حمید کی دانست میں تاریہ کا ایک آدمی یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ حمید نے وہیں بیٹھے بیٹھے مزید کافی طلب کی۔ تاریہ کا ایک آدمی وہیں موجود رہا۔ اس کا یہ مطلب تھا کہ اسے ڈاکٹر سلمان سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ حمید نے اس بار کافی ختم کرنے میں تقریباً بیس منٹ لئے۔

اس کا ذہن بہت تیزی سے سوچ رہا تھا۔ اسے بہر حال نہ صرف ان لوگوں کے نرغے سے صاف نکل جانا تھا بلکہ تاریہ کو بھی ایک اچھا سبق دینا تھا۔

کافی ختم کر کے حمید نے بل ادا کیا اور اٹھ کر ریکریئشن ہال میں چلا آیا۔ یہاں رمبا کا دور چل رہا تھا۔ گیلریوں کی میزوں پر صرف مرد نظر آرہے تھے ان کی تعداد بھی برائے نام ہی تھی۔ زیادہ تر لوگ رقص کررہے تھے۔

حمید کو تاریہ کے چار آدمی بھی ایک گیلری میں نظر آئے۔ وہ گھٹیا قسم کے لوگ تھے۔ غیر تعلیم یافتہ، معمولی قسم کے لفنگے، لیکن ان کے جسموں پر قیمتی لباس تھے تا کہ اس ماحول میں کھپ سکیں۔ ورنہ انہیں نہ رقص کا سلیقہ تھا اور نہ اونچے طبقے سے رکھ رکھاؤ کا۔ اس لئے حمید کو اپنے اسی خیال پر قائم رہنا پڑا تھا جو کچھ دیر قبل اس کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ یعنی یہ لوگ وہاں اس کے چکر میں آئے تھے۔

پانچواں آدمی اب بھی اس سے تھوڑے فاصلے پر چل رہا تھا۔

حمید سیدھا اسی میز کی طرف چلا گیا جس کے گرد وہ چاروں بیٹھے ہوئے تھے۔

شائد انہیں اس کی توقع نہیں تھی۔ اس لئے ان کا بوکھلا جانا یقینی تھا۔ وہ یک بیک کھڑے ہو گئے۔

''اوہو...... بیٹھو بیٹھو......!'' حمید آہستہ سے سر ہلا کر بولا اور ایک کرسی کھینچ کر اسی میز کے قریب بیٹھ گیا۔ وہ چاروں بھی بیٹھ گئے۔

''اچھا ہوا تم لوگ یہاں مل گئے۔'' حمید آہستہ سے بولا۔ ''مجھے تم سے ایک کام لینا ہے۔ یہاں کچھ ایسے آدمی موجود ہیں جن سے نپٹنا ضروری ہے۔ لڑکی کو میں نے ڈاکٹر کے ساتھ گھر روانہ کر دیا ہے۔''

وہ چاروں خاموشی سے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھتے رہے۔

''کیوں کیا خیال ہے..... اگر تمہیں کوئی پس و پیش نہ ہو تو تاریہ کو فون کر دوں۔''

''ہم.....!'' ایک نے کھکھار کر کہا۔ ''دراصل چھٹی پر ہیں جناب۔''

اتنے میں حمید نے ایک ویٹر کو بلا کر ایک بوتل وہائٹ ہارس اور پانچ گلاسوں کا آرڈر کر دیا۔

ان میں سے کئی نے اپنے ہونٹ چبائے اور زبانیں اندر کر لیں۔

''خیر......!'' حمید بولا ''میں کوئی دوسرا انتظام کر لوں گا۔ آج نہ سہی پھر سہی۔ یا میں تنہا ہی

نپٹ لوں گا۔ تاریہ اس وقت کہاں ہوگی۔''

''پتہ نہیں جناب۔''

''گھر ہی پر ہوگی۔'' دوسرے نے جواب دیا۔ جو ہونٹوں پر زبان پھیرتا ہوا بار بار گیلری کے سرے پر نظر دوڑانے لگتا تھا۔ شاید اسے ویٹر کا انتظار تھا۔

''آپ نے پانچ گلاس طلب کئے ہیں مگر ہم نہیں پئیں گے۔'' پہلا بولا۔

''کیوں...... کیا تم نہیں پیتے۔''

''پیتے ہیں...... مگر اس وقت نہیں پئیں گے۔''

''تم چھٹی پر ہو۔''

''پئیں گے صاحب...... آپ کا بہت بہت شکریہ۔''

''کیا بکواس ہے۔'' پہلے نے دوسرے کو ڈانٹا۔

''کیا......!'' دفعتاً حمید اوپری ہونٹ بھینچ کر بولا۔ ''تمہاری اتنی جرأت کہ میرے سامنے اونچی آواز میں بول سکو۔''

اتنے میں ویٹر ایک بڑی ٹرے اٹھائے ہوئے میز کی طرف آتا دکھائی دیا۔ جیسے ہی اس نے ٹرے میز پر رکھی وہ پانچواں آدمی بھی لمبے لمبے قدم رکھتا ہوا میز کی طرف بڑھا جو ہال سے حمید کا تعاقب کرتا ہوا آ کر گیلری کے سرے پر رک گیا تھا۔

''آؤ...... آؤ......!'' حمید ہاتھ ہلا کر بولا۔ ''یہاں پانچ گلاس ہیں۔''

پہلا آدمی کرسی سے اٹھتا ہوا بولا۔ ''اگر کسی نے بھی شراب پی تو......!''

''تو کیا ہوگا......!'' حمید بھی کھڑا ہو گیا۔

''آپ خواہ مخواہ بات بڑھا رہے ہیں۔'' پہلا بولا۔

''ابے تیرا دماغ چل گیا ہے...... کیا...... بیٹھتا کیوں نہیں۔'' دوسرے نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بٹھانے کی کوشش کی۔

لیکن اس نے جھلاہٹ میں اس کے منہ پر ہاتھ رسید کر دیا۔ وہ بلبلا کر اٹھا تو میز تیسرے آدمی پر جا رہی۔ حمید اچھل کر پیچھے ہٹ گیا ان میں سے دو لڑ پڑے تھے اور بقیہ تین انہیں الگ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن پھر انہوں نے بھی ان میں سے ایک پر ہاتھ چھوڑ دیئے۔

اس ہلڑ میں یک بیک موسیقی بند ہوگئی اور لوگ اس گیلری کی طرف دوڑنے لگے۔ رقص تھم چکا تھا۔ ایک ریلا آیا اور حمید کھسکتا ہوا گیلری کے نیچے پہنچ گیا۔

اب اسے کیا ضرورت تھی کہ خواہ مخواہ وہاں رک کر وقت خراب کرتا۔ وہ بڑی تیزی سے ڈائننگ ہال میں آیا...... اور نہایت اطمینان سے باہر نکلا چلا گیا۔

اس کا ارادہ تو دراصل یہ تھا کہ وہ ان پانچوں کو حلق تک لبریز کر کے چپ چاپ یہاں سے نکل جائے گا لیکن حالات نے دوسرا رخ اختیار کر لیا تھا۔ ویسے یہ اور بات ہے کہ حمید کو یہ رخ سب سے زیادہ پسند آیا ہو۔ ظاہر تھا کہ کچھ دیر بعد ان پانچوں کو قریبی تھانہ تک لے جانے کی زحمت تو یقیناً دی جاتی...... اور پھر جو کچھ بھی ہوتا تاریہ کے لئے خوش گوار نہ ہوتا۔

حمید نے کچھ دور چلنے کے بعد ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے تاریہ کے نمبر ڈائیل کئے۔ دوسری طرف سے فوراً جواب ملا۔ بولنے والی ''تاریہ'' تھی۔ حمید نے دو چار بار کھانس کر بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ''تاریہ...... میں الفانسے ہوں...... بھوری پہاڑیوں تک فوراً پہنچو۔ کسی کو ساتھ لانے کی ضرورت نہیں۔ سرائے کے پاس تمہیں ضرور موجود ہونا چاہئے۔''

پھر جواب کا انتظار کئے بغیر اس نے ریسیور رکھ دیا۔

ایک رات ایک صبح

حمید نے ٹیکسی سرائے سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر چھوڑی اور آہستہ آہستہ ٹہلتا ہوا سرائے کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس سے بہتر موقع پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ تاریہ کو اگر ڈاکٹر سے باقاعدہ طور پر لڑا دیا جائے تو اس کے لئے ایک نئی الجھن پیدا ہو جائے گی۔ جس کا خدشہ خود اسے بھی لاحق تھا اور غالباً اسی لئے الفانسے والا واقعہ معلوم ہو جانے کے بعد بھی اس نے کھلم کھلا اس کے خلاف کاروائی نہیں کی تھی۔

حمید نے اوور کوٹ کے کالر کھڑے کر لئے اور فلٹ ہیٹ کا گوشہ پیشانی پر جھکا لیا۔

اسے یقین تھا کہ الفانسے فریدی کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ یہ اور بات ہے کہ اس نے اپنی عادت کے مطابق حمید کو تاریکی ہی میں رکھنے کی کوشش کی ہو۔ بہر حال اگر فریدی ہی تھا تو وہ بھی یہی چاہتا تھا کہ تاریہ اور سلمان آپس میں ٹکرا جائیں۔ پھر حمید ہی اس نیک کام میں پہل کیوں نہ کرتا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر حالات نے کوئی دوسرا رخ اختیار کرلیا تو وہ ان دونوں کو مجبور کر دے گا کہ وہ کھلم کھلا ایک دوسرے کے مقابلے میں آجائیں۔ فریدی سے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ یہ لوگ انقلاب کی تیاریاں کررہے ہیں اس لئے انہیں آپس کی الجھنوں میں مبتلا کر دینا بہت ضروری تھا۔

سرائے کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا۔ یہاں اندھیرا تھا۔ دور، دور تک روشنی نہیں نظر آرہی تھی۔ سرائے کی پشت پر کوئی کھڑکی بھی نہیں کھلتی تھی۔ اس لئے اندر کی روشنی اس طرف نہیں آسکتی تھی۔

اسے زیادہ دیر تک انتظار نہیں کرنا پڑا۔ سڑک پر کسی کار کی اگلی روشنیاں دکھائی دیں اور حمید ان کے دائرہ انعکاس سے پیچھے ہٹ گیا۔

لیکن اس نے اوور کوٹ کی جیب سے ایک چھوٹی سی ٹارچ نکال کر اسے تیزی سے تین بار روشن کر کے پھر جیب میں ڈال لیا۔

کار میں پورے بریک لگائے گئے اور وہ جہاں تھی وہیں رک گئی۔ انجن بند ہوا۔ ہیڈ لائٹس گل ہوئیں اور دھندلا سا سایہ حمید کی طرف بڑھنے لگا۔

''الفانسے۔'' ایک تیز قسم کی سرگوشی سنائی دی۔

''تاریہ......!'' حمید نے بھی آہستہ سے کہا اور سایہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

''کیا بات ہے الفانسے۔''

''تمہارے آدمیوں نے سہیل کو قتل کر دیا۔''

''مجھے ان سے یہی توقع تھی۔''

دوسرے ہی لمحے میں تاریہ کے گال پر ایک بھرپور ہاتھ پڑا اور وہ لڑکھڑا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گئی۔

''الفانسے۔'' وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

''چچا سہیل کہو۔'' حمید ہنس پڑا۔

تاریہ پتھر کے بت کی طرح ساکت ہوگئی۔

''تم خود کو بہت چالاک سمجھتی ہو......کیوں......؟''

تاریہ کچھ نہ بولی۔ حمید کہتا رہا۔ ''تمہارے وہ پانچوں آدمی اس وقت اپنے ہاتھ پیر گنوا بیٹھے ہوں گے۔ تم میں عقل بالکل نہیں ہے۔ ایسے آدمی کیوں لگائے تھے میرے پیچھے جنہیں میں پہچانتا تھا۔''

''تو کیا تم اس وقت مجھے مار ڈالو گے۔'' دفعتاً تاریہ نے سوال کیا۔ حمید لہجے سے اندازہ نہ لگا سکا کہ اس سوال کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔

''کیا نہیں مار سکتا۔'' اس نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔

''نہیں......!''

''کیوں......؟''

''کوشش کر کے دیکھ لو......!''

اچانک حمید کو تاروں کی روشنی میں ایک دھندلی سی چمک نظر آئی۔ تاریہ کے ہاتھ میں غالباً خنجر تھا۔

''میں تمہیں جان سے نہیں ماروں گا۔'' اس نے کہا۔ ''بس یہ ایک تھپڑ ہی کافی ہے۔ بلکہ اس وقت کا تھپڑ ہمارے لئے تنظیم کی طرف سے ایک چیلنج ہے۔ یعنی کہ تنظیم سے برگشتہ ہو کر تم اپنے لئے ایک مستقل عذاب مول لے رہی ہو۔''

''میں تم سب کو دیکھ لوں گی۔''

''ضرور دیکھ لینا......لیکن اس سے پہلے ہی میں تمہیں آگاہ کر دوں کہ ڈاکٹر سلمان کو تمہاری حرکات کا علم ہو چکا ہے۔''

''اوہ......ڈاکٹر سلمان......وہ میرا کیا بگاڑ لے گا۔''

''اچھا بس اب دور ہو جاؤ۔''

حمید سوچ رہا تھا کہ اگر اس وقت اس کے پاس ریوالور ہوتا تو کبھی کی اس پر فائر کر چکی ہوتی۔ لہٰذا وہ نہایت اطمینان سے سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا رہا۔

تارا یہ جانے کے لئے کار کی طرف مڑی اور حمید وہیں کھڑا رہا۔

اس کی کار فراٹے بھرتی ہوئی آگے نکل گئی۔ لیکن اب حمید کو گھر تک پیدل ہی جانا تھا کیونکہ اس ویران سڑک پر کسی سواری کے ملنے کی توقع دیوانے کے خواب سے کم نہیں تھی۔

تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک چلتے رہنے کے بعد وہ گھر تک پہنچ گیا۔

دوسری صبح کے اخبارات میں تھری کیٹس کے ہنگامے کی خبر آئی تھی۔ پانچوں آدمی زخمی حالت میں ہسپتال پہنچا دیئے گئے تھے اور پولیس تفتیش کر رہی تھی۔ ہنگامے کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی تھی۔ بہر حال ان پانچوں نے تو یہی بیان دیا تھا کہ وہ نشے کی حالت میں لڑ پڑے تھے۔ کلب کے ایک ویٹر کا بیان تھا کہ اس نے اس میز پر پانچ ہی آدمی دیکھے تھے لیکن جس نے وہائٹ ہارس کا آرڈر دیا تھا وہ ڈاڑھی والا تھا۔ لیکن زخمیوں میں سے ایک کے بھی ڈاڑھی نہیں تھی۔ ویسے ان پانچوں نے کسی ڈاڑھی والے کے وجود سے لاعلمی ہی ظاہر کی تھی۔

حمید بستر سے اٹھ کر ناشتے کے لئے نیچے جانے ہی والا تھا کہ ساحرہ ناشتے کی ٹرے لئے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی۔ شاید وہی صبح ہی صبح اس کے کمرے میں اخبار بھی پھینک گئی تھی۔

''کیوں......آج کیوں لائیں ناشتہ......!'' حمید نے پوچھا۔

''کیا کرتی...... بھائی جان تو ہیں ہی نہیں۔'' اس نے ٹرے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

''کہاں گئے۔''

''پتہ نہیں......وہ مجھ سے کبھی نہیں بتاتے۔ میں نے تو جاتے بھی نہیں دیکھا۔''

''ہام...... بیٹھ جاؤ۔'' حمید ایک طویل انگڑائی لے کر بولا۔ ''پچھلی رات انہوں نے کچھ کہا تو نہیں تھا۔''

''نہیں کچھ نہیں......لیکن تم نے انہیں وہاں کیوں بلایا تھا۔ ان سے کیا گفتگو کر رہے تھے اور پھر خود وہیں کیوں رہ گئے تھے۔ اگر بھائی جان نہ ہوتے تو میں تمہیں وہاں تنہا نہ چھوڑتی۔''

''کیوں......؟''

''بس یونہی......وہاں بہت سی عورتیں تھیں۔ تم ان کے ساتھ ناچتے رہو گے میں تو کبھی نہ دیکھ سکتی تھی۔''

''کیوں......؟''

''پتہ نہیں کیوں...... بس نہ دیکھ سکتی۔ مجھے رات بھر نیند نہیں آئی۔ بس یہ سوچ کر غصہ آتا رہا کہ تم دوسری عورتوں کے ساتھ ناچ رہے ہو گے۔''

''اس میں غصہ آنے کی کیا بات ہے۔''

''مجھ سے بحث نہ کرو۔'' ساحرہ جھلا گئی۔

حمید خاموش ہو گیا اور ساحرہ چائے بنانے لگی۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا۔

''مجھے بھی ناچنا سکھا دو۔''

''نہیں سکھاؤں گا۔''

''کیوں......؟''

''بس یونہی...... میں تمہارے ساتھ نہیں ناچوں گا۔''

''آخر کیوں......؟''

''مجھ سے بحث نہ کرو۔'' حمید نے ساحرہ کے لہجے کی نقل اتاری اور ساحرہ ہنس پڑی۔ کچھ دیر چپ رہی پھر بولی۔ ''مجھے بھائی جان کا عجیب وغریب پیشہ بالکل پسند نہیں ہے۔''

''پھر میں وجہ پوچھوں گا تو کہو گی مجھ سے بحث نہ کرو۔ لہٰذا ایسی باتیں ہی نہ چھیڑو۔''

''نہیں میں اس پر بحث کرنے کے لئے تیار ہوں۔''

''کرو بحث......!''

''تم اعتراض کرو گے میرے خیال پر۔''

''کل کروں گا فی الحال چائے پیو۔ تم میرا دماغ چاٹ ڈالتی ہو۔''

''میرا دل چاہتا ہے کہ تمہیں گولی ماردوں اور اپنے بھی مارلوں...... وجہ نہ پوچھنا۔ بہتیری باتوں کی وجہ میرے دماغ میں نہیں آتی۔''

''ماردو گولی اور خود بھی مرجاؤ...... میں وجہ نہیں پوچھوں گا لیکن تمہیں اپنے بھائی جان کے اس طرح غائب ہو جانے پر تشویش نہیں ہوتی۔''

''نہ جانے کیوں مجھے خوشی ہوتی ہے اگر وہ مرجائیں تو اور زیادہ خوشی ہو۔''

حمید کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا کیونکہ اس نے یہ بات سنجیدگی سے کہی تھی۔

''تم مجھے اس خیال سے بُرا بھلا کہو گے۔ میں جانتی ہوں اور بعض اوقات مجھے بھی ایسے

حالات سے نفرت معلوم ہوتی ہے مگر میں نے تمہیں حقیقت بتائی ہے۔ مجھے بھائی جان سے بڑی نفرت ہے۔''

''تم آخر مجھے بیوقوف بنانے کی کوشش کیوں کرتی ہو۔''

''نہیں تو......!''

''تمہیں ڈاکٹر سلمان سے نفرت ہے۔''

''ہاں مجھے ان سے گہری نفرت ہے۔ مجھے بعض اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے انہوں نے مجھ پر کوئی بہت بڑا ظلم کیا ہو۔''

''تمہیں صرف محسوس ہوتا ہے اس لئے یہ محض وہم ہے۔''

''ہوسکتا ہے وہم ہی ہو......لیکن نفرت ہے مجھے۔''

''میں تمہیں آج تک نہیں سمجھ سکا۔'' حمید نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ ''کبھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم مجھے بیوقوف بنا رہی ہو اور کبھی تم مجھے دنیا کی سب سے زیادہ معصوم ہستی نظر آئی۔ مجھے بتاؤ کہ میں تمہیں کیا سمجھوں۔''

''جو تمہارا دل چاہے۔'' ساحرہ نے لاپروائی سے کہا اور یک بیک مغموم نظر آنے لگی۔

''میں نے دو باتیں کہی تھیں۔'' حمید جلدی سے بولا۔ ''لہٰذا کسی ایک سے اثر لینا درست نہ ہوگا۔''

''تمہارا اور جو کچھ دل چاہے کہہ دو۔ میرے غم کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ میں کچھ بھول گئی ہوں جو مجھے یاد نہیں آتا۔ اسی کی الجھن کیا کم ہے اور یہ الجھن کسی دن میرا خاتمہ کردے گی۔''

''میں نہیں سمجھا۔''

''جب میں خود ہی نہیں سمجھ سکتی تو تمہیں کیا سمجھاؤں۔''

''تم کیا بھول گئی ہو۔'' حمید اسے گھورتا ہوا بولا۔

''کوئی بہت بڑی بات ہے جو میری لئے بہت اہم تھی...... مجھے یہی محسوس ہوتا ہے۔''

حمید سوچنے لگا کہ اگر یہ لڑکی سچ کہہ رہی ہے تو......

''دوہری شخصیت......!'' کا کیس ہے۔ کیا یہ چیز ڈاکٹر سلمان کی سمجھ میں نہ آئی ہوگی۔ اگر وہ کوشش کرتا تو نفسیاتی تجزیے کے ذریعے اس کی وجہ بھی معلوم کرسکتا تھا۔ پھر آخر وہ اسے اس طرح نظر انداز کیوں کرتا رہا۔

ساحرہ بڑبڑا رہی تھی۔ ''مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے پہلے کبھی میرے سارے جسم پر آنکھیں ہی آنکھیں تھیں۔ آنکھیں ہی آنکھیں۔ میں نے نہ جانے کیا کیا دیکھا تھا۔ مجھے ہر چیز کی ہلکی ہلکی جھلکیاں سی نظر آتی ہیں۔ پھر قبل اس کے کہ میں انہیں سمجھ سکوں وہ میری نظروں سے غائب ہو جاتی ہیں۔''

حمید الجھن محسوس کرنے لگا۔ ایک بار اس نے سوچا کہیں یہ لڑکی اسے اُلو تو نہیں بنا رہی ہے۔ بہر حال وہ ڈاکٹر کی بہن تھی۔

ناشتہ ختم کر چکنے کے بعد بھی ساحرہ وہیں جمی رہی اور حمید نے بہت شدت سے بور ہو کر چپ سادھ لی۔

''تم کچھ بولتے کیوں نہیں۔''

''کیا بولوں؟''

''جو دل چاہے۔''

''نہیں بولوں گا۔'' حمید جھنجھلا گیا۔

''تو صرف میں ہی کتیوں کی طرح بھونکتی رہوں۔''

''ارے بابا...... تم سے کون کہتا ہے۔''

''یعنی تم نہیں چاہتے کہ میں بولوں۔''

''تم شوق سے بولو...... لیکن مجھے بولنے پر مجبور نہ کرو۔''

''یعنی میں اس قابل ہی نہیں ہوں کہ تم میری بات کا جواب دینا پسند کرو۔''

''اوہ...... میرے خدا۔'' حمید اپنے بال نوچتا ہوا چیخا۔ ''کس وبال میں پھنس گیا ہوں۔''

''میں وبال ہوں...... ہائیں...... بولو...... میں وبال ہوں۔''

ساحرہ اس طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی جیسے بہت دیر سے بھری بیٹھی ہو۔

''ارے...... ارے...... ہائیں۔'' حمید بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

''میں...... وبال...... سچ مچ...... اپنے گولی مارلوں گی۔''

حمید کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ عورتوں کو روتے دیکھ کر وہ ہمیشہ نروس ہو جاتا تھا۔ پہلے تو وہ احمقانہ انداز میں اُسے چپ کرانے کی کوشش کرتا رہا پھر بے ساختہ اچھل کر وہاں سے

بھاگ نکلا۔

زینے پر ایک نوکر سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ جو اس کی فون کال کی اطلاع لے کر اس کے پاس جارہا تھا۔ حمید سوچنے لگا کہ یہاں اسے فون کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ فریدی خارج از بحث تھا کیونکہ وہ کبھی ایسی حماقت نہ کرتا۔ رہ گئی تارا یہ تو شائد ایسا سوچنے کی بھی ہمت نہ کرسکتی۔''

وہ بڑی تیزی سے اس کمرے میں آیا جہاں فون رکھا ہوا تھا۔ حمید اس وقت میک اپ میں نہیں تھا۔ لیکن ڈاکٹر سلمان کے نوکر اسے سہیل کے نام سے جانتے تھے۔ انہوں نے اسے بدلی ہوئی شکل میں دیکھا تھا۔ لیکن یہ ان کے لئے کوئی حیرت انگیز بات نہیں تھی۔ وہ جانتے تھے کہ ادارہ روابط عامہ میں کام کرنے والے اکثر بھیس بدل کر اپنے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔

''ہیلو......!'' حمید نے ریسیور اٹھالیا۔

''ہیلو......کون مسٹر سہیل۔'' دوسری طرف سے کسی عورت کی آواز آئی۔

''ہاں......میں ہی ہوں......آپ کون۔''

''تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا۔''

''آچ......چھا......پھر......!''

''کیا میں پولیس کو مطلع کردوں کہ تم یہاں چھپے بیٹھے ہو۔''

''میں نہیں سمجھا۔''

''یہ ارتھمیٹک کا کوئی سوال نہیں ہے۔''

''میں جانتا ہوں......بمبل بی......لیکن......!''

''تم نے موٹے آدمی کا سر پھاڑ دیا ہے......اس ایکٹریس اور ہیڈ مسٹریس پر ریوالور سے فائر کئے تھے۔ پولیس آج بھی اس رپورٹ میں دلچسپی لے رہی ہے۔''

''پولیس کی اس سعادت مندی سے میں بہت خوش ہوں بمبل بی۔ مگر تم چاہتی کیا ہو۔''

''ڈاکٹر سلمان کا پتہ......وہ یکا یک کہاں غائب ہوگیا ہے۔''

''مجھے علم نہیں......مگر بمبل بی......میں تمہیں قریب سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ ویسے تمہاری آواز تو بڑی حسین ہے۔''

''میں خود بھی حسین ہوں......تم دیکھ کر خوش ہو جاؤ گے۔''

"تو پھر کب اور کہاں۔"

"فی الحال تم مجھے ڈاکٹر کا پتہ بتاؤ۔"

"کوئی دوسری شرط پیش کرو...... ہمبل بی ڈارلنگ۔ مجھے علم نہیں ہے کہ ڈاکٹر کہاں ہے۔"

"یہ معلوم کرنا ضروری ہے کیپٹن۔"

"کیوں کیا تم اس سے کوئی اچھا برتاؤ کرو گی۔"

"میں کسی سے بھی بُری طرح پیش نہیں آتی۔ ویسے پیسوں کی ضرورت ہر ایک کو درپیش رہتی ہے۔"

"تو اب ڈاکٹر پر ہاتھ صاف کرنے کا ارادہ ہے۔"

"قطعی کیپٹن...... ہمارے اخراجات بہت وسیع ہیں۔"

"میرا خیال ہے کہ تم لوگوں کی کفالت کے لئے تاریہ ہی کافی ہے۔"

"نہیں کیپٹن تمہارا خیال غلط ہے۔"

اچانک حمید نے محسوس کیا کہ وہ تاریہ ہی کی آواز ہے وہ آواز بدل کر بولنے کی کوشش کر رہی تھی۔ شروع میں اسے کامیابی ہوئی تھی۔ لیکن پھر اصل آواز اور لہجے کو بگاڑنا ناممکن ہو گیا تھا۔ اس نے ایک بار پھر اسے بولتے سنا اور رہا سہا شبہ بھی یقین میں تبدیل ہو گیا۔ کیونکہ اس بار دوسری طرف سے بولنے والی ہنسی بھی تھی اور اب تو آواز پر بالکل ہی قابو نہیں رہ گیا تھا۔ حمید نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

تاریہ نے اسے کیپٹن کہہ کر مخاطب کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ اسے بھی اس کی شخصیت کا علم ہو گیا تھا۔ اچانک ایک نیا خیال حمید کے ذہن میں ابھرا...... اور اسی کی بناء پر اس نے سوچا کہ اب یہاں سے بھاگ جانا چاہئے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ غفلت میں ٹھکانے ہی لگا دیا جائے۔

خونخوار چرواہا

وہ بڑی جلدی میں اپنے کمرے میں پہنچا۔ ساحرہ جا چکی تھی۔ اس نے اپنے کپڑے اور میک اپ کا سامان سوٹ کیس میں ٹھونسا اور ایک خط لکھنے کے لئے میز پر بیٹھ گیا۔

وہ جلدی جلدی گھسیٹ رہا تھا۔

''ڈاکٹر!

میں جلدی میں یہاں سے رخصت ہو رہا ہوں۔ ابھی تاریہ نے فون پر تھریسیا بن کر مجھ سے آپ کے متعلق پوچھا تھا۔ یقیناً وہ گہری سازش کر رہی ہے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ کیا ہے۔ آپ کچھ فکر نہ کیجئے گا۔ میں آپ سے وقتاً فوقتاً ملتا رہوں گا۔''

پھر اس نے نیچے سہیل لکھا اور کاغذ کو ایک لفافے میں رکھتا ہوا سوٹ کیس اٹھا کر باہر نکل گیا۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں ساحرہ سے مڈبھیڑ نہ ہو جائے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ وہ نہایت اطمینان سے کمپاؤنڈ میں آ گیا۔ یہاں اس نے ادارہ کے دفتر میں وہ لفافہ ڈاکٹر کے معتمد کے حوالے کیا اور خود باہر نکل گیا۔

مگر یہاں ٹیکسیاں بھی نہیں ملتی تھیں اور وہ اس وقت اپنی اصلی شکل میں تھا۔ بہرحال وہ تیزی سے چلتا رہا۔ اسے تھکن کا بھی احساس نہیں تھا۔ مسئلہ ہی ایسا درپیش تھا۔ اسے سو فیصدی یقین تھا کہ الفانسے فریدی کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ تھریسیا نے اگر اس پہاڑی پناہ گاہ میں ڈاکٹر کو اس کی اصلیت سے آگاہ کیا تھا تو یہ اسی کے حق میں بہتر تھا۔ اس طرح ڈاکٹر کو یقین آ جاتا کہ تھریسیا فریدی ہی کی کوئی اسسٹنٹ نہیں ہے۔ مگر تاریہ کو حمید کی اصلیت سے آگاہ کرنے والا فریدی یا الفانسے نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی یہ حرکت قطعی بے مقصد ہوتی اور فریدی سے بے مقصد حرکات کی توقع کرنا ہی فضول تھا کیونکہ اس کی کوئی حرکت بے مقصد نہیں ہوا کرتی۔ پھر تاریہ کو اس کی اصلیت کا علم کیسے ہوا۔ جب کہ خود ڈاکٹر ہی نے اس پر اس کا راز نہیں ظاہر کیا تھا۔ دوسری صورت یہی ہو سکتی تھی کہ اب خود ڈاکٹر ہی تاریہ کی پشت پر موجود تھا۔ یہ ناممکن بھی نہیں تھا۔ کیوں حمید نے پچھلی رات ہی ڈاکٹر کی آنکھوں میں شبہے کی جھلک دیکھی تھی۔ اس نے دراصل اس سے تاریہ سے بم پھینکنے والے واقعے کا تذکرہ کر کے سخت غلطی کی تھی۔ اسے اس مسئلے پر خاموش ہی رہنا چاہئے تھا۔ مگر وہ کرتا بھی کیا۔ حالات ہی ایسے پیش آ گئے تھے۔ اس نے تاریہ کے آدمیوں سے نپٹنے سے پہلے ساحرہ کو وہاں سے کھسکا دینا ہی مناسب سمجھا تھا ورنہ ہو سکتا تھا کہ اس کی حفاظت کرنے میں خود مارکھا جاتا۔ پھر ڈاکٹر کو طلب کرنے کے بعد اسے یہ بھی بتانا پڑا کہ تاریہ کے آدمی اس کے پیچھے کیوں لگ گئے ہیں۔

لہٰذا ہو سکتا تھا کہ ڈاکٹر کو شبہ ہو گیا ہو۔ یہ بھی ممکن تھا کہ پش فائر کے بیکار ہو جانے پر اسے

اپنی تنظیم کے مشینی کارناموں پر اعتماد ہی نہ رہ گیا ہو۔ اس نے سوچا کہ ممکن ہے حمید پر کیا جانے والا تجربہ کامیاب نہ ہوا ہو۔ ہوسکتا ہے وہ اسے دھوکا دے رہا ہو۔

اب پھر اس نے تاریہ سے گٹھ جوڑ کرکے اپنے شبہات رفع کرنے کی کوشش کی ہو۔

اور تاریہ نے تھریسیا بن کر اسے فون کیا تھا۔ اس کا یہی مقصد ہوسکتا تھا کہ ڈاکٹر کے متعلق حمید کے صحیح خیالات معلوم کئے جائیں۔

وہ سڑک سے نیچے اتر کر چٹانوں کی اوٹ لیتا ہو چلتا رہا۔ سڑک ہی ایسی تھی کہ اس پر ٹیکسیوں کی آمدورفت عام طور پر نہیں رہتی تھی۔ مگر وہ سوچ رہا تھا کہ جائے گا کہاں۔ فی الحال وہ کسی ایسی جگہ قیام نہیں کرنا چاہتا تھا جہاں ڈاکٹر یا اس کے آدمیوں سے ٹکراؤ کا خدشہ ہو۔ دفعتاً اسے اس سرائے کا خیال آیا جس کے قریب پچھلی رات کو اس کی ملاقات تاریہ سے ہوئی تھی۔ اس کی دانست میں وہ ایک محفوظ جگہ تھی۔ جہاں رہ کر وہ اپنے کام جاری رکھ سکتا۔ حقیقت یہ تھی کہ وہ اب صرف تاریہ سے نپٹنا چاہتا تھا اور اسے یہ بھی دیکھنا تھا کہ ڈاکٹر سلمان کے متعلق اس کا خیال کس حد تک درست ہے۔

اس نے یہی طے کرلیا کہ وہ سرائے ہی میں قیام کرے گا۔ مگر دشواری یہ تھی کہ اس کے پاس معمولی قسم کا لباس نہیں تھا۔ ایسا لباس جس سے وہ سرائے کے ماحول میں کھپ سکتا۔ میک اپ کا سامان تو سوٹ کیس ہی میں موجود تھا۔ مگر لباس...... لباس کہاں سے لائے۔ ویسے لباس بھی مہیا ہوسکتا تھا لیکن اس کے لئے اسے شہر تک جانا پڑتا۔

اچانک اسے ایک چرواہا نظر آیا جو دو چار بھیڑیں ساتھ لئے تقریباً بیس بائیس فٹ کی گہرائی میں چل رہا تھا۔

حمید نے اسے آواز دی اور رکنے کا اشارہ کرتا ہوا نیچے اترنے کے لئے کوئی معقول راستہ تلاش کرنے لگا۔

چرواہا رک کر اوپر دیکھ رہا تھا۔ جیسے ہی حمید نیچے پہنچا اس نے چرواہے کی آنکھوں میں تمسخر کی جھلک دیکھی اور جھنجھلا گیا۔ لیکن اسے بہرحال اپنا کام نکالنا تھا۔

”مجھے پہاڑیوں سے محبت ہے۔“ اس نے مسکرا کر کہا۔ ”اکثر سوچتا ہوں کہ کاش میں بھی چرواہا ہوتا۔ تمہارے یہ اونچے اونچے پہاڑ میرے لئے بڑی کشش رکھتے ہیں۔“

”پھر......!“

''میں تمہیں ایک گرم پتلون اور گرم قمیض دینا چاہتا ہوں۔''

''کس خوشی میں۔'' چرواہے نے پوچھا اور حمید بوکھلا کر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اسے اس سے اتنی اچھی اردو بولنے کی توقع نہیں تھی۔

''بس تم اپنے کپڑے مجھے دے دو اور اس کے عوض میں تمہیں ایک گرم قمیض اور ایک گرم پتلون دوں گا۔''

''اوہ......اچھا۔'' چرواہے نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر کہا۔ پھر ایسا معلوم ہوا جیسے وہ اپنی پیوندگی ہوئی قمیض اتارنے جارہا ہو......لیکن......حمید اگر اچھل کر پیچھے نہ ہٹ گیا ہوتا تو......!

چرواہے کے داہنے ہاتھ میں ایک بڑا سا چاقو چمک رہا تھا۔

''ہائیں یہ کیا......؟'' حمید سنبھل کر بولا۔

''تم کوئی ٹھگ ہو۔''

''اچھا تو آؤ......!'' حمید سوٹ کیس زمین پر ڈالتا ہوا بولا۔

دوسرے ہی لمحے میں چرواہے نے اس پر چھلانگ لگائی اور حمید نے ڈاج دے کر دوسری طرف نکل جانا چاہا لیکن ممکن نہ ہوا کیونکہ چرواہا کسی اڑتے ہوئے عقاب کی طرح اس پر چھا گیا تھا۔

حمید کو سمجھنے کی بھی مہلت نہ ملی کہ اسے کس طرح اتنی آسانی سے دبوچ لیا گیا تھا۔ اس نے اپنی پشت پر چاقو کی چبھن محسوس کی، وہ دم بخود ہوگیا۔

''بس......!'' چرواہے نے قہقہہ لگایا۔ ''اسی بساط پر دنیا فتح کرنے نکلے تھے سکندر اعظم۔''

دفعتاً حمید کو تاریہ اور ڈاکٹر سلمان کا خیال آیا۔

''میں تو مذاق کررہا تھا دوست......!'' حمید بڑبڑایا۔ ''تم ذرا یہ چاقو ہٹاؤ تو بتاؤں تمہیں کہ۔''

''کیا بتاؤ گے......یہی نا کہ ابھی خوبصورت لڑکی کے پہلو سے اٹھ کر آرہے ہو۔''

''تم کون ہو میرے دوست۔''

''تمہاری عقل کا پتھر......عورتوں کی صحبت اسی طرح دماغ ماؤف کردیتی ہے۔'' وہ اسے چھوڑ کر ہٹتا ہوا بولا اور اس بار حمید اس کی آواز پہچان سکا۔ وہ فریدی کے علاوہ اور کون ہوسکتا تھا جو حمید کو چشم زدن میں اس طرح بے بس کردیتا۔

''اور آپ بھیڑیں چرارہے ہیں...... ہاہا۔'' حمید نے ایک طویل اور ہذیانی سا قہقہہ لگایا۔

''ابھی تمہاری موت بہت دور ہے۔ اسی لئے میں بھیڑیں چرا رہا تھا۔ میری بجائے اور کوئی ہوتا تو تم کہیں اور ہوتے۔ کیا اتنے دنوں تک تم محض مکھیاں مارتے رہے ہو۔ خدا کی قسم اس وقت مجھے ایک تھرڈ ریٹ لفنگے سے زیادہ نہیں معلوم ہوتے۔ ایڈیٹ......!''

''آپ نہیں جانتے کہ میں کس مشکل میں پھنس گیا ہوں۔''

''سوائے اس کے کہ تمہاری کسی نادانی کی بناء پر بساط الٹ گئی ہوگی اور کیا ہوسکتا ہے۔ مجھے علم ہے کہ سرائے کے پاس والے واقعے کے بعد تاریہ نے ڈاکٹر سلمان سے ایک طویل گفتگو کی تھی۔''

''کی تھی نا......!'' حمید چہک کر بولا۔ پھر کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا لیکن فریدی ہاتھ اٹھا کر بولا۔

''جو کچھ بھی ہوا ٹھیک ہی ہوا۔ مجھے موجودہ مہم میں تمہاری ضرورت محسوس ہوگی..... چلتے رہو۔''

حمید نے محسوس کیا کہ فریدی کسی پیشہ ور چرواہے کی طرح بھیڑوں کو ہانکتا ہوا چل رہا ہے۔ شائد ایک چرواہا بھی اسے سوانگ کہنے پر تیار نہ ہوتا جس کی عمر ہی اس پیشے میں گزری ہو۔

وہ چلتے رہے۔ پھر ایک جگہ فریدی رک گیا۔ یہاں چاروں طرف کافی اونچی چٹانیں تھیں اور جگہ زیادہ کشادہ نہیں تھی۔

فریدی نے اپنی پشت سے ایک وزنی تھیلا اتارا اور ایک پتھر کے ٹکڑے پر بیٹھتا ہوا بولا۔ ''تم اپنے کپڑے اتار دو...... میں تمہیں دوسرا لباس دوں گا...... ویسا ہی جیسا تم چاہتے تھے...... اس کے بعد ہم اطمینان سے گفتگو کرسکیں گے۔''

''مگر یہ بھیڑیں......!''

''ہماری گفتگو میں دخل نہیں دیں گی۔ تم مطمئن رہو۔ یہ صرف سنسکرت ہی بول سکتی ہیں۔''

حمید خاموش ہوگیا۔ فریدی نے تھیلے میں سے کپڑوں کا جوڑا نکالا۔ وہ بھی اسی قسم کا تھا جیسا فریدی کے جسم پر موجود تھا۔

ساری تیاریاں مکمل ہوجانے کے بعد حمید کا سوٹ کیس ایک چھوٹے سے غار میں چھپا دیا گیا۔ حمید نے جو جوتے پہن رکھے تھے فریدی نے چاقو سے انہیں چھیل چھیل کر بدوضع کر دیا اور اب وہاں ایک کے بجائے دو چرواہے نظر آرہے تھے۔

حمید کے چہرے پر ایک بے ڈھنگی سی ڈاڑھی کا بھی اضافہ ہوگیا تھا۔

ان کا سفر پھر شروع ہو گیا۔ چٹانیں دھوپ میں سڑ رہی تھیں۔ اس سنسان ویرانے کا سناٹا بڑا پرہول معلوم ہو رہا تھا۔

فریدی کے ایماء پر حمید نے تاریہ کی داستان چھیڑ دی اور جب وہ ساری تفصیلات ختم کر چکا تو فریدی نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔ ''تم نے اچھا کیا کہ وہاں سے چلے آئے ورنہ ہوسکتا تھا کہ تمہیں کسی دوسرے مشینی تجربے کا شکار ہو جانا پڑتا۔ کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ ڈاکٹر کسی خاص طریقے سے تمہاری ذہنی حالت کا اندازہ لگانے کی کوشش کرتا۔''

''مگر جناب...... ہم جا کہاں رہے ہیں۔''

''پرواہ مت کرو۔''

''سچ کہتا ہوں میرے لئے یہ پیشہ بھی بڑا شاندار رہتا۔'' حمید بھیڑوں کی طرف اشارہ کر کے بولا۔

''تمہیں اس کا سلیقہ بھی نہیں ہے فرزند...... تم ان سات بھیڑوں کو بھی کنٹرول میں نہیں رکھ سکتے۔''

''میں ایک اریسٹوکریٹ فیملی کا فرد ہوں۔'' حمید اکڑ کر بولا۔

فریدی کچھ نہیں بولا۔ وہ آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ چال میں ہلکی سی لنگڑاہٹ بھی تھی۔ اس کی پشت پر ایک وزنی سا تھیلا تھا جس میں اب حمید کے سامان کا بھی اضافہ ہو گیا تھا۔

کچھ دیر بعد حمید بہت شدت سے بوریت محسوس کرنے لگا۔ پہاڑی راستوں پر مسلسل چلتے رہنا آسان کام نہیں۔ حمید کا سارا جسم پسینے میں ڈوب گیا تھا۔

آخر ایک جگہ وہ بیٹھتا ہوا بولا۔ ''دو بھیڑیں مجھ پر سوار کر دیجئے تنہا نہیں چلا جاتا۔''

''بس......!'' فریدی مسکرایا۔ ''عورتوں کی ہم نشینی سے خدا ہر شریف آدمی کو محفوظ رکھے۔''

''بلکہ خدا کسی مرد کو عورت کے بطن سے پیدا نہ کرے۔'' حمید بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

فریدی پھر ہنسنے لگا۔ وہ بہت اچھے موڈ میں معلوم ہوتا تھا۔

''الفانسے......!'' حمید دانت پیس کر بڑبڑایا اور فریدی ہنستا ہوا اس کے برابر ہی بیٹھ گیا۔

''تم پر الفانسے...... اس بُرے طرح کیوں سوار ہے۔''

''تنظیم سے تعلق رکھنے والے ہر فرد پر الفانسے اسی طرح سوار ہے۔''

''خیر...... تنظیم سے نپٹنے کے بعد ان لوگوں سے بھی سمجھوں گا۔'' فریدی نے سنجیدگی سے کہا۔ لیکن حمید کا منہ اور زیادہ بگڑ گیا تھا۔

''آپ کے تھیلے میں میرا پائپ اور تمباکو کی پاؤچ ہے۔''

''اسے احتیاط سے رکھوں گا...... مطمئن رہو۔ اپنے چرواہے پائپ نہیں چلم پیا کرتے ہیں اور پھر اب ہم جہاں جانے والے ہیں وہاں تمباکو عنقا ہے۔ اس لئے ویسے بھی اسے احتیاط سے خرچ کرنا پڑے گا۔ میرے پاس تو تقریباً ڈھائی سو سگار ہیں۔''

''مگر آپ یہ نہ بتائیں گے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔''

''تم اسے اپنی روحانی زبان میں خوابوں کی سرزمین بھی کہہ سکتے ہو۔''

''میں اب کچھ نہیں پوچھوں گا......'' حمید نے بیزاری سے کہا اور اپنی مصنوعی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ بھیڑیں ادھر اُدھر بھاگتی پھر رہی تھیں اور فریدی اپنے حلق سے طرح طرح کی آوازیں نکال کر انہیں اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔

یک بیک بے تحاشہ ہنسنے لگا پھر بولا۔ ''خدا بداعمالیوں کی سزا اسی طرح دیتا ہے۔ لاکھوں کا آدمی بھیڑیں چرا رہا ہے۔''

فریدی ایک خشک سگار توڑ کر اس کی تمباکو کو ننھے ننھے ٹکڑوں میں تبدیل کر رہا تھا۔

پھر اس نے جیب سے مٹی کی ایک چھوٹی سی چلم نکال کر اس میں وہی تمباکو بھرتے ہوئے کہا۔ ''میں لاکھوں کا آدمی ہوں لیکن بعض اوقات مجھے یہ تبدیلیاں بہت ہی حسین اور پرکشش معلوم ہوتی ہیں۔ کاش تم اس وقت میرے ذہن میں جھانک سکتے۔''

''میں صرف لڑکیوں میں جھانکنا پسند کرتا ہوں۔''

''اور ایسے غبار سے پھٹتے ہیں جن سے تمہارے حلق تک سیاہی بھر جاتی ہے۔''

''ایسے مواقع پر آپ ذہن میں جھانکنے کی کوشش کریں۔'' حمید نے کہا۔ پھر یک بیک سنجیدہ نظر آنے لگا۔ دراصل پش فائر اور الفانسے والا واقعہ یاد آ گیا تھا۔

''کیا آپ کو معلوم ہے کہ کوئلے کے مجسمے کس طرح عالم وجود میں آتے ہیں۔'' حمید نے پوچھا۔

''مجھے اچھی طرح علم ہے۔'' فریدی نے کہا اور چلم میں رکھے ہوئے تمباکو کو جلانے لگا۔

''لیکن میں نے اس حربے کو بے کار ہوتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔''

''تم پش فائر کی بات کر رہے ہو۔''

''اوہ......آپ نام سے بھی واقف ہیں۔''

''کیوں......اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ میں اتنے دن جھک نہیں مارتا رہا۔''

''کیا آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ میں صرف جھک مارتا ہوں۔'' حمید پھر جھنجھلا گیا۔ وہ دراصل اس سے اعتراف کرانا چاہتا تھا کہ تھریسیا بمبل بی اسی کی اسسٹنٹ ہے۔''

''مجھے علم ہے تم صرف جھک مارتے رہے ہو۔'' فریدی نے سنجیدگی سے کہا۔

''تم شاید یہ بھی نہ بتا سکو کہ ڈاکٹر سلمان نے تاریہ کی غداری سے واقف ہو جانے کے باوجود بھی اسے ختم کیوں نہیں کر دیا۔''

''مجھے یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ میں تو ملکہ کائنات کے چکر میں تھا اور اس فکر میں تھا کہ کسی طرح زمین دوز دنیا کا راستہ معلوم ہو جائے۔''

''لیکن ان دونوں میں سے ایک بھی نہ ہو سکا۔ ہاتھ آئی ڈاکٹر کی بہن اور تم اسے نائٹ کلبوں میں لئے پھرتے رہے۔''

''اوہ......وہ......کاش میں اسی کے متعلق کچھ معلوم کر سکتا۔''

''کیوں......؟''

حمید نے اسے ساحرہ کے متعلق بتایا۔ لیکن فریدی نے اس پر رائے زنی نہیں کی۔ اس کے تذکرے کے ختم ہوتے ہی وہ پھر تاریہ اور ڈاکٹر سلمان کے تعلقات کے متعلق گفتگو کرنے لگا۔

''تاریہ آج بھی کیوں محفوظ ہے بتا سکتے ہو۔''

''میرا خیال ہے کہ سلمان کو اس پر ملکہ کائنات ہونے کا شبہ ہے۔'' حمید نے جواب دیا۔

''بکواس......!'' فریدی بولا۔ ''پش فائر تاریہ کے قبضے میں ہے۔ ڈاکٹر سلمان اسے حاصل کئے بغیر اس کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کرے گا۔ لیکن تم نے اپنی حماقتوں کی بناء پر انہیں پھر یکجا کر دیا ہے۔ ڈاکٹر سلمان کو تم پر ذرہ برابر بھی اعتماد نہیں رہ گیا۔ اب اس سے دور ہی دور رہنا۔''

''دیکھا جائے گا......میں تو اب تھریسیا کے چکر میں ہوں۔''

''فضول......اس سے تمہیں کچھ بھی نہیں حاصل ہو سکے گا۔''

حمید چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ ''آپ کو اس کا بھی علم ہوگا کہ الفانسے نے کس طرح پش

فائر کو بے کار کردیا تھا۔"

"ہاں مجھے اس کا بھی علم ہے۔"

"اس پر اس حیرت انگیز حربے کا اثر کیوں نہیں ہوا تھا۔"

"یہ مجھے نہیں معلوم۔"

"بہر حال آپ اعتراف نہیں کریں گے۔"

"کس بات کا۔"

"یہی کہ الفانسے کا رول آپ ہی ادا کرتے رہے ہیں۔"

"ہم حقائق سے دوچار ہیں۔" فریدی مسکرایا۔ "کوئی جاسوسی ناول نہیں اسٹیج کررہے ہیں۔ اچھا اب اٹھو...... ہمیں ابھی بہت چلنا ہے۔"

فریدی نے چلم کی راکھ ایک طرف جھاڑ کر اسے جیب میں ڈال لیا۔

اور یہ سفر پھر جاری ہوگیا۔ شام ہوتے ہوتے وہ اسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں ایک بار حمید کو ایک تلخ تجربے سے دوچار ہونا پڑا تھا اور جس کے نتیجے کے طور پر اسے زمین دوز دنیا کی سیر کرنی پڑی تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ فریدی نے اس کا راستہ معلوم کرلیا ہے۔ لیکن فریدی کسی سوال کا جواب دینے پر تیار نہیں تھا۔ دوسری بار سفر شروع کرنے سے اب تک وہ خاموش رہا تھا یا قطعی غیر متعلق گفتگو کی تھی۔

سورج غروب ہورہا تھا اور خنکی بھی بڑھ گئی تھی۔ فریدی نے بھیڑیں ایک غار میں ہانک دیں اور حمید کو اس کی پتلی سی دراڑ کی طرف بڑھنے کا اشارہ کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

کچھ دیر بعد وہ اسی دراڑ میں داخل ہورہے تھے جہاں کچھ دنوں پہلے ان دونوں نے الگ الگ راستوں پر زندگی کی بقاء کے لئے جدوجہد کی تھی۔ ایک بار پھر وہ اسی گہری تاریکی میں تھے جس نے انہیں دو مختلف جہانوں کی سیر کرائی تھی۔ فریدی تو حمید کے تجربات سے واقف تھا لیکن حمید اس کے تجربے سے لاعلم تھا۔

شکار گاہ

فریدی حمید کا ہاتھ پکڑے چلتا رہا۔ وزنی تھیلا اب بھی اس کی پشت پر موجود تھا۔ اس نے ٹارچ روشن نہیں کی تھی۔ اپنے سابقہ تجربات اور یادداشت کی مدد سے وہ اندھیرے میں آگے بڑھتا رہا۔

پھر وہ اس جگہ پہنچے جہاں سے اترائی شروع ہوئی تھی۔ یہاں فریدی نے اپنی ننھی سی ٹارچ روشن کی۔ حمید نیچے اترنے لگا۔ مگر اب اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔

''کیا آپ نے ان کے تہہ خانوں کے راستے کا پتہ لگالیا ہے۔'' اس نے سرگوشی کی۔

''بس چپ چاپ چلتے رہو۔ یہاں گفتگو کا موقع نہیں ہے۔'' فریدی نے جواب دیا۔

وہ چلتے رہے پھر حمید نے پانی بہنے کی آواز سنی۔

یہاں پھر فریدی نے ٹارچ روشن کی۔ پہاڑی نالا زور شور کے ساتھ بہہ رہا تھا۔ فریدی نے درمیان میں ابھری ہوئی چٹان پر روشنی ڈالی اور آہستہ سے بولا۔ ''کیا تم اتنی لمبی چھلانگ لگا سکتے ہو۔''

''ہاں مگر ٹانگوں میں ہاف ڈنکی پاور کا انجن لینے کے بعد۔ اتنی تھکن کے بعد آپ مجھ سے اس کی توقع رکھتے ہیں۔ دنیا کا ہر آدمی فریدی نہیں ہوسکتا۔ مگر نہیں ٹھہریئے میں کوشش کروں گا۔ کیونکہ یہ کھیل میری ہی ذات سے شروع ہوا تھا۔ نہ میں روحی کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتا اور نہ یہ مصیبت نازل ہوتی۔''

''کھیل ہر حال میں شروع ہوتا حمید صاحب۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ سیاہ مجسمے والا واقعہ مجھے اپنی طرف متوجہ نہ کرلیتا۔ اصل واقعہ تو اسی مجسمے سے شروع ہوتا ہے۔ یہ بات اور ہے کہ تم بھی نادانستگی میں انہیں لوگوں سے جا کر ٹکرائے ہو۔''

''کیا آپ نے محکمے کو ان واقعات سے آگاہ کر دیا ہے۔''

''ہرگز نہیں...... میں کھیل نہیں بگاڑنا چاہتا اور محکمے کو آگاہ کر دینے کی صورت میں کسی ایک کی لغزش سارا کھیل بگاڑ سکتی ہے۔ پھر کیوں نہ میں ایسے آدمیوں سے کام لوں جن کے متعلق کوئی کچھ نہیں جانتا۔''

''میں نہیں سمجھا.....آپ کن آدمیوں کا تذکرہ کر رہے ہیں۔''

''میری بلیک فورس کے آدمی۔''

''آپ ان سے کام لے رہے ہیں۔''

''قطعی۔ میں نے اسی تنظیم کے مقابلے پر ایک نئی تنظیم پیدا کی ہے۔''

''جس کی سربراہ تھریسیا بمبل بی ہے...... کیوں؟؟''

''تھریسیا بُری طرح تمہارے ذہن پر سوار ہے۔'' فریدی مسکرایا۔

''اور اس وقت تک سوار رہے گی جب تک آپ اس کی عمر کم از کم پنسٹھ سال نہ ثابت کر دیں۔''

''ختم کرو......!'' فریدی بیزاری سے کہا۔ چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ ''چلو لگاؤ چھلانگ تم اتنے کمزور بھی تو نہیں ہو۔''

حمید نے ایک بار پھر فاصلے کا اندازہ لگایا۔ اتنی لمبی چھلانگ تو وہ مرنے سے ایک گھنٹہ قبل بھی لگا سکتا تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ اس چٹان پر تھا۔ لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ فریدی اس وزنی تھیلے سمیت چھلانگ لگا سکے گا۔ فریدی نے ایک بار پھر ٹارچ روشن کی۔ حمید نے اسے بجھتے دیکھا اور پھر اسے یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ فریدی کب اس کے پاس پہنچ گیا۔

اب اس کی ٹارچ کی روشنی دوسرے کنارے پر پڑ رہی تھی۔

''چلو ...... شاباش......اب پھر چھلانگ لگاؤ۔ اس کے بعد پھر کوئی ایسی دشواری نہیں پیش آئے گی۔'' اس نے کہا۔

حمید نے ٹارچ کی روشنی میں پھر چھلانگ لگائی اور دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔ جب فریدی بھی دوسرے کنارے پر پہنچ گیا تو حمید ہانپتا ہوا بولا۔ ''اب ایک قدم بھی نہیں۔ کم از کم ایک گھنٹہ آرام کے بعد..... میں نے صبح معمولی سا ناشتہ کیا تھا اور اس کے بعد اب تک......!''

''بس تھوڑی ہی دور۔'' فریدی اس کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔ ''اس کے بعد ہم آرام بھی کریں گے اور شاید پھر پیدل بھی نہ چلنا پڑے گا۔''

حمید نے ایک طویل سانس لی اور پھر چل پڑا۔ اب اس میں بڑبڑانے کی بھی سکت نہیں رہ گئی تھی۔

کچھ دیر بعد چڑھائی شروع ہوگئی۔حمید فریدی کی ہدایت پر اس کے کرتے کا پچھلا حصہ پکڑے آگے بڑھتا رہا۔ یہاں اس نے ایک بار بھی ٹارچ نہیں روشن کی تھی۔

آخر ایک جگہ فریدی رک گیا اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے حمید نے اپنے کپڑوں میں پھڑ پھڑاہٹ محسوس کی وہ ایک بڑے سوراخ کے سامنے کھڑے تھے جس سے تاروں بھرا آسمان نظر آرہا تھا۔

''چلو......!'' فریدی نے اشارہ کیا اور وہ دنوں دوسرے ہی لمحے کھلے آسمان کے نیچے آ گئے اور حمید کا جسم سردی کی شدت سے کانپنے لگا۔

اب پھر اترائی شروع ہوگئی تھی۔حمید آخری نچلی چٹان پر بیٹھ کر ہانپنے لگا۔

''خیر......!'' فریدی بھی بیٹھتا ہوا بولا۔''مگر یہاں ......نہ تم لباس تبدیل کر سکتے ہو اور نہ تمہارا پیٹ ہی بھر سکتا ہے۔''

''اور نہ ہی دفن ہوسکتا ہوں۔'' حمید جھنجھلا کر بولا۔''کیونکہ زمین پتھریلی ہے۔''

فریدی ہنسنے لگا۔ پھر بولا۔''تم اس وقت ایک کلاسیکل قسم کی بیوی معلوم ہو رہے ہو جو اپنے شوہر کی لاپرواہیوں اور ناعاقبت اندیشیوں کا شکار ہوگئی ہو۔''

حمید کچھ نہ بولا۔ وہ زیادہ بولنا ہی نہیں چاہتا تھا۔اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے بولنے سے تھکن اور زیادہ بڑھ جائے گی۔

''چلو اٹھو......!'' فریدی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا۔''وہ سامنے جو چٹانیں نظر آرہی ہیں وہاں ہم کافی دیر تک آرام کریں گے۔ فاصلہ آدھے فرلانگ سے بھی کم ہے۔''

''چلئے......!'' حمید بے بسی سے بولا اور اٹھ کر لنگڑاتا ہوا چلنے لگا۔

''ویسے کیا تم بتا سکتے ہو کہ اس وقت کس سرزمین پر ہو۔''

''شامت آباد......میں......!'' حمید کا مختصر سا جواب تھا۔

وہ کسی نہ کسی طرح فریدی کا ساتھ دیتا رہا۔اگر اس کا معدہ بالکل ہی خالی نہ ہوتا تو شاید وہ اتنی ابتر حالت کو کبھی نہ پہنچتا۔

پھر وہ چٹانوں میں داخل ہوئے جن کی طرف فریدی نے بڑی ٹارچ روشن کی ۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے یہاں کسی خاص جگہ کی تلاش ہو۔حمید خاموشی سے سب کچھ دیکھتا رہا۔اچانک کہیں

قریب ہی سے کچھ اس قسم کی آواز آئی جیسے گھوڑے اکثر اپنی باچھوں سے نکالتے ہیں۔ فریدی چونک کر اسی طرف مڑا۔ اس کے قدم تیزی سے اٹھ رہے تھے۔ حمید بھی ساتھ دیتا رہا۔ لیکن اب اس کی بے حسی کسی حد تک ختم ہوگئی تھی۔ کیونکہ اسے کسی نئے اور خوش گوار وقوعے کا خدشہ لاحق ہوگیا تھا۔

گھوڑے کی فرفراہٹ پھر سنائی دی اس بار آواز بہت قریب کی تھی اور سمت کا تعین بھی وثوق کے ساتھ کیا جاسکتا تھا۔ ٹارچ کی روشنی کا دائرہ ایک غار کے دہانے میں رینگ گیا اور پھر ان دونوں نے بھی اس کی تقلید کی۔

غار کافی کشادہ تھا۔ وہاں حمید کو گھوڑا نظر آیا جس پر زین موجود تھی۔ اس نے شبہ بھری نظروں سے چاروں طرف دیکھا۔ لیکن فریدی کو اطمینان سے تھیلا اتار کر ایک طرف ڈالتے دیکھ کر اسے حیرت ہوئی۔ گھوڑے کی گردن میں رسی نہیں تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی چند منٹ کے لئے اسے وہاں چھوڑ کر کہیں چلا گیا ہو اور اب اس کی واپسی یقینی ہو۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ اسے کہیں باندھ کر گیا ہوتا۔

''بیٹھ جاؤ......!'' فریدی آہستہ سے بولا۔ ''فی الحال یہی ہماری منزل ہے۔''

''اور یہ گھوڑا۔''

''یہ گھوڑا ہمیں منزل مقصود تک لے جائے گا۔''

حمید ایک طویل سانس لے کر بیٹھ گیا۔۔ فریدی گھوڑے کے قریب جاکر اس کی پیٹھ تھپتھپانے لگا۔ گھوڑے نے زمین پر ٹاپیں ماریں۔ لیکن اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی۔

پھر فریدی حمید کے پاس آبیٹھا۔ وہ اپنے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر کچھ تلاش کررہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس نے وہاں دو موی شمعیں روشن کردیں۔ پھر تھیلے سے کھانے کا سامان نکالا۔ تھیلے میں پانی کی بوتل اور کافی کا تھرماس بھی تھا۔

''میں اب آپ سے یہ بھی نہ پوچھوں گا کہ جہنم کا راستہ ہے یا جنت کا۔'' حمید کھانے پر ٹوٹتا ہوا بولا۔

''ذرا سنبھل کر فرزند۔'' فریدی مسکرایا۔ ''ابھی ہمیں پھر سفر کرنا ہے۔''

''فکر نہ کیجئے۔'' حمید منہ چلاتا ہوا بولا۔ ''اب میں گھوڑے کی دم میں لٹک کر بھی سفر جاری رکھ سکتا ہوں۔''

فریدی نے صرف تین ٹھنڈی پائیاں کھائیں اور پانی کے دو گھونٹ لینے کے بعد تھرماس سے کافی انڈیلنے لگا۔

حمید دل نہیں بلکہ معدہ کھول کر کھاتا رہا۔

کچھ دیر بعد وہ کافی ختم کر کے پائپ سلگانے لگا۔ پھر دو تین ہی کش اسے عالم بالا میں لے گئے۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس نے تمباکو کے کش لینے کی بجائے چرس کے دم لگائے ہوں۔ اس کی پلکیں وزنی ہو کر نیچے جھکتی جارہی تھیں اور سر ہوا میں اڑ رہا تھا۔ فریدی اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

''اگر تم خود کو سمجھنے کی کوشش کرو تب بھی کام کے آدمی ہو سکتے ہو۔'' اس نے کہا۔

''میں...... میں......!'' حمید نے زبردستی آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ ''خود کو اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔''

''جسمانی تھکن کی حالت میں اگر زیادہ ٹھہرو تو بس سو ہی جانے کو دل چاہتا ہے۔''

''ارے تو کیا سو جانا حرام کاری ہے۔'' حمید ہاتھ نچا کر بولا۔ ''نیند آئے گی تو سو ہی جاؤں گا۔''

''میں تم پر گھوڑا چڑھا دوں گا...... سمجھے۔''

''یہی مناسب بھی ہے۔ ورنہ میرے چڑھنے کے لئے دوسرا گھوڑا کہاں سے آئے گا۔''

''تم اس وقت وادی کراغال میں ہو فرزند......!''

''میں اس وقت عدنان کی جنت میں بھی ہوں تو مجھے سونے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔''

''خیر......!'' فریدی نے لاپرواہی سے کہا۔ ''تب تمہارا جسم گولیوں سے چھلنی ہو جائے تو آواز دینا۔ اگر میں زندہ ہوا تو دو لاتیں میں بھی رسید کر دوں گا۔''

''کر دیجئے گا۔'' حمید نے پائپ کی راکھ ایک طرف جھاڑتے ہوئے کہا۔ پھر ایک چٹان سے ٹک کر آنکھیں بند کرتا ہوا بولا۔ ''شب بخیر۔''

''کیا تم نے نہیں سنا کہ ہم وادی کراغال میں ہیں۔'' فریدی نے اس کے بال پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

''کہاں......!'' حمید یک بیک سیدھا ہو کر بیٹھتا ہوا بولا۔ ایسا معلوم ہوا جیسے پہلے اس نے سنا

ہی نہیں۔

''وادی کراغال میں۔''

''ارے باپ رے۔'' حمید کی آنکھیں پھیل گئیں اور ان میں نیند کا سایہ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

''ہاں...... یہاں تمہیں ہر ہر قدم پر محتاط رہنا پڑے گا۔''

''مگر آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔''

''ایک لمبی داستان ہے۔''

''اور اب میں کسی داستان میں دلچسپی نہ لے سکوں گا۔''

''کیوں......!''

''میں نے کراغال اور کراغالیوں کے متعلق بہت کچھ سن رکھا ہے۔''

''میرا پہلا سفر نہیں ہے حمید صاحب۔''

''یعنی آپ پہلے بھی یہاں آ چکے ہیں۔''

''نہ صرف یہاں آیا ہوں بلکہ یہاں کے حکمران کا مہمان بھی رہا تھا۔''

حمید کچھ نہ بولا۔ وہ اس پر یقین کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ کراغال کے متعلق عام طور پر مشہور تھا کہ وہاں کے باشندے اپنی زمین پر کسی غیر کا وجود نہیں برداشت کر سکتے۔

''تمہیں اس لئے حیرت ہے کہ وہ اجنبیوں کو کراغال میں داخل نہیں ہونے دیتے۔''

''ہاں......میں نے یہی سنا ہے اور وہ سو فیصدی درندے ہیں۔''

''غلط سنا ہے تم نے...... وہ کافی مہذب ہیں۔ ویسے اتنے چالاک بھی نہیں ہیں کہ اپنی درندگیوں کو فلسفے یا سائینٹیفک نظریات کی چادر میں لپیٹ کر پیش کریں۔''

''تو کیا یہ غلط ہے کہ وہ اجنبیوں کو مار ڈالتے ہیں۔''

''قطعی درست ہے......وہ یقیناً مار ڈالتے ہیں۔''

''اوہو......تو پھر آپ کسی کراغالی کے بھیس میں رہے ہوں گے۔''

''ہرگز نہیں...... میں اپنی اصلی حیثیت میں ان لوگوں تک پہنچا تھا۔'' فریدی نے کہا اور پھر اپنے کراغال پہنچنے کا واقعہ دہرانے لگا۔ حمید کی آنکھیں بار بار حیرت سے پھیل جاتی تھیں۔ پھر فریدی موجودہ حالات کی طرف گریز کرتا ہوا بولا۔ ''آج ہی مجھے خانم نے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دی ہے کہ وہ

بہت بڑے خطرے میں گھری ہوئی ہے اور نہیں کہہ سکتی کہ آنے والے لمحات اس کے لئے کیسے ہوں گے۔"

"بغاوت......!" حمید بولا۔

"ہوسکتا ہے خان ضیغم جو خانم کے شوہر کا بھتیجا ہے خود حکومت کی باگ ڈور سنبھالنا چاہتا ہو۔ خان کا سیاہ مجسمہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں۔ خانم کا بیان ہے کہ اس کے علاوہ کوئی اور اس راز سے واقف نہیں۔ دوسری طرف یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خان مرحوم خان عیسیٰ خان کے خلاف کوئی کراغال میں سر بھی نہیں اٹھا سکتا۔ لہٰذا اب سر اٹھانے والا لازمی طور پر جانتا ہے کہ خان عیسیٰ اس سے باز پرس کے لئے اس دنیا میں واپس نہیں آئے گا۔ اگر وہ یہ جانتا ہے تو پھر اس میں شبہ نہ کرنا چاہئے کہ وہ خان عیسیٰ کے قاتلوں سے ملا ہوا تھا اور خان عیسیٰ کے قاتل کون ہوسکتے ہیں یہ وہ سیاہ مجسمہ ہی بتا سکتا ہے۔ اس لئے یہ سو فیصدی فریدی کا کیس ہے حمید صاحب۔"

"ٹھیک ہے......مگر صرف ہم دو آدمی کیا کرسکیں گے۔"

"یہ میں نے کبھی نہیں سوچا کہ میں تنہا کیا کرسکوں گا یا کیا نہ کرسکوں گا۔"

"کم از کم مجھے تو سوچنے دیا کیجئے۔"

"ہم دونوں وحدت بناتے ہیں۔ تم میرے ہی جسم کا ایک حصہ ہو۔ کیا سمجھے۔"

"آپ کے یہ مسائل تصوف مجھے کسی دن جہنم میں تو پہنچا ہی دیں گے۔"

"اور وہاں تمہیں دنیا کی حسین ترین عورتیں ملیں گی پھر کس بات کا غم ہے۔"

حمید خاموش ہوگیا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار تھے۔ لیکن اب وہ زبان سے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ اس نے آج تک موت کے جبڑوں میں بھی فریدی کا ساتھ دیا تھا۔ ویسے نہ وہ اس کی طرح ذہین تھا اور نہ اس کی سی قوت رکھتا تھا۔ لیکن یہ بات ضرور تھی کہ فریدی کی موجودگی میں اس کی خود اعتمادی میں فرق نہیں آنے پاتا تھا۔ اس کے ساتھ اسے یہی محسوس ہوتا کہ وہ دونوں مل کر ایک بار موت کا منہ بھی پھیر دیں گے۔

حمید نے فریدی سے اس گھوڑے کے متعلق پوچھا۔

"یہ گھوڑا شاہی اصطبل کا ہے اور خانم نے اسے پوشیدہ طور پر میرے لئے بھجوایا ہے۔ مجھے چونکہ تنہا یہاں آنا تھا اس لئے ایک ہی گھوڑا آیا ہے۔ تم تو اتفاقاً مل گئے تھے۔ لیکن یہ نہ سمجھنا کہ میں

تمہاری طرف سے غافل تھا۔ آج بارہ بجے تک تمہیں کسی نہ کسی طرح اس کا علم ہو جاتا کہ اب تم کو ڈاکٹر سے ہوشیار رہنا چاہئے۔"

"کس طرح علم ہو جاتا۔"

"بس ہو جاتا......کیا یہ سمجھتے ہو کہ رام گڈھ میں اس وقت بھی کام نہ ہو رہا ہوگا۔"

"کیا انور سے بھی کام لے رہے ہیں۔"

"ہاں......اور رشیدہ بھی کام کر رہی ہے۔"

"رشیدہ......!" حمید بے ساختہ اچھل پڑا۔ "آہا......تب تو۔"

"کیا......؟"

"رشیدہ......افوہ......میں کتنا احمق ہوں۔ تھریسیا رشیدہ کے علاوہ اور کون ہو سکتی ہے۔"

"پھر تھریسیا۔"

"خیر......چھوڑیئے......ہاں تو......" حمید اٹھتا ہوا بولا۔ "اب ہمیں کیا کرنا ہے۔"

"سب سے پہلے ہم حالت درست کریں گے۔" فریدی نے جواب دیا اور اپنی بے ڈھنگی سی ڈاڑھی کے بال چہرے سے الگ کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ دونوں اپنی اصلی حالت پر آ گئے لیکن فریدی شاید اصلی حیثیت میں یہ سفر نہیں جاری رکھنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس نے پھر میک اپ کا سامان نکال لیا تھا۔ اس نے تھیلے سے تین شمعیں نکالیں اور انہیں بھی روشن کر دیا۔ غار میں کافی روشنی پھیل گئی تھی۔ اسی روشنی میں آئینہ سامنے رکھ کر وہ پھر میک اپ کرنے لگا۔ حمید کے چہرے پر بھی اس نے خفیف سی تبدیلیاں کیں۔ بہر حال وہ دونوں خد و خال کے اعتبار سے کراغالی ہی معلوم ہو رہے تھے اور انکے جسموں پر پھٹے پرانے لباس کی بجائے انکے اپنے گرم سوٹ تھے۔

"کیا کراغالی سوٹ پہنتے ہیں۔" حمید نے پوچھا۔

"اکثر لوگوں کو میں نے سوٹ میں بھی دیکھا ہے۔" فریدی نے جواب دیا۔ "معززین اور شاہی خاندان کے افراد عموماً سوٹ پہنتے ہیں اور غالباً یہ عیسٰی خان کی جدت بھی تھی۔ تمہیں یہ سن کر اور زیادہ حیرت ہوگی کہ عیسٰی خان نے انگلینڈ میں تعلیم حاصل کی تھی اور میرا کلاس فیلو تھا۔"

"اوہ......تو کہئے اس لئے آپ شاہی مہمان تھے۔"

"نہیں اس وقت تک مجھے معلوم ہی نہیں تھا کہ عیسٰی خان ہی کراغال کا خان تھا۔ انگلینڈ میں

بھی یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کراغالی ہے۔ یہ بات تو یہاں آ کر معلوم ہوئی تھی۔

کال کوٹھڑی

کچھ دیر بعد وہ دونوں اسی گھوڑے پر شاہی محل کی طرف روانہ ہو گئے۔ گھوڑا بڑا جاندار تھا دو آدمیوں کے بار کے باوجود بھی اس کی تیز رفتاری حیرت انگیز تھی۔ وہ گویا ہوا سے باتیں کر رہا تھا اور اس کے سموں پر اس قسم کے چرمی غلاف چڑھے ہوئے تھے کہ ٹاپوں کی آواز دور تک نہیں پھیل سکتی تھی۔

حمید کو یہ سفر پچھلے سفر سے بھی زیادہ طویل معلوم ہو رہا تھا۔ حقیقت تو یہ تھی کہ وہ جلد از جلد اس رومینٹک اور پراسرار ماحول میں پہنچ جانا چاہتا تھا جس کا تذکرہ فریدی نے کیا تھا۔

کچھ دیر بعد مطلع ابر آلود ہو گیا اور تاریکی بڑھ گئی۔ لیکن گھوڑے کی رفتار میں کوئی فرق نہ آیا۔

''کیا آپ کو زمین سجھائی دے رہی ہے۔'' حمید نے متحیرانہ انداز میں سوال کیا۔

''نہیں......!'' فریدی نے جواب دیا۔

''ارے باپ رے......تب تو پھر اسے آہستہ چلائیے۔''

''میں نے لگام چھوڑ رکھی ہے......میرے چلانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔''

حمید نے یہ سن کر بڑی مضبوطی سے فریدی کی کمر پکڑ لی۔

''تم ڈرو مت...... یہ گھوڑا صرف اسی راہ کے لئے مخصوص ہے۔'' فریدی نے کہا۔

''اگر تم اس وقت اس کی آنکھوں پر دھوپ کی عینک لگا دو تب بھی یہ اسی رفتار سے دوڑتا رہے

''اگر اس نے صحیح سلامت پہنچا دیا تو میں اسے ایک درجن عینکیں خرید دوں گا۔'' حمید دانت پر

دانت جما کر بولا اور فریدی ہنسنے لگا۔

حمید تھوڑی دیر بعد پھر بولا۔ ''کیا آپ کراغالی بول سکتے ہیں۔''

''ہاں اب تو میں خاصی روانی کے ساتھ بول سکتا ہوں۔'' فریدی نے جواب دیا۔

''مگر تم اس کی فکر نہ کرو...... خانم انگریزی بھی بول اور سمجھ سکتی ہے۔''

''لیکن آپ نے کراغالی کب سیکھی۔''

''تھوڑی بہت پہلے سے جانتا تھا لیکن مشاقی اسی دوران بہم پہنچائی ہے۔ سردار شکوہ بہت اچھی کراغالی بول سکتا ہے۔''

''سردار شکوہ۔'' حمید نے حیرت سے دہرایا۔ ''میں نہیں سمجھا۔''

''میرا سب سے پہلا شکار۔'' فریدی نے جواب دیا اور پھر اس نے واقعہ بتایا کہ کیسے اس نے سردار شکوہ کی مرمت کی تھی۔

''اس کے بعد سے سردار شکوہ نے اپنے ہونٹ مضبوطی سے بند کر لئے۔'' فریدی نے کہا۔ ''کیوں کہ اگر وہ یہ بات تنظیم کے کسی رکن پر ظاہر کر دے کہ وہ فریدی کے ہاتھوں پٹا تھا تو اس کی زندگی محال ہو جائے گی۔ وہ لوگ کبھی اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔''

''اوہ...... میں سمجھ گیا۔ مگر میں سردار شکوہ کو ایسا آدمی نہیں سمجھتا جس پر اعتماد کیا جا سکے۔''

''خیر...... ہمیں ضرورت ہی کیا ہے کہ اس پر اعتماد کریں۔ میرا مقصد تو یہ تھا کہ اس سے اس کی اصلیت معلوم کروں۔ وہ میں نے معلوم کر لی۔ تنظیم کے لئے روپیہ فراہم کرنا ہی اس کا کام ہے۔ روحی کو اس نے ادارہ روابط عامہ سے مدد حاصل کرنے کی ترغیب دی تھی اور خود ہی اس پر حملے کراتا رہا تھا۔''

''پہلے میرا بھی یہی خیال تھا۔'' حمید نے کہا۔ ''جب میں ادارہ کی اصلیت سے واقف بھی نہیں تھا۔''

''بہرحال سردار شکوہ میرے لئے اسی حد تک کارآمد ثابت ہوا ہے۔ اس سے نہ یہ معلوم ہو سکا کہ ملکہ کائنات کون ہے اور نہ یہی پتہ چل سکا کہ تنظیم کا مرکز کہاں ہے۔ ویسے اتنا مجھے معلوم ہے کہ رام گڈھ والوں کو ملکہ کائنات کے پیغامات ڈاکٹر سلمان کے توسط سے ملتے ہیں۔''

''اور ڈاکٹر سلمان ایک ماہر ہپناٹسٹ بھی ہے۔''

''ہوسکتا ہے۔'' فریدی نے کہا اور پھر وہ خاموش ہو گئے۔ گھوڑا اب بھی اسی رفتار سے دوڑ رہا تھا۔ کبھی بادلوں سے ستاروں کی مدھم سی روشنی چھنتی اور کبھی پھر پہلے ہی کی سی گہری تاریکی چھا جاتی۔ ٹھنڈی ہوا کے تھپیڑے حمید کو بدحال کئے دے رہے تھے اور اب پھر اسے بولتے ہوئے کاہلی محسوس ہو رہی تھی۔

یہ سفر کافی دیر تک جاری رہا۔ پھر گھوڑے کی رفتار سست ہونے لگی۔

''شاید اب ہم منزل مقصود پر پہنچ رہے ہیں۔'' فریدی بڑبڑایا۔ وہ اندھیرے میں چاروں طرف آنکھیں پھاڑ رہا تھا۔

''بڑا عجیب گھوڑا ہے۔'' حمید نے کہا۔

''یقیناً گھوڑوں کو اس طرح سدھانا بڑا مشکل کام ہے۔''

گھوڑا اب دوڑ نہیں رہا تھا۔ آخر کار ایک چڑھائی پر وہ رک گیا۔ فریدی اترتا ہوا بولا۔ ''بس آ گئے۔''

وہ بہت آہستہ سے بولا تھا۔ حمید بھی آہستگی سے نیچے اتر گیا۔ فریدی نے گھوڑے کی زین اتاری اور پھر زمین پر بیٹھ کر اس کے سموں پر چڑھے ہوئے غلاف اتارنے لگا۔ حمید نے ایک بار پھر خود کو اونچی نیچی چٹانوں کے درمیان پایا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اندھیرے میں گھور رہا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی اور چونک کر اس کی طرف مڑا۔ گھوڑا آہستہ آہستہ نیچے اترتا چلا جا رہا تھا۔

فریدی نے حمید سے زین سمیٹنے کو کہا۔ وہ خود اپنا تھیلا سنبھالے ہوئے تھا۔

کچھ دور چلنے کے بعد وہ پھر رکے۔ فریدی نے تھیلا اتار کر نیچے رکھ دیا۔ حمید نے بھی اس کی تقلید کی۔ پھر اس نے اسے اپنی ننھی سی ٹارچ روشن کرتے دیکھا۔ وہ زمین پر جھکا ہوا شاید کچھ تلاش کر رہا تھا۔ لیکن جو کچھ بھی تلاش کر رہا تھا وہ اسے دس منٹ گزر جانے کے بعد بھی نہیں ملا تھا۔ آخر حمید بھی اکتا کر اس کے پاس پہنچ گیا۔

''کیا بات ہے۔'' حمید نے آہستہ سے کہا۔

''کچھ نہیں...... ٹھہرو...... وہیں ٹھہرو...... ورنہ اس چٹان سے ٹکرا کر چپٹے ہو جاؤ گے۔ کیونکہ یہ اپنی جگہ سے کھسکنے والی ہے۔''

حمید بوکھلا کر پیچھے ہٹا ہی تھا کہ چٹان سچ مچ اپنی جگہ سے کھسک گئی۔ بہت ہی ہلکی سی آواز کے ساتھ۔ حمید سوچ رہا تھا کہ فریدی نے اسے الو بنایا ہے۔ خواہ مخواہ اس نے ایک خواب کی سی داستان دہرائی تھی۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اسے تنظیم کی زمین دوز دنیا کا راستہ معلوم ہوگیا ہے اور وہ اس کے اندر جانے کا ارادہ کررہا ہے۔ مگر پھر اسے وہ گھوڑا یاد آ گیا۔ وہ گھوڑا پھر کہاں سے آیا تھا۔ لیکن وہ اس سے زیادہ نہیں سوچ سکا کیونکہ فریدی اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کررہا تھا۔ مگر پھر شاید کسی دوسرے خیال کے تحت وہ خود ہی اس کے قریب چلا آیا۔

''زین اٹھاؤ......!'' فریدی اپنا تھیلا اٹھاتا ہوا بولا۔

حمید نے زین اٹھائی۔ فریدی کی ٹارچ کی روشنی ایک چوکور سی قد آور خلاء میں پڑ رہی تھی۔

''چلو......اندر چلو......!'' فریدی بولا۔

حمید کچھ کہے بغیر خلاء میں داخل ہوگیا۔ اس کے بعد فریدی اندر پہنچا۔ حمید نے پھر چٹان کھسکنے کی آواز سنی لیکن مڑ کر نہیں دیکھا۔ اسے فریدی پر غصہ آرہا تھا۔ کیونکہ اس کی دانست میں اس نے ابھی تک اسے الف لیلیٰ کی ایک داستان میں الجھائے رکھا تھا اس کے خیال کے مطابق یہی درست تھا کہ وہ اس وقت زمین دوز دنیا میں داخل ہو رہا ہے جس کا تجربہ اسے ایک بار پہلے بھی ہو چکا تھا۔ وہ خاموشی سے چلتا رہا۔ اب فریدی اس کے آگے تھا۔

کچھ دور چل کر وہ پھر رکا اور حمید نے محسوس کیا کہ اس نے تھیلا بھی زمین پر رکھ دیا۔ یہاں گہری تاریکی تھی۔ فریدی نے ٹارچ نہیں روشن کی تھی اور حمید کے دونوں ہاتھ گھوڑے کی زین میں پھنسے ہوئے تھے۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ زین اپنے سر پر رکھ کر اور رکابوں میں پیر ڈال کر گھوڑے کی طرح ہنہناتا ہوا جدھر سینگ سمائے بھاگتا چلا جائے۔

دفعتاً اسے اندھیرے میں روشنی کی ایک پتلی سی لکیر نظر آئی۔ یہ فریدی کی چھوٹی ٹارچ کی روشنی تھی جو غالباً کسی دروازے کے قفل پر جم گئی تھی۔ پھر روشنی کی لکیر غائب ہوگئی اور ایک ہلکا سا کھٹکا سنائی دیا۔ کچھ دیر بعد روشنی کی لکیر حمید کی طرف رینگ آئی۔ فریدی اسے آنے کا اشارہ کررہا تھا۔

حمید آگے بڑھا اور پھر وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ فریدی نے دروازہ بند کرکے بڑی ٹارچ روشن کرلی تھی اور اس کا دائرہ چاروں طرف رینگتا پھر رہا تھا۔ حمید نے دیواروں پر بے شمار رائفلیں لٹکی ہوئی دیکھیں۔ یہ یقیناً کوئی اسلحہ خانہ تھا۔ بارود کے ڈرم اور تھیلے ایک طرف چنے ہوئے

تھے۔ کمروں میں دو چار کرسیاں بھی تھیں اور ایک بڑی میز جس کے سرے پر بڑا سا آئینہ نصب تھا اس پر حمید کو میک اپ کرنے کا سامان بھی نظر آیا۔

''اب پھر یہاں کچھ دیر ستا لو۔'' فریدی آہستہ سے بولا۔ ''لیکن یہاں تم تمباکو نہیں پی سکو گے۔ کیونکہ ان تھیلوں اور ڈرموں میں بارود ہے اب اس کے بعد سے ہمارے قدم خطرات کی طرف اٹھیں گے۔ ہمیں خانم تک پہنچنا ہے پھر ہم دیکھیں گے کہ اس کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔ ابھی مجھے پورے حالات کا بھی علم نہیں ہے ورنہ اس سے ملے بغیر بھی کام شروع کیا جا سکتا تھا۔''

حمید کچھ نہ بولا۔ لیکن ابھی اس کا شبہ رفع نہیں ہوا تھا۔ وہ کرسی پر بیٹھ کر اونگھنے لگا۔ فریدی بھی بیٹھ گیا تھا۔ تقریباً بیس منٹ تک کمرے کی فضا ساکت رہی۔ ساکت یوں رہی کہ حمید سو گیا تھا۔ پہلے فریدی نے اسے آوازیں دیں لیکن وہ اتنا ہی تھک گیا تھا کہ یہ آوازیں اس کی نیند میں خلل انداز نہ ہو سکیں۔

آخر فریدی نے اسے جھنجھوڑ کر اٹھایا۔

''اُف...... ابھی تک میں بہت اچھا تھا۔'' حمید بڑبڑایا۔ ''وہ لڑکی ساحرہ میرے لئے بُری طرح رو رہی ہوگی۔''

''اُٹھو......!'' فریدی نے اسے کالر سے پکڑ کر کھڑا کر دیا۔

''اٹھوں گا نہیں تو جاؤں گا کہاں۔'' حمید نے بے بسی سے کہا۔

''ریوالور ہے تمہارے پاس......!''

''نہیں......!''

''یہ رکھو...... اور کچھ زائد راؤنڈز......!''

''لایئے......!'' حمید کی آواز میں زندگی نہیں تھی۔ یہ حقیقت تھی کہ تھکن نے اسے نڈھال کر رکھا تھا۔ ورنہ وہ تو بزدل تھا اور نہ کام چور۔ ویسے یہ اور بات ہے کہ فریدی کے سامنے وہ بچہ ہی بن جاتا رہا ہو۔

اپنا سامان انہوں نے اس کمرے ہی میں چھوڑ دیا اور پھر اسی طویل سرنگ میں پہنچ گئے جس سے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

فریدی نے ٹارچ روشن کر لی اور وہ دونوں چلتے رہے۔ حمید کو یقین ہوتا جا رہا تھا کہ وہ ایک بار

پھر اسی زمین دوز دنیا کی سیر کرنے جا رہا ہے لیکن اس بار حالات پہلے سے مختلف ہوں گے۔

وہ تقریباً بیس منٹ تک چلتے رہے۔ پھر یک بیک حمید کو سرنگ کا اختتام نظر آیا۔ آگے راہ مسدود تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سرنگ یہیں ختم ہوگئی ہو۔

''سب سے پہلے میں تمہیں وہ خوفناک جیل دکھاؤں گا جہاں مجھے خانم کے حکم سے ڈال دیا گیا تھا۔'' فریدی نے کہا۔

''اچھا تو کیا ابھی ہم کسی خوشگوار عشرت کدے میں ہیں۔'' حمید نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

فریدی ایک طرف کی دیوار ٹٹول رہا تھا۔ دفعتاً حمید نے ویسی ہی آواز سنی جیسی بیرونی چٹان کے کھسکتے وقت سنی تھی۔ اب سامنے پھر خلاء نظر آنے لگی۔ لیکن فریدی نے ٹارچ بجھا دی تھی۔ وہ اندھیرے میں آگے بڑھے۔ حمید فریدی کے قدموں کی آواز پر چل رہا تھا۔ یک بیک فریدی رک گیا۔ حمید اندھیرے میں ٹٹولتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ آخر اس کے ہاتھ فریدی سے ٹکرائے اور فریدی اس کے کان کے قریب منہ لاکر آہستہ سے بولا۔ ''بس یہیں رکے رہو...... میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ہمارے علاوہ بھی یہاں کوئی ہے۔''

حمید کچھ نہ بولا۔ ویسے جیب میں پڑے ہوئے ریوالور پر اس کی گرفت مضبوط ہوگئی تھی اور اب وہ یہ بھی نہیں سوچ رہا تھا کہ اسے کہاں جانا ہے۔

وہ کچھ دیر تک اسی طرح خاموش کھڑے رہے۔ پھر حمید نے فریدی کو کچھ بڑبڑاتے سنا۔ لیکن یہ نہیں سمجھ سکا کہ وہ کس زبان میں بڑبڑایا تھا۔ اس کے بعد پھر وہی سناٹا۔

''کچھ نہیں۔'' فریدی آہستہ سے بولا۔ ''وہم بھی ہوسکتا ہے۔''

اس نے ٹارچ روشن کی اور روشنی کا دائرہ ایک سلاخوں دار دروازے پر پڑا۔

''یہی ہے .... اوہ دیکھو...... یہ کتنا بھیانک ہے۔ یہاں کے قیدی کو کبھی آسمان دیکھنا نصیب نہیں ہوتا۔''

فریدی ٹارچ روشن کیئے ہوئے آگے بڑھا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں حمید نے تحیر آمیز آواز سنی۔ وہ سلاخوں سے لگا ہوا کھڑا اس کال کوٹھری میں روشنی ڈال رہا تھا۔ حمید بھی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس کی آنکھیں بھی حیرت سے بھر گئیں۔ اندر فرش پر ایک عورت چت پڑی تھی۔ اس کے

جسم پر سیاہ لبادہ تھا۔ بال کھلے ہوئے تھے اور اس کا چہرہ...... ایسے چہرے حمید نے عموماً قدیم یونانی فن مصوری کے نوادرات میں دیکھے تھے۔ حمید نے محسوس کیا جیسے وہ سچ مچ خواب دیکھ رہا ہو۔ یا اس کا گزر یونان کے کسی ہزاروں سال پرانے مقبرے میں ہوا ہو۔ سانسوں کے ساتھ اسکے سینے کا زیر و بم ہی اسکی زندگی کا ثبوت تھا۔ ورنہ پہلی نظر میں تو وہ اسے مردہ ہی سمجھا تھا۔

''خانم......!'' فریدی آہستہ سے بڑبڑایا۔ ''شاید وہ لوگ کامیاب ہو گئے۔''

''خانم...... کیا مطلب......!''

''کراغال کی خانم......!'' فریدی نے مضمحل آواز میں کہا۔ ''اگر باغیوں کو کامیابی نہ ہوئی ہوتی تو وہ یہاں کیوں نظر آتی۔ شکر ہے کہ انہوں نے اسے مار نہیں ڈالا۔''

فریدی نے جھک کر دروازے کے قفل پر روشنی ڈالی اور جیب سے ایک باریک اوزار نکال کر اس کے سوراخ میں ڈال دیا۔ قفل کھلنے میں آدھ منٹ سے زیادہ وقت نہیں صرف ہوا۔ فریدی نے ٹارچ حمید کو دے دی اور خود دروازے کو دھکیل کر کھولنے لگا۔ دروازہ ایک زوردار آواز کے ساتھ کھلا اور خانم بے ساختہ اچھل پڑی۔ وہ بہت زیادہ خوفزدہ نظر آ رہی تھی۔ اس کی بڑی بڑی وحشت زدہ آنکھیں حمید کو ہزاروں سال پرانی کہانیاں سنا رہی تھیں۔

''ڈریئے نہیں۔'' فریدی نے انگریزی میں کہا۔ ''ہارڈ اسٹون......!''

''اوہ...... تم......!'' وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ پھر اس طرح فریدی پر آ رہی جیسے کسی نے پیچھے سے دھکیل دیا ہو۔

فریدی اگر اسے بازوؤں میں نہ سنبھال لیتا تو وہ یقینی طور پر گر جاتی۔

''انہوں نے کراغال پر قبضہ کر لیا۔ بُرے آدمیوں نے...... یہاں اس پاک سرزمین پر شراب کی سینکڑوں بوتلیں آئی ہیں۔ کرنل کراغال کو بچاؤ...... خدا کے لئے۔''

''آپ فکر نہ کیجئے...... چلئے نکلئے یہاں سے۔''

''نہیں جب تک کہ کراغال ان ناپاکیوں میں مبتلا رہے گا میں یہاں سے نہیں جا سکتی۔ میں یہیں مر جاؤں گی۔''

''نہیں یہ وقت جذبات کی رو میں بہنے کا نہیں۔ چلئے ہم وہاں اسلحہ خانے میں بیٹھ کر مشورہ کریں گے۔''

''تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے۔''

''میرا وہی ساتھی ہے جس کے لئے میں پریشان تھا۔ بس اب چلئے یہاں سے۔''

خانم چند لمحے سوچتی رہی پھر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کوٹھڑی سے باہر نکل آئی۔

فریدی نے دروازے کو کھینچ کر بند کرتے ہوئے پھر قفل چڑھا دیا۔

کچھ دیر بعد وہ اسلحہ خانے میں بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ فریدی نے وہاں دو مومی شمعیں روشن کر دی تھیں جو پہلے ہی سے وہاں موجود تھیں۔

خانم کہہ رہی تھی۔ ''یہ سب کچھ ایک آدمی کی وجہ سے ہوا۔ میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں سے آیا ہے۔ کراغالی اسے باکمال بزرگ سمجھ کر اس کی پرستش کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ شراب کی سینکڑوں بوتلیں بھی آئی ہیں۔ حالانکہ شراب یہاں ہمیشہ ممنوع رہی ہے۔''

''یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ بوتلیں اسی کے ساتھ آئی ہیں۔'' فریدی بولا۔

''میں یہی محسوس کر رہی ہوں۔ وہ مجھے کوئی مکار معلوم ہوتا ہے۔ کراغالی باہر کی چیزوں کے عادی ہو گئے ہیں۔ خان ان کے لئے دوسرے ممالک سے آسائش کا سامان مہیا کرتے رہتے تھے۔ لیکن ادھر کچھ دنوں سے ان چیزوں کی قلت ہو گئی تھی اور ضیغم عام آدمیوں کے کان بھر رہا تھا۔ اس نے انہیں یقین دلایا کہ خان عیسیٰ اس دنیا میں نہیں ہیں۔ بس انہوں نے بغاوت کر دی...... پھر...... وہ باکمال فقیر بھی آ گیا۔ وہ بھی ضیغم ہی کا حامی بن بیٹھا۔ پھر ضیغم کو نہ جانے کہاں سے باہر کی چیزیں دستیاب ہو گئیں اور اس نے انہیں کراغال میں مفت تقسیم کر دیا۔''

''کیسی چیزیں......!''

''مشینوں سے بُنے ہوئے کمبل، چھریاں، تمباکو اور کپڑے وغیرہ۔ آخر اسے یہ سارا سامان کہاں سے ملا ہے۔ میں نے یہی سب تیاریاں دیکھ کر تمہیں اس سے مطلع کیا تھا اور صبح کو شکار گاہ کا ایک گھوڑا بھی کھلوا دیا تھا...... خدا کا شکر ہے کہ تم آ گئے۔''

''لیکن آپ کو یہاں اس کال کوٹھری میں دیکھ کر مجھے بہت حیرت ہوئی ہے۔ آپ نے تو کہا تھا کہ اس سے میرے اور خان کے علاوہ کوئی تیسرا واقف نہیں۔''

''یہاں تم کچھ بھول رہے ہو۔ تمہیں اس تہہ خانے میں کس نے پہنچایا تھا۔''

''تو کیا خان یوسف نے غداری کی۔'' فریدی خانم کو گھورتا ہوا بولا۔

''نہیں......وہ غریب تو کام آ گیا۔ ضیغم نے اس پر تشدد کی حد کردی۔ اس سے تہہ خانے کا راستہ معلوم کیا اور پھر اسے گولی ماردی۔''

''تو پھر مجھے یہی سمجھنا چاہئے کہ یہ کمرہ بھی محفوظ نہیں ہے۔''

''نہیں......انہیں اس سرنگ کا علم نہیں ہو سکا اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں تمہیں یہاں بلا کر تمہاری زندگی خطرے میں نہ ڈالتی۔ مجھے یقین ہے کہ خان یوسف نے انہیں اس کے متعلق نہ بتایا ہوگا......ورنہ اب تک یہ اسلحہ خانہ بالکل صاف ہو گیا ہوتا۔''

''کیا فقیر کسی آزاد ہی علاقے سے تعلق رکھتا ہے۔'' فریدی نے پوچھا۔

''نہیں مجھے تو نہیں معلوم ہوتا۔'' خانم بولی۔

''کیوں......یہ آپ کس بناء پر کہہ رہی ہیں۔''

''میں انگریزی زبان میں گفتگو کر رہی ہوں لیکن کیا میرا لہجہ بھی انگریزی کا سا ہے۔ اسی طرح وہ مقلاقی زبان میں گفتگو کرتا ہے جو کراغالی سے بہت کچھ مشابہت رکھتی ہے لیکن اس کا لہجہ مقلاقیوں کا سا نہیں ہے۔ اگر تم کراغالی میں گفتگو کرو......!''

''ہاں......میں کراغالی ہی میں گفتگو کروں گا۔'' فریدی مسکرایا۔ ''لیکن آپ میرے لہجے پر ٹوک نہیں سکیں گی۔''

''یہ ناممکن ہے۔'' خانم بھی مسکرائی۔ ''تم ہماری طرح کراغالی نہیں بول سکتے۔''

فریدی نے کراغالی میں اس سے پوچھا۔ ''کیا آپ کو یقین ہے کہ خان یوسف کو قتل کردیا گیا۔''

''مجھے یقین ہے۔ کیونکہ میں نے اسے یہیں تہہ خانے کے سامنے تڑپتے دیکھا ہے وہ یہاں انہیں راستہ دکھانے آیا تھا لیکن مجھے بند کرنے کے بعد انہوں نے اس کو گولی ماردی۔ کیا تم نے فرش پر خون نہیں دیکھا تھا۔''

''نہیں......میری نظر نہیں پڑی۔''

''میرا دعویٰ ہے کہ کوئی کراغالی تمہیں غیر کراغالی نہیں سمجھ سکتا۔ تمہارے لہجے میں ابھی تک کوئی خامی نہیں پا سکی۔''

''آپ کو یقین ہے کہ میرے لہجے میں کوئی خامی نہیں ہے۔''

''ہاں میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتی ہوں۔''

''تب تو پھر میری کامیابی یقینی ہے......آپ قطعی پریشان نہ ہوں۔''

حمید کے چہرے پر اکتاہٹ کے آثار دیکھ کر فریدی نے پھر انگریزی میں گفتگو شروع کر دی۔

''پھر تم کیا کرو گے۔'' خانم نے کہا۔

''جو کچھ بھی کرنا ہے......کافی سمجھ کر ورنہ ہماری معمولی سی غلطی بھی سارا کھیل بگاڑ دے گی۔ سب سے پہلے اس فقیر کی زیارت کرنا چاہوں گا جس کا تذکرہ آپ نے کیا ہے۔''

''میں نہیں کہہ سکتی کہ وہ اب بھی قلعے میں موجود ہے یا نہیں۔''

''دوسری بات یہ ہے کہ......کیا ضیغم حقیقتاً کراغالیوں میں اتنا ہی مقبول ہے کہ آپ کی حکومت کا تختہ الٹ سکے۔''

''نہیں اسے کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔ لیکن اپنا آرام سب کو عزیز ہے۔ کراغالی سوچتے ہیں کہ اگر خان سچ مچ اس دنیا میں موجود نہیں ہیں تو پھر کل ان کی آسائش کی چیزیں کون مہیا کرے گا۔ ویسے میرا دل گواہی دیتا ہے کہ اس سازش میں پراسرار فقیر ایک اہم رول ادا کر رہا ہے۔''

فریدی تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ ''اب آپ کیا کہتی ہیں۔ یہ قضیہ ایک رات میں تو طے ہونے سے رہا۔ ہمیں فی الحال یہاں سے کہیں اور چلنا چاہئے۔''

''میں بھی یہی مناسب سمجھتی ہوں۔ پتہ نہیں کب ان کا رخ ادھر بھی ہو جائے۔ ضیغم خان سارے راز معلوم کر لینے کی فکر میں ہے۔''

''کیا آپ مجھے رازوں سے آگاہ کرنا مناسب سمجھیں گی۔''

''جتنے رازوں سے واقف ہوں تمہیں آگاہ کر چکی ہوں۔ یہاں سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر خان کی ایک پناہ گاہ ہے جس کا علم میرے اور خان کے علاوہ اور کسی کو نہیں تھا۔ اگر تم وہاں چلو تو بہتر ہے۔ یوں تو کئی پناہ گاہیں اور بھی ہیں۔ لیکن یہ سب سے نزدیک ہے۔''

کچھ دیر بعد وہ تینوں سرنگ سے نکل کر چٹانوں کے درمیان پہنچ گئے۔ فریدی نے اپنا اوور کوٹ خانم پر ڈال دیا تھا۔

ان کی رفتار سست تھی۔ کیونکہ خانم زیادہ تیزی سے نہیں چل سکتی تھی اور وہی ان کی رہنمائی کر رہی تھی۔

حمید دل ہی دل میں اپنے مقدر کو گالیاں دیتا ہوا سوچ رہا تھا کہ دیکھئے کب اس سفر سے نجات

ملتی ہے۔ ویسے وہ خانم سے بہت زیادہ متاثر ہوا تھا۔ یہ خیال بھی اس کے ذہن میں بُری طرح کچوکے لگا رہا تھا کہ فریدی سے ہمیشہ اونچی ہی قسم کی عورتیں ٹکراتی ہیں۔

ڈیڑھ میل کی مسافت طے کرنے کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ یہ پناہ گاہ دراصل ایک غار تھا۔ جس کے چھوٹے سے دہانے کو کانٹے دار جھاڑیاں گھیرے ہوئے تھیں۔

غار اندر سے کافی کشادہ تھا اور وہاں پتھر کی کئی بڑی بڑی سلیں پڑی ہوئی تھیں جن پر پیال کے ڈھیر تھے اور یہ غالباً سونے کے لئے استعمال کی جاتی رہی ہوں گی۔

خانم نے ایک سل پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ''یہاں سب کچھ موجود ہے۔'' پھر ایک طرف اشارہ کر کے بولی۔ ''اس پتھر کے پیچھے کمبل ہوں گے۔''

حمید نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا۔ کمبل کے نام ہی سے اسے نیند کے جھونکے آنے لگے۔ وہ اسی طرف لپکا جدھر خانم نے اشارہ کیا تھا۔ پتھر کے پیچھے سات آٹھ کمبل تہہ کئے ہوئے پڑے تھے۔ حمید نے وہ کھینچ لئے۔ ایک سل پر پڑا ہوا پیال برابر کر کے اس پر کمبل بچھا دیا اور دوسرا کمبل اپنے اوپر تانتا ہوا جوتوں سمیت دراز ہو گیا۔ فریدی موم شمعیں روشن کر کے اسے رکھنے کے لئے مناسب جگہ تلاش کر رہا تھا۔ حمید کی بوکھلاہٹ پر وہ ہنستا ہوا بولا۔

''او ڈفر یہ کیا ہو رہا ہے۔''

''بالکل مناسب ہو رہا ہے۔ فکر نہ کیجئے...... انشاء اللہ صبح ملاقات پھر ہوگی۔''

حالانکہ خانم اردو نہیں سمجھ سکتی تھی لیکن پھر بھی وہ اس کے بولنے کے انداز پر ہنس پڑی۔

حمید نے کمبل سے سر نکال کر انگریزی میں کہا۔ ''میں سونے کا سپیشلسٹ ہوں، اس لئے شب بخیر۔''

پھر اس نے دوسری کروٹ لے کر آنکھیں بند کر لیں۔

واپسی

دوسری صبح وہ فریدی کے جھنجھوڑنے ہی پر بیدار ہوا۔ خانم بھی بیدار ہو چکی تھی اور اس وقت وہ رات سے زیادہ حسین لگ رہی تھی۔ حمید اٹھتے ہی گنگنانے لگا۔

شب وصال کے بعد آئینہ تو دیکھ اے دوست
تیرے جمال کی دوشیزگی نکھر آئی

فریدی اس پر چراغ پا ہو گیا۔ لیکن حمید بدستور گنگناتا رہا۔ پھر بولا۔ ''آپ خفا کیوں ہوتے ہیں۔ جن صاحب کا یہ شعر ہے اب وہ بھی عورتوں سے عشق کرنے لگے ہیں۔ خدا آپ کو بھی توفیق عطا فرمائے۔''

''بکواس مت کرو۔''

''بہتر ہے میرا کیا بگڑتا ہے۔ لیکن مجھے یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی۔ میں ٹھہرا لنڈورا...... اس لئے شعر سنانے کے علاوہ آپ کی اور کیا خدمت کر سکوں گا۔ ویسے خدا کا شکر ہے یہ عورت بہت مناسب ہے جی ہاں۔''

''تمہاری کھال ادھیڑ دوں گا۔''

''اور میں اس کھال کے جوتے بنوا کر محترمہ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔''

دفعتاً خانم بولی۔ ''ساری گفتگو اس زبان میں ہونی چاہئے جسے میں بھی سمجھ سکوں۔''

حمید نے انگریزی میں کہا۔ ''میں کرنل صاحب سے کہہ رہا تھا کہ ہم ناشتے میں بھنے ہوئے پتھر چبائیں گے۔''

''یہ مسئلہ واقعی غور طلب ہے۔'' خانم تشویش کن لہجے میں بولی۔

''ہے نا......!'' حمید نے کہا اور کمبل سے باہر نکل آیا۔

دن بھر وہ اسی غار میں رہے۔ خانم مختلف قسم کے تجاویز پیش کرتی۔ لیکن فریدی انہیں رد کر دیتا۔ وہ ایک ایسا طریق کار اختیار کرنا چاہتا تھا جس سے حالات حیرت انگیز طور پر بدل جائیں ورنہ تنہا پورے کراغال کو چیلنج کرنا حماقت ہی ہوتی۔

بہر حال شام تک کوئی خاص فیصلہ نہ ہو سکا۔ آج کا دن انہوں نے خشک پھلوں پر گزارا تھا اور پھل فریدی کے تھیلے سے برآمد ہوئے تھے۔ تھیلے میں گوشت اور مچھلیوں کے ڈبے بھی تھے لیکن خانم نے انہیں کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ حمید نے بھی یہ سوچ کر پتہ نہیں کب تک اسی حال میں رہنا پڑے انہیں ہاتھ نہیں لگایا تھا۔

رات ہوتے ہی فریدی تنہا باہر جانے کے لئے تیار ہو گیا۔

''میں بھی چلوں گی۔'' خانم نے کہا۔

''نہیں ......آپ یہیں ٹھہریں گی۔ آج میں محل میں گھسنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تا کہ حالات کا جائزہ لے سکوں پھر میں دیکھوں گا کہ کیا کر سکتا ہوں۔''

''کیا مجھے بھی یہیں رہنا ہوگا۔'' حمید نے پوچھا۔

''ہاں......!'' فریدی نے اردو میں جواب دیا۔ ''لیکن اس بات کا لحاظ رکھنا کہ یہ ایک ملک کی حکمران ہے۔''

''اور کرنل ہارڈ اسٹون کولپ آف ویکس بنانے والی۔''

''تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے۔'' فریدی نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا۔

خانم کے روکنے کے باوجود بھی فریدی تنہا ہی چلا گیا اور خانم نے حمید سے کہا۔

''ایسا ضدی آدمی میں نے آج تک نہیں دیکھا۔''

''میں آدمی ہی نہیں سمجھتا۔'' حمید نے لاپرواہی کے اظہار میں اپنے شانوں کو جنبش دی۔

''تمہارا ان سے کیا رشتہ ہے۔'' خانم نے پوچھا۔

''کچھ بھی نہیں......بس اس خیال سے ساتھ رہتا ہوں کہ کہیں اسے کوئی مار نہ ڈالے۔''

''تمہارا کیا نام ہے۔''

''حمید یووف......نسلاً روسی ہوں۔'' حمید نے سنجیدگی سے کہا اور شاید خانم کو یقین بھی آ گیا۔ کیونکہ اس کے بعد وہ کچھ بھی نہیں بولی۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔

''مجھے کرنل کے متعلق کچھ بتاؤ۔''

''کیا بتاؤں۔'' حمید غمناک انداز میں ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

خانم جواب کا انتظار کرتی رہی۔ لیکن حمید نے اپنے ہونٹ مضبوطی سے بند کر لئے۔

''تم خاموش ہو گئے......کیوں؟''

''آپ کرنل کے بارے میں کیا معلوم کرنا چاہتی ہیں۔''

''وہ کس قسم کے آدمی ہیں۔''

''ہر قسم کا سمجھئے......میں خود بھی آج تک نہیں سمجھ پایا کہ وہ کس قسم کے آدمی ہیں۔''

''یہ فرصت کے اوقات میں کیا کیا کرتے ہیں۔''

''میں آج تک اس کا اندازہ ہی نہیں کرسکا کہ فرصت کے اوقات کب شروع ہوئے اور کب ختم ہو گئے۔ میں نے انہیں کبھی بے کار بیٹھے نہیں دیکھا۔''

''میں ہر آدمی کو اس کی آنکھوں میں پڑھ سکتی ہوں لیکن کرنل کو سمجھنا واقعی بہت دشوار ہے۔''

''میرے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔''

''تمہارے متعلق......!'' خانم ہنس پڑی۔ اس نے پتھر پر سے مومی قندیل اٹھائی اور حمید کے چہرے پر روشنی ڈالتی ہوئی بڑبڑائی۔ ''تم اگر میں نہیں غلطی کر رہی ہوں۔ ایک کھلنڈرے آدمی ہو...... اپنا داہنا ہاتھ ادھر لاؤ...... میں تمہیں تمہارے متعلق سب کچھ بتادوں گی۔''

حمید نے ہاتھ بڑھا دیا۔ لیکن جیسے ہی خانم نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا حمید کو ایسا معلوم ہوا جیسے وہ موم کے کسی بڑے ڈھیر کی طرح پگھلتا چلا جا رہا ہو۔

خانم نے اس کی ہتھیلی پر نظر جمائے ہوئے کہا۔ ''تم...... لاابالی طبیعت رکھتے ہو۔ تلون طبعی کافی ہے تم میں...... عورتوں کی صحبت کے شائق لیکن جلد اکتا جانے والے...... ایماندار بھی ہو...... دوستوں کے لئے جان بھی دے سکتے ہو...... انتقامی جذبہ ابھر آئے تو جان پر کھیل جاؤ گے۔ کرنل کی طرح ضدی اور اٹل نہیں ہو...... اور کیا بتاؤں۔''

''بس اتنا ہی کافی ہے۔'' حمید نے آہستہ سے اپنا ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔ ''مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کرنل فریدی سے بھی زیادہ عجیب ہیں۔''

''کیوں تم نے مجھ میں کون سی عجیب بات دیکھی ہے۔''

''کل تک آپ ایک قوم پر حکومت کرتی تھیں...... آج ایک غار میں فروکش ہیں...... کل معلوم نہیں کیا ہو۔ لیکن آپ کو اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں معلوم ہوتی۔''

خانم ہنس پڑی پھر بولی۔ ''کیا تم نے مجھے تہہ خانے میں دیکھا تھا۔''

''دیکھا تھا......!''

''کیا میں خوفزدہ نہیں تھی۔ کسی ننھی سی بچی کی طرح۔''

''میں نے غور نہیں کیا تھا۔''

''میں خوفزدہ تھی لیکن یہ آدمی...... ہارڈ اسٹون...... میں اکثر سوچتی ہوں کہ یہ اس دنیا کا آدمی نہیں ہے۔ اس کی موجودگی میں مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میری پشت پر ایک بہت بڑی فوج

موجود ہو۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ اس کے ذہن میں ایک نیا شبہہ سر ابھار رہا تھا۔ کہیں یہی عورت تو "ملکہ کائنات" نہیں ہے۔ حمید نے ایک بار پھر اسے غور سے دیکھا۔ شمع کی سرخ روشنی میں اس کا چہرہ انگارے کی طرح دہکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ یک بیک اس نے اپنی گھنیری پلکیں اوپر اٹھائیں اور حمید کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ قدیم مصر کے کسی معبد کی کنواری پجارن سے گفتگو کر رہا ہو۔

"تم خاموش کیوں ہو گئے۔" اس نے کہا۔

"کچھ نہیں......کوئی خاص بات نہیں۔" حمید مسکرایا۔

"میں کرنل کے لئے فکر مند ہوں۔ کراغالی غیر کی بو سونگھ کر فائر کر دیتے ہیں۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ وہ اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

"تم کیا دیکھ رہے ہو۔"

"میں کیا بتاؤں کہ کیا دیکھ رہا ہوں۔ آپ کے چہرے پر تھکن کے آثار ہیں جنہیں دور کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ لیکن اس کا واحد علاج یہی ہے کہ آپ سو جائیے۔"

"کیا تم بھی چلے جانا چاہتے ہو۔" خانم مسکرائی۔

"نہیں......میں کرنل کے حکم کے بغیر ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔"

خانم پیال کے بستر پر بیٹھی ہوئی بولی۔ "محل کرنل کا دیکھا ہوا ہے۔ وہ کہیں پہنچنے میں غلطی نہیں کر سکتے۔ کاش وہ تنہا جانے سے باز رہتے۔" پھر کچھ دیر خاموش رہ کر لیٹتے ہوئے کہا۔ "میں سچ مچ بڑی تھکن محسوس کر رہی ہوں۔ آج مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ آدمی سچ مچ بے بس ہے کل تک میں ہزاروں پر حکمران تھی لیکن آج وہ میرے خون کے پیاسے ہیں......خیر......!"

اس نے کمبل کھینچ کر خود کو گردن تک ڈھانپ لیا اور حمید کی طرف کروٹ لیتی ہوئی بولی۔

"معمولی آدمی ہونا کتنا اچھا ہے۔"

"میں نے کبھی موت کے منہ میں بھی یہ نہیں سوچا کہ معمولی آدمی ہونا کتنا اچھا ہے۔"

"تم ہارڈ اسٹون کے ساتھی ہو نا۔ وہ جو صرف تین فائر کرتا ہے اور سینکڑوں کی جمعیت خوفزدہ ہو کر بھاگ جاتی ہے۔"

"اچھا......وہ بارود کے تھیلوں والا قصہ۔"

''ہاں......وہی قصہ......میرے خدا......وہ کتنے پھرتیلے ہیں۔ جتنی تیزی سے ہاتھ چلتے ہیں اتنی ہی تیزی سے ان کا ذہن سوچ بھی سکتا ہے۔''

حمید کچھ نہ بولا۔ وہ اس سے زیادہ گفتگو کرنا نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ نہ جانے کیوں اس عورت کے سامنے وہ اپنی شخصیت میں ہلکا پن محسوس کرنے لگتا تھا۔ کچھ دیر تک خاموشی رہی۔ حمید بھی نہایت اطمینان سے کمبل اوڑھ کر پیال کے بستر پر دراز ہو گیا تھا۔

''کیا سو گئے۔'' خانم نے اسے مخاطب کیا۔

''میں سو کیسے سکتا ہوں...... جب کہ آپ جاگ رہی ہوں۔ ہاں......کیا کراغال میں اب ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہے جو آپ کی حمایت کر سکے۔''

''قانون......قانون ہے۔'' خانم نے کہا۔ ''کراغالیوں کو یقین دلایا گیا ہے کہ خان کا انتقال ہو گیا ہے۔ لہٰذا ہمارے قانون کے مطابق کوئی عورت حکومت نہیں کر سکتی۔''

''لیکن آپ اس قانون کے حق میں نہیں ہیں۔''

''میں سو فیصدی اس کے حق میں ہوں لیکن کراغال پر میں کسی بُرے آدمی کی حکومت نہیں برداشت کر سکتی۔ ضیغم لاپرواہ اور عیش پسند ہے۔ وہ قوم کے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ شاہی خاندان میں اس سے بہتر افراد موجود ہیں۔''

''خان سے اس کے تعلقات کیسے تھے۔''

''بہت اچھے تھے......ان کی موجودگی میں اس نے کبھی سر اٹھانے کی جرأت نہیں کی۔''

''آپ کو اس سیاہ مجسمے کو دفن کرا دینا چاہئے۔''

''اس سے کیا ہوتا......میرا خیال ہے کہ ضیغم نے انہیں لوگوں سے ساز باز کی ہے جنہوں نے خان کو......!''

خانم کا جملہ ادھورا رہ گیا۔ کیونکہ حمید بیک بیک اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس نے غار کے باہر کی جھاڑیوں میں سرسراہٹ سنی تھی۔ اس نے بڑی پھرتی سے مومی قندیل بجھا دی اور ریوالور کے دستے کو مضبوطی سے گرفت میں لئے ہوئے غار کے دہانے سے آ لگا۔

پانچ منٹ تک یہی کیفیت رہی پھر اس نے اپنی گردن پر گرم گرم سانسیں محسوس کیں اور خانم کی سرگوشی سنی۔ ''کیا بات ہے۔''

"مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی ادھر آیا ہے۔ آپ لیٹیئے جا کر...... مجھے اتنے اطمینان سے نہ لیٹنا چاہئے ورنہ ہوسکتا ہے نیند ہی آ جائے۔"

اس نے خانم کے جانے کی آواز سنی اور پھر اسی پتھر سے ٹیک لگائے کھڑا رہا۔ اس کے ذہن میں بے شمار سوالات تھے۔ بار بار اس کے کانوں میں سیٹیاں سی بجتیں اور انہیں کے درمیان کوئی کہتا۔ "یہی ہے...... تنظیم کی سربراہ...... موجودہ طاقت اور ملکہ کائنات یہی عورت ہے...... فریب دے رہی ہے...... اپنا اطمینان کرنا چاہتی ہے کہ دشمنوں میں رہ کر بھی وہ محفوظ رہ سکتی ہے۔ اس عورت کا اس سے بڑا کمال اور کیا ہوسکتا ہے کہ اس نے تم کو دوسرے معاملات میں الجھا لیا ہے۔ اس وقت جو کچھ بھی ہو رہا ہے ایک شاندار ڈرامہ ہے۔ اس کا حقیقت سے ذرہ برابر بھی لگاؤ نہیں ہے۔"

حمید سوچتا رہا اور اونگھتا رہا اور شاید اس پتھر سے ٹکا ہوا سو بھی گیا۔ کیونکہ دوسری بار ہوش میں آنے کے بعد اسے چند لمحوں تک یہی نہیں معلوم ہوسکا کہ سو رہا ہے یا جاگ رہا ہے...... ویسے کسی نے اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔

"میں آہٹیں سن رہی ہوں۔" یہ خانم کی سرگوشی تھی۔

"فکر نہ کیجئے۔" حمید نے کچھ سوچے بغیر کہا اور ریوالور کے دستے پر پھر اس کی گرفت مضبوط ہوگئی۔ اب وہ بھی آہٹیں سن سکتا تھا اور یہ ایک سے زیادہ قدموں کی آہٹیں تھیں۔ اس نے ریوالور نکال کر اس کا رخ غار کے دہانے کی طرف کر دیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس نے فریدی کے کھانسنے کا انداز پہچان لیا۔ ہوسکتا ہے اس نے بھی سوچا ہوگا کہ کہیں حمید اندر سے فائر ہی نہ کر بیٹھے۔ پھر بھی جیسے ہی اس نے اندر قدم رکھا حمید نے اسکے سینے پر ریوالور کی نال رکھ دی۔

"ہٹ جاؤ......!" فریدی آہستہ سے بولا اور ساتھ ہی اس نے ٹارچ روشن کرلی۔ خانم بھی حمید کے پیچھے ہی تھی۔ فریدی نے بھرائی ہوئی آواز میں کراغالی میں اس سے کچھ کہا۔ اور وہ وہاں سے ہٹ گئی۔ پھر حمید نے اسے موم شمعیں روشن کرتے دیکھا۔

غار میں روشنی ہوگئی۔ فریدی کا چہرہ اوورکوٹ کے کالر میں چھپا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے دو آدمی ایک بھاری وزن اٹھائے کھڑے تھے۔ فریدی نے مڑ کر انہیں اسے زمین پر ڈال دینے کا اشارہ کیا۔ اسکے بعد وہ دونوں خانم کے سامنے خفیف سا جھکے پھر سیدھے کھڑے ہوگئے۔ خانم نے کچھ کہا جس کے جواب میں حمید نے ان دونوں کی ہکلاہٹ محسوس کرلی۔ فریدی نے اوورکوٹ کے کالر گرا دیئے

اور خانم کے حلق سے ایک ہلکی سی چیخ نکلی۔ اگر فریدی نے آگے بڑھ کر اسے سنبھال نہ لیا ہوتا تو گر ہی گئی ہوتی۔ پھر وہ دونوں تھوڑی دیر تک کراغالی میں گفتگو کرتے رہے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے خانم کسی بات سے انکار کر رہی ہو۔ ذرا سی ہی دیر میں حمید الجھن محسوس کرنے لگا کیونکہ وہ ان کی گفتگو نہیں سمجھ سکتا تھا۔ مگر خاموش ہی رہا۔ کیونکہ وہ دونوں اجنبی اسے گھور گھور کر دیکھ رہے تھے۔ دفعتاً فریدی نے ان کی طرف مڑ کر کچھ کہا تھا اور پھر وہ چاروں بھی غوغائی پرندوں کی طرح ''ٹائیں ٹائیں'' کرنے لگے۔ حمید کی نظروں میں وہ محض ''ٹائیں ٹائیں'' ہی تھی کیونکہ وہ اس کا مفہوم نہیں سمجھ سکتا تھا۔

مگر حیرت سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ جب اس نے خانم کو اوور کوٹ پہن کر ان دونوں کے ساتھ باہر جاتے دیکھا۔ فریدی وہیں کھڑا رہا۔ وہ اس میک اپ میں نہیں تھا جس سے پہلی بار یہاں سے رخصت ہوا تھا۔ خانم کے جانے کے بعد وہ ایک پتھر پر بیٹھ کر سگار سلگانے لگا۔

''یہ کیا ہوا۔'' حمید نے کہا۔

''فکر مت کرو۔ ذرا اس گٹھڑی کو کھولو۔'' اس نے گٹھڑی کی طرف اشارہ کیا جو دونوں آدمی اٹھا کر لائے تھے۔ لیکن اس کے چہرے سے کپڑا ہٹتے ہی حمید کے حلق سے ایک تحیر زدہ سی چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پیچھے ہٹ آیا۔ بے ہوش آدمی گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔

جنگ

فریدی حمید کو ٹٹو لنے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے پوچھا۔ ''کیا بات ہے۔''

''آپ جانتے ہیں یہ کون ہے۔''

''ہاں......وہی فقیر جس کا تذکرہ خانم نے کیا تھا۔ میں اسے اسکی خواب گاہ سے اٹھالایا ہوں۔''

''اس کے علاوہ آپ اور کیا جانتے ہیں......اس کے بارے میں۔''

''تم جو کچھ جانتے ہو بتاؤ۔'' فریدی اسے گھورتا ہوا بولا۔

"یہ بارن ہے۔"

"میں نہیں جانتا یہ بارن کیا بلا ہے۔" فریدی نے کہا۔

"وہ آدمی جس کی حکومت طاقت کی زمین دوز دنیا پر ہے۔ جس کے متعلق وہاں کہا جاتا تھا کہ باہر نکلنے کے راستوں سے صرف وہی واقف ہے۔"

"تمہاری نظر دھوکہ تو نہیں کھا رہی ہے۔"

"ہرگز نہیں......" حمید نے جواب دیا۔ "میں اسے لاکھوں ڈاڑھی والوں میں پہچان سکتا ہوں۔"

"ہوں......!" فریدی کچھ سوچنے لگا پھر بولا۔ "تو میری محنت برباد نہیں ہوئی۔ حالانکہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنا اہم آدمی ہے۔"

"مگر شائد آپ اس سے راستہ نہ معلوم کر سکیں...... یہ کم بخت کہیں گھر جانے پر خودکشی کر لیتے ہیں۔ لیکن اپنا کوئی راز ہرگز نہیں بتاتے۔"

"خیر دیکھا جائے گا۔"

"مگر خانم کہاں گئی۔"

یہ بھی ایک طویل قصہ ہے۔ میں کم سے کم الفاظ میں اسے دہرانے کی کوشش کروں گا۔ کراغالی محض اس بناء پر باغی ہو گئے تھے کہ انہیں خان کی موت کا علم ہو گیا تھا۔ مرحوم خان عیسیٰ سے وہ اب بھی کانپتے ہیں۔ میں اس وقت دراصل خان عیسیٰ کے میک اپ میں ہوں۔ تمہیں وہ سرنگ والا کمرہ یاد ہوگا جہاں سے ہم اسلحہ لائے تھے۔ وہاں میک اپ کا سامان بھی رہتا ہے۔ غالباً میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ آکسفورڈ میں ہم دونوں ساتھ رہے تھے اور میک اپ کرنا ہم نے ایک ہی آدمی سے سیکھا تھا۔ خان عیسیٰ نے بھی اس فن میں خاصی مہارت بہم پہنچائی تھی۔ بہرحال میں اسی کا میک اپ کر کے شاہی محل میں داخل ہوا...... تم نے اسے اندر سے نہیں دیکھا۔ اسے محل نہیں بلکہ قلعہ کہنا چاہئے۔ بہرحال وہاں اندر فوج بھی رہتی ہے۔ یہ دو آدمی جو ابھی میرے ساتھ آئے تھے کراغالی فوج کے دو اعلیٰ آفیسر تھے۔ میں جانتا تھا کہ خان عیسیٰ کی موت کی خبر ہی نے ضیغم کو ابھرنے کا موقع دیا ہے۔ ورنہ کراغالی اسے پسند نہیں کرتے کیونکہ وہ ظالم اور عیاش طبع آدمی ہے۔ بہرحال میں چھاونی کی طرف یہی سوچ کر گیا تھا کہ ایسے حالات میں یقینی طور پر وہاں خان عیسیٰ کے بہتیرے حامی پیدا ہو جائیں گے۔ میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔ بہتیرے آفیسروں نے اس وقت میرے سامنے قسمیں کھائی

ہیں کہ وہ خان ضیغم کی حکومت کا تختہ الٹ دیں گے۔ میں نے ان سے یہ بھی کہہ دیا کہ میں فی الحال منظر عام پر نہیں آ سکتا۔ اس پر انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ وہ خانم کو میرا قائم مقام سمجھتے رہیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ خان عیسیٰ کے قائم مقام کی حیثیت سے کراغال پر حکومت کرے گی۔''

''اسے آپ یہاں کیسے اٹھا لائے۔'' حمید نے بے ہوش آدمی کی طرف اشارہ کیا۔ ''کیا آپ پہلے سے اس کے متعلق جانتے ہیں۔''

''ہرگز نہیں...... لیکن اس کا علم مجھے ان دونوں آفیسروں سے ہوا کہ یہ فقیر اکثر خان عیسیٰ کو شکارگاہ میں ملا کرتا تھا۔ انہوں نے مجھ سے بڑی حیرت کے ساتھ کہا تھا کہ آپ کے دوست نے اس انقلاب میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ میں نے سوچا ممکن ہے یہ دوست طاقت کی تنظیم ہی سے تعلق رکھتا ہو۔ اب تم یہ اطلاع دیتے ہو کہ یہ بہت ہی اہم آدمی ہے۔''

''کیا یہ کراغال کی خانم...... ملکہ کائنات نہیں ہو سکتی۔''

''ہو گی۔'' فریدی نے لاپروائی سے کہا۔ ''کیا تم یہ سمجھتے ہو۔ کیا اب یہاں میری شکست ہو سکتی ہے۔''

''میں کیا کہہ سکتا ہوں...... اگر خانم ہی ملکہ کائنات ہے تو ہم ہر وقت اس کی مٹھی میں ہیں۔''

''اول تو وہ ہے نہیں۔ اگر ہے بھی تو میں اس سے ٹکرانے کی قوت رکھتا ہوں۔ تم کیا سمجھتے ہو۔ یہاں سے ایک فرلانگ کے اندر ہی اندر میرے آدمی موجود ہیں۔''

''فریدی کے اس دعویٰ پر حمید کو بڑی حیرت ہوئی۔ لیکن وہ کچھ نہ بولا۔ شاید فریدی بھی اس دعویٰ کے ثبوت میں کچھ پیش کرنا چاہتا تھا۔ اس نے تھیلے سے ایک چھوٹا سا کیمرہ نکالا۔ حمید پہلی نظر میں اسے کیمرہ ہی سمجھا تھا۔ لیکن وہ حقیقتاً ٹرانسمیٹر تھا۔ چھوٹے براؤنی کیمرے سے کچھ بڑا...... فریدی نے اس کے میکنزم میں کچھ تبدیلی کی اور اسے منہ کے قریب لے جا کر بولا۔ ''ہیلو...... کرنل اسپیکنگ...... تم لوگ نشان سے کتنی دور ہو...... اوور......!''

''ایک فرلانگ کے فاصلے پر...... اوور......!'' مدھم سی آواز آئی اور حمید کھوپڑی سہلانے لگا۔

''فی الحال وہیں ٹھہرو...... اوور اینڈ آل۔'' فریدی نے کہا۔

اس نے ٹرانسمیٹر پھر تھیلے میں ڈال دیا۔

''تھریسیا کے آدمی ہیں یا سرکاری۔'' حمید نے پوچھا۔ لیکن فریدی کوئی جواب دینے کی بجائے

بے ہوش آدمی کی طرف متوجہ ہوگیا۔ جس نے کراہ کر کروٹ لی تھی۔ فریدی نے اپنے کوٹ کے کالر پھر کھڑے کر لئے اور حمید غار کے دہانے پر جم گیا۔ اس نے ریوالور بھی نکال لیا تھا۔

دفعتاً بے ہوش آدمی اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ پہلے اس نے فریدی کی طرف دیکھا اور پھر حمید کی طرف جو اپنی اصلی شکل و شباہت میں نہیں تھا۔

''بارن......!'' فریدی آہستہ سے بڑبڑایا۔

''تم کون ہو۔'' بارن نے انگریزی میں پوچھا۔ پھر اس نے کراغالی زبان میں بھی دہرایا۔

دفعتاً فریدی نے اپنے اوور کوٹ کے کالر گرا دیئے اور فلٹ ہیٹ کا گوشہ اوپر اٹھا دیا۔

دوسرے ہی لمحے میں بارن اپنی جگہ سے اچھل کر ایک پتھر سے جا ٹکا۔ اس کی آنکھیں پھیل گئیں تھیں اور وہ پلکیں جھپکائے بغیر فریدی کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

''اب کیا خیال ہے۔'' فریدی نے بھرائی ہوئی آواز میں انگریزی میں کہا۔

بارن کے ہونٹ ہلے اور وہ پاگلوں کی طرح بڑبڑانے لگا۔ ''میں یقین نہیں کر سکتا۔''

''ابھی میں تمہیں ننھے سے پرندے کی طرح ذبح کر دوں گا۔'' فریدی مسکرایا۔

''تم خان عیسیٰ نہیں ہو...... ہرگز نہیں ہو۔''

''اگر نہیں ہوں...... تب بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ یعنی تمہاری تقدیر نہیں بدل سکتی۔''

''تم کون ہو......!'' بارن نے پھر دہرایا۔

''اگر تمہیں یقین آجائے تو میں یہ بھی بتا دوں گا۔ مگر اسے سننے کے لئے تم اپنا دل مضبوط کر لو۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ پھر میرے کسی سوال کا جواب دینے کے قابل ہی نہ رہ جاؤ۔''

بارن کچھ نہ بولا۔ صرف اس کی پلکیں جھپکتی رہیں۔

''کیوں! تم کیا سوچ رہے ہو۔''

''کچھ نہیں......!'' بارن نے اپنے لہجے میں لاپرواہی ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ ''تم کوئی بھی ہو مجھے تمہاری موت پر افسوس نہیں ہوگا۔''

''تم شاید اب بھی خواب دیکھ رہے ہو۔ تم اپنی اسی سیٹی کے متعلق سوچ رہے ہو گے جس کی آواز میلوں تک پھیلتی ہے۔ مگر نہیں تم اس کے متعلق نہیں سوچ سکتے۔ کیونکہ وہ نہ صرف سیٹی بلکہ ایک قسم کا ٹائم بم بھی ہے۔ جو سیٹی کی حیثیت سے پھونکے جانے کے کچھ دیر بعد پھٹ جاتا ہے۔ تم چونکہ

تنظیم میں ایک مخصوص اہمیت رکھتے ہو اس لئے تمہارا جسم چیتھڑے اڑنے کے لئے نہیں ہے۔"

"تم کون ہو......!"

"وہی جسے تم ہر بار بڑی آسانی سے مار ڈالتے ہو۔"

"میں نہیں سمجھا صاف صاف کہو...... ہوسکتا ہے کہ تم نے مجھے اس طرح پکڑ کر غلطی کی ہو۔"

"میں ڈاکٹر سلمان ہوں اور میرا دماغ خراب ہوگیا ہے۔"

"میں کسی ڈاکٹر سلمان کو نہیں جانتا۔ مجھے جانے دو۔" وہ غار کے دہانے کی طرف مڑا۔ حمید کسی پتھر کے بت کی طرح ساکت و سامت کھڑا تھا اب اس کے ہاتھ میں ریوالور بھی نہیں تھا۔ اچانک اس کا گھونسہ بارن کے جبڑے پر پڑا اور بارن لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔ فریدی آگے بڑھ کر اسے سنبھال نہ لیتا تو اس کی کھوپڑی پتھریلی زمین کے رومان سے ضرور واقف ہو جاتی۔

"وہ آدمی گونگا اور بہرہ ہے۔" فریدی نے بارن کا جبڑا سہلاتے ہوئے کہا۔ تم کچھ خیال مت کرو۔ ویسے یہ بھی تمہاری ہی ایک حماقت کا نتیجہ ہے۔ تم نے اسے کسی مشینی تجربے کا شکار بنا کر اپنے لئے ایک فرینکسٹین تیار کرلیا ہے اور وہ اب تمہاری قبروں تک تمہارا تعاقب کرے گا۔"

"تم لوگ سچ مچ پاگل ہو۔" بارن غرایا۔

"میں نہیں......!" فریدی نے مسکرا کر کہا۔ "صرف وہ...... جسے کیپٹن حمید کہتے ہیں۔" بارن بے ساختہ اچھل پڑا اور پھر ہکلایا۔ "یعنی...... تم...... تم......!"

"مجھے لازمی طور پر کرنل فریدی کہتے ہوں گے۔" فریدی نے اسی انداز میں مسکرا کر کہا۔

بارن ایک بے جان بت کی طرح کھڑا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس میں ہلنے جلنے کی سکت ہی نہ رہ گئی ہو۔

دفعتاً فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔ "" میں تمہاری پوجا نہیں کروں گا۔ بارن تم جانتے ہی ہو گے کہ اب کیا ہوگا۔ لیکن جو کچھ بھی ہوگا اس کی تمام تر ذمہ داری صرف تم پر ہوگی، لہٰذا اگر تم چاہو تو شدنی ٹل بھی سکتی ہے۔"

"پتہ نہیں تم کیا کہہ رہے ہو۔" بارن بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر تم نے تنظیم کا راستہ نہ بتایا تو تمہیں زندہ درگور ہو جانا پڑے گا۔ مجرموں پر جب میرا ہاتھ اٹھ جاتا ہے تو پھر بڑی مشکل سے رکتا ہے۔"

اچانک بارن کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا اور اس نے گرج کر کہا۔ ''یہ کراغال ہے....... یہاں تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔''

''یقیناً...... !'' فریدی مسکرایا۔ ''یہاں کا قانون میری نہیں سنے گا۔ لیکن میرے ہاتھ ایسے مقامات پر جیسے قوانین چاہتے ہیں بہ آسانی وضع کر لیتے ہیں اس لئے اس کی پرواہ قطعی نہ کرو۔''

''بھول ہے تمہاری۔'' بارن زہر خند کے ساتھ بولا۔ ''تم دونوں مل کر بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔''

''میں تم جیسے دو ٹکے کے آدمیوں پر ہاتھ اٹھانا بھی پسند نہ کروں گا۔ لیکن کیپٹن حمید بھی اپنی مرضی کا مختار ہے۔''

حمید سمجھ گیا کہ وہ بارن کو اس کے ہاتھوں سے پٹوانا چاہتا ہے۔ وہ آگے بڑھا۔ لیکن اس سے پہلے ہی بارن نے اس پر حملہ کر دیا۔ حمید بہت اچھے موڈ میں تھا اور پھر فریدی کی موجودگی، اس نے بارن کو گھونسوں پر رکھ لیا۔ لیکن خود بھی دو چار بہت ہی گہرے قسم کے ہاتھ کھائے جو اسے اور زیادہ مشتعل کر دینے کے لئے کافی تھے۔ بارن کو شاید اس بات کا خطرہ بھی لاحق تھا کہ کہیں فریدی اسے دھوکے میں رکھ کر کوئی اس سے بھی زیادہ سخت اقدام نہ کر بیٹھے۔ اس لئے وہ اکثر اس کی طرف بھی متوجہ ہو جاتا تھا۔ ایسے ہی ایک موقع پر حمید کا گھونسہ اس کی ناک پر پڑا اور وہ کراہ کر ڈھیر ہو گیا۔ پھر پتھریلی زمین نے کھوپڑی کی بھی خاصی آؤ بھگت کی اور وہ ایک بار پھر بے ہوش ہو گیا۔

''تم بالکل گدھے ہو۔'' فریدی بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ ''اب وہ اس قابل بھی نہیں رہ گیا کہ میرے سوالات کا جواب دے سکے۔ میں نے کب یہ کہا تھا کہ اتنا مارو۔''

''میرا دعویٰ ہے کہ وہ ایک لفظ بھی نہیں بتائے گا۔ یہ کم بخت مر جاتے ہیں لیکن تنظیم سے غداری نہیں کرتے۔''

''فضول قسم کا خیال ہے۔ سردار شکوہ بھی اسی تنظیم سے تعلق رکھتا ہے لیکن کیا میں نے اس سے بہت کچھ معلوم نہیں کر لیا تھا۔''

''لیکن وہ کسی اونچے مقام پر نہیں تھا۔ ہو سکتا ہے اسے تنظیم کے متعلق اتنی معلومات بھی نہ ہوں جتنی مجھ کو ہیں۔ نہیں آپ اس آدمی کا مقابلہ سردار شکوہ سے نہیں کر سکتے۔ دونوں کی حیثیتوں میں بڑا فرق ہے۔''

''خیر دیکھا جائے گا......'' فریدی نے کہا اور ایک بار پھر ٹرانسمیٹر نکال کر پیغامات نشر کئے۔

حمید کافی تھک گیا تھا اور نیند کا خمار الگ جان پر آیا ہوا تھا۔ وہ پیال کے بستر پر نیم دراز ہو کر اونگھنے لگا۔ پھر دوسری صبح ہی کو اس کی آنکھ کھلی۔ فریدی بھی غار ہی میں موجود تھا۔ لیکن بارن کہیں نہ دکھائی دیا۔ پھر اس کے استفسار پر فریدی نے بتایا کہ وہ اسکے آدمیوں کی نگرانی میں ہے۔

اسی دن ٹھیک دس بجے انہیں ایک غیر متوقع حادثے سے دوچار ہونا پڑا۔ وہ دونوں غار کے دہانے کے قریب ہی بیٹھے آئندہ کے پروگرام پر غور کر رہے تھے کہ انہیں بے شمار گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سنائی دیں۔ آوازیں دور کی تھیں۔ فریدی بڑی تیزی سے اٹھا اور تھیلے سے دوربین نکال کر حمید کو وہیں رکنے کا اشارہ کرتا ہوا باہر نکل گیا لیکن واپسی میں دو منٹ سے زیادہ نہیں لگے۔

''چلو...... جلدی کرو...... میرا خیال ہے کہ راز فاش ہو گیا ہے۔ یہ خان ضیغم کے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں...... اس کی موت ہی انہیں ادھر لا رہی ہے۔''

''کتنی تعداد میں ہیں۔'' حمید نے پوچھا۔

''میرا خیال ہے ڈیڑھ سو سے زیادہ نہیں ہیں۔'' فریدی کے لہجے میں لاپرواہی تھی۔ حمید جھلا گیا۔

''اور ہم دو ہزار ہیں۔'' وہ دانت پیس کر بولا اور فریدی بے تحاشہ ہنسنے لگا۔ اس نے اپنی رائفل اٹھائی اور حمید کی رائفل اسے دی اور اپنا وزنی تھیلا اٹھا کر باہر نکل گیا۔

''جھکے ہوئے چلے آؤ۔'' اس نے پلٹ کر کہا۔ ''انہیں اوپر آنے میں پندرہ منٹ صرف ہوں گے ویسے وہ ابھی کافی دور ہیں۔''

حمید کو نہیں معلوم کہ اس نے کس طرح اس دوڑ میں فریدی کا ساتھ دیا۔ آخر فریدی ایک جگہ رک گیا۔ نیچے ایک تنگ سا میدان تھا اور اس کے چاروں طرف اونچی اونچی مگر قابل عبور چٹانیں تھیں اور اس میدان کی دوسری سمت بے شمار سوار دکھائی دے رہے تھے۔

''ہم تک پہنچنے کے لئے انہیں لازمی طور پر اس میدان سے گزرنا پڑے گا۔'' فریدی آہستہ سے بولا۔

اور پھر تھیلے سے ٹرانسمیٹر نکال کر اسے منہ کے قریب لاتا ہوا بولا۔ ''تم نے ان سواروں کو دیکھا...... ٹھیک...... آہستہ آہستہ پھیلتے ہوئے...... انہیں چاروں طرف سے گھیر لو...... جب وہ غار کے نیچے والے میدان میں آ جائیں...... لیکن میرے فائر کا انتظار کرنا...... اوور اینڈ آل۔''

اب حمید کو قدرے سکون ہوا۔ اس نے جلدی جلدی اپنی رائفل کی میگزین درست کی اور کراغالیوں کا انتظار کرنے لگا۔ میدان میں داخل ہونے کا راستہ تنگ تھا۔ دو، دو کی ٹولیوں میں وہ میدان میں داخل ہونے لگے۔

''شروع ہو جاؤ......!'' فریدی نے کہا اور دونوں نے ایک ساتھ فائر کئے۔ دوسرے ہی لمحے میں نیچے سے بھی درجنوں فائر ہوئے اور پھر یہ لوگ بھی برابر فائر کرتے رہے۔ لیکن ان کی پیش قدمی جاری ہی رہی۔ لیکن پھر اچانک ان میں سراسیمگی پھیل گئی۔ کیونکہ اب چاروں طرف سے فائر ہونے لگے تھے۔ گھوڑوں کی زینیں تیزی سے خالی ہونے لگیں۔

''اوہو...... خان ضیغم خود آیا ہے...... کیوں نہ ہو۔ اسے خان عیسیٰ کو ختم کرنا ہے ورنہ خود اسے ختم ہونا پڑے گا۔'' حمید کے استفسار پر اس نے ایک کراغالی کی طرف اشارہ کیا جس کا لباس دوسروں سے مختلف تھا۔

''اچھا تو خان ضیغم...... اب تم بھی جاؤ۔'' فریدی نے آہستہ سے کہا اور حمید نے خان ضیغم کو گھوڑے کی پشت سے گرتے دیکھا۔ گولی ٹھیک پیشانی پر پڑی تھی۔ اس کے گرتے ہی پوری طرح کراغالیوں میں ابتری پھیل گئی اور انہوں نے رائفلیں پھینک پھینک کر اپنے ہاتھ اٹھا دیئے۔

جہنم کا شعلہ

وہ تعداد میں پچیس تھے اور ان کے چہروں پر سیاہ نقابیں تھیں۔ حمید انہیں حیرت سے دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کاش وہ ان کے چہرے بھی دیکھ سکتا۔ یہ لازمی طور پر فریدی کی بلیک فورس ہی کے آدمی تھے۔ وہ کراغالیوں کو اپنے نرغے میں لئے ہوئے شاہی محل کی طرف جا رہے تھے۔ آگے حمید اور فریدی تھے۔ فریدی اس وقت بھی خان عیسیٰ کے میک اپ میں تھا۔ ایک گھوڑے پر خان ضیغم کی لاش پڑی ہوئی تھی۔

پھاٹک کھل گیا۔ یہ خبر پہلے ہی پھیل چکی تھی کہ خان عیسیٰ واپس آ گیا ہے۔

اس حادثے کی وجوہات بعد میں معلوم ہوئیں۔ دراصل ان سرداروں میں سے ایک نے پھر غداری کی تھی جنہیں فریدی نے اپنے یا دوسرے الفاظ میں خان عیسیٰ کی حمایت میں ہموار کرلیا تھا۔ اس نے ضیغم کو غار کا پتہ بتایا۔ لیکن ضیغم کراغال کی خانم کو پانے میں کامیاب نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ سردار جو خانم کو اپنے ساتھ لے گئے تھے روپوش ہو گئے تھے۔ پھر جب خان ضیغم کی شکست کی خبر سارے کراغال میں پھیل گئی تو وہ دونوں خانم سمیت حاضر ہوئے۔

حالات معمول پر آ گئے تھے۔ کراغال پر دوبارہ خانم کا اقتدار قائم ہوگیا تھا۔

''یہ تو قصہ خانم طائی ہوگیا جناب۔'' حمید نے فریدی سے کہا۔ ''چلے تھے شہزادی کا پانچواں سوال پورا کرنے کہ راستے میں زاروقطار رونے والا شہزادہ مل گیا جس نے بتایا کہ اس کے پاس بھی ساڑھے سات سوال پہلے سے موجود ہیں۔ اگر خانم مدد کرے تو بیڑا پار ہوجائے گا۔ ورنہ اس کی محبوبہ کسی گزٹیڈ یا کمیشنڈ آفیسر سے شادی کرلے گی۔ لہٰذا وہی حال ہمارا ہوا ہے۔ چلے تھے طاقت کی تنظیم کا خاتمہ کرنے راہ میں ایک ملک کی ملکہ مل گئی۔''

''بس کرو......!'' فریدی ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اگر ہم یہاں نہ آتے تو بارن کبھی ہاتھ نہ لگتا۔ تم اسے نہیں سمجھ سکتے۔ میں نے فی الحقیقت تنظیم کی کمر توڑ دی ہے۔ ان کی آخری پناہ گاہ کراغال بھی ہاتھ سے جاتا رہا۔

''مگر......آپ بارن سے کچھ نہ معلوم کرسکیں گے۔ میرا دعویٰ ہے۔''

''بس دیکھتے جاؤ......تم بھی کیا یاد کرو گے۔''

اسی شام کو وہ محل سے رخصت ہو گئے۔ خانم فریدی کو رخصت کرتے وقت بُری طرح رو رہی تھی اور حمید دل ہی دل میں کباب ہورہا تھا۔ آج تک کوئی عورت اس کیلئے اس طرح نہیں روئی تھی۔

راستے میں اس نے فریدی سے پوچھا۔ ''وہ خان عیسیٰ کی موت کب تک چھپائے گی۔''

اب وہ چھپانا بھی نہیں چاہتی۔ لیکن فی الحال چھپانا ہی مناسب ہے۔ میں نے تمام سرداروں کو سمجھا دیا ہے کہ میں فی الحال ایک مہم میں الجھا ہوا ہوں۔ اس لئے میں زیادہ دیر تک کراغال میں نہیں ٹھہر سکوں گا۔ لیکن جب بھی کوئی فتنہ اٹھا میں اسی طرح ان کے سروں پر مسلط نظر آؤں گا اور خانم کو سمجھا دیا ہے کہ کچھ دنوں کے بعد وہ خان عیسیٰ کی موت کا اعلان کر کے کسی کے حق میں حکومت

سے دستبردار ہو جائے۔ اس طرح اس کی بزرگی اور عظمت بھی قائم رہے گی جس کے حق میں دستبردار ہوگی وہ بھی بہر حال اس کا احترام کرے گا۔

''آپ کو شیکسپیئر کے کسی ڈرامے کا ہیرو ہونا چاہئے تھا۔''

فریدی نے اس بے تکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

پھر وہ کمین گاہ میں پہنچے، جہاں بلیک فورس کے آدمیوں کا قیام تھا۔ اب حمید کو ان کی صحیح تعداد کا علم ہوا۔ یہ تیس تھے۔ پچیس نے اس مہم میں حصہ لیا تھا اور پانچ بارن کی نگرانی کرتے رہے تھے۔ بارن کی حالت ابتر تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ بحالت بیداری کوئی بہت ہی بھیانک خواب دیکھ رہا ہو۔ فریدی نے اس کے گال پر تھپڑ رسید کر کے کہا۔

''دیکھا تم نے...... تمہاری یہ اسکیم خاک میں مل گئی۔ ان پچیس دلیروں نے ضیغم کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ تم کراغال کو تنظیم کا پاکٹ بنانا چاہتے تھے سنو! جس طاقت کو تم غلط سمجھتے ہو وہ صرف خدا کی طاقت ہے جو ہمیں اور تمہیں طاقت عطا کر کے رحم کرنا سکھاتی ہے۔ طاقت کا صحیح مظاہرہ یہ نہیں ہے کہ تم کمزوروں کو مسل دو...... بلکہ طاقت کا صحیح مظاہرہ اس وقت ہوتا ہے جب ہم اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں۔ اپنے اندر بپھرے ہوئے وحشی کو ابھرنے نہیں دیتے۔ جب تک افراد کی داخلی تنظیم اس نظریئے کے تحت نہ ہوگی بہتر سے بہتر نظام حیات بھی دیر پا نہ ثابت ہو سکے گا۔ تم آج ایک نظام سے اکتا کر دوسرے نظام کی بنیادیں رکھتے ہو مگر کل وہ بھی ڈھیر ہو جائے گا۔ کیونکہ بنیاد اسی پرانی زمین پر رکھ رہے ہو جس کے نیچے آتش فشاں پہاڑ ہوتے ہیں۔ پہلے اس آتش فشاں کو ٹھنڈا کرو۔''

''تم مجھ سے کچھ نہیں معلوم کر سکو گے...... کبھی نہیں۔'' بارن ہذیانی انداز میں چیخا۔ ''تم مجھے اخلاقیات کا سبق دے رہے ہو۔ مجھ پر رحم کیوں نہیں کرتے۔''

''انسانیت کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ کسی سردی کھائے ہوئے سانپ کو چھاتی سے لگا کر گرمی پہنچائی جائے۔ تم پر رحم کھانا لاتعداد آدمیوں پر ظلم ڈھانے کے مترادف ہوگا۔ سنو بارن کیا تمہیں اس معصوم لڑکی پر رحم آیا تھا جسے تم نے اس کی شادی کی رات کوئلے کے مجسمے میں تبدیل کر دیا تھا۔''

''میں اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔''

''تمہیں ان تہہ خانوں کا راستہ بتانا ہی پڑے گا۔ خواہ مجھے تمہارے جسم کی ایک ایک بوٹی ہی

کیوں نہ الگ کرنا پڑے۔"

بارن کچھ نہ بولا

"میں تمہیں صرف پندرہ منٹ کی مہلت دیتا ہوں اس کے بعد تم اتنے شدید عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے کہ تمہارا شیطان بھی پناہ مانگے گا۔"

بارن ویران آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔فریدی پھر بولا۔"موت تو بڑی آسان چیز ہے لیکن وہ زندگی جو موت سے بدتر ہو جائے تم خود سوچ سکتے ہو۔فرض کرو میں تمہارے دونوں ہاتھ کاٹ دوں اور ان پر ہر پانچ منٹ کے بعد نمک چھڑکا جائے، یا میں ہتھوڑے سے تمہارے دانت توڑ دوں۔"

"نہیں......!" بارن دونوں ہاتھ اٹھا کر چیخا۔

فریدی خاموش رہا۔لیکن بارن نے آہستہ سے کہا۔"پھر میرا کیا حشر ہوگا۔"

"ہوسکتا ہے کہ سلطانی گواہ بننے کے بعد تم پھانسی سے بھی بچ جاؤ...... یہ تو یقینی بات ہے کہ اب اس کالی تنظیم کے دن پورے ہو گئے۔اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی۔اگر تم راہ پر نہیں آؤ گے تو تمہارے لئے پھانسی کا پھندا ہے۔ورنہ میں تو تہہ خانوں کے راستے کا سراغ بھی پا ہی لوں گا خواہ کچھ دیر ہی کیوں نہ لگے۔"

بارن تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔

"میں بتادوں گا۔"

فریدی خاموش ہی رہا۔

بارن نے تھوڑی دیر بعد کہا۔"راستہ......ڈاکٹر.....سلمان کی کوٹھی سے ہے۔"

حمید نے فریدی کی طرف دیکھا اور فریدی کچھ سوچتا ہوا سر ہلا کر بولا۔

"تم بکواس کر رہے ہو......کیا تم رام گڈھ سے کراغال آئے تھے۔"

"میں نے یہ نہیں کہا کہ صرف ایک ہی راستہ ہے۔"

"تو تم نے اسی راستے کا تذکرہ کیوں کیا۔" فریدی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"کیونکہ ساری مصیبتوں کی جڑ ڈاکٹر سلمان ہی ہے۔کم از کم اپنے متعلق تو میں کہہ سکتا ہوں کہ اس تنظیم کے متعلق مجھے اسی سے معلوم ہوا تھا اور اسی کی وساطت سے میں اس تنظیم میں شامل بھی

ہوا تھا۔''

''ڈاکٹر سلمان کی حیثیت کیا ہے۔''

''یہ مجھے نہیں معلوم۔ ہمارے لئے یہ معلوم کرنا بہت مشکل ہوتا ہے کہ کس کے ذمے کون سا کام ہے۔''

''ڈاکٹر سلمان کے کام کے متعلق تو تم جانتے ہی ہو گے۔''

''جانتا ہوں...... وہ ادارہ روابط عامہ کا مینیجنگ ڈائریکٹر ہے۔ ادارہ روابط عامہ کا کام کیا ہے۔ یہ مجھے نہیں معلوم۔ اس پر میں روشنی نہیں ڈال سکوں گا۔''

''جس پر روشنی نہ ڈال سکو اسے یکسر بھول جاؤ۔ اچھا ملکہ کائنات کون ہوسکتی ہے۔''

''اس کا علم شاید ڈاکٹر سلمان کو بھی نہ ہو۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے۔''

''خیر......اب مجھے دوسرے راستوں کے متعلق بتاؤ۔''

''دوسرے راستے۔'' بارن نے کراہ کر ایک طویل سانس لی اور بولا۔''دوسرا راستہ کراغال کے شاہی محل سے ہے۔''

''اور تیسرا راستہ......!''

''فی الحال تیسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔''

''لیکن اگر میں نے کوئی تیسرا تلاش کر ہی لیا تو......!''

''میں خوشی سے پھانسی پر چڑھ جاؤں گا۔''

''نہیں...... میں ہی کیوں نہ تمہارا گلا گھونٹ دوں۔'' حمید بول پڑا اور بارن صرف اس کی طرف دیکھ کر رہ گیا۔

حمید پھر بولا۔''کیا مجھے ڈاکٹر سلمان ہی کی کوٹھی والے راستے سے لے جایا گیا تھا۔''

''میں نہیں جانتا کہ تمہیں کس راستے سے لے جایا گیا تھا۔ مجھے بس ملکہ کائنات کی طرف سے ایک پیغام ملا تھا ایک آدمی بھیجا جا رہا ہے اور بس اس سے زیادہ اور میں کچھ نہیں جانتا۔''

''اس کا دماغ بالکل ماؤف ہے۔'' حمید نے فریدی سے کہا۔''اور یہ اچھی طرح جھوٹ بھی نہیں بول سکتا۔''

''تم مجھے مار ڈالو تب بھی سچ نہیں بولوں گا۔'' بارن آہستہ سے بولا۔

''اچھی بات ہے۔'' فریدی نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ پھر ایک نقاب پوش سے بولا۔ ''آگ جلاؤ......اور دو تین چاقو کے پھل گرم کرو۔''

''یہ دیکھو......!'' بارن مسکرایا۔ ''یہ ہونٹ اب بالکل بند ہو رہے ہیں۔''

نقاب پوش نے آگ جلائی اور دو تین چاقوؤں کے پھل تپائے جانے لگے۔

لیکن دفعتاً ان کی محنتوں پر پانی پڑ گیا۔ جو کچھ بھی ہوا ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ہوا اور وہ کچھ بھی نہ کر سکے۔ جہاں بارن بیٹھا ہوا تھا اس سے چار پانچ فٹ کے فاصلے پر ایک کافی گہری کھڈ تھی۔ اس نے اسی میں چھلانگ لگا دی اور پھر قبل اسکے کہ وہ اس تک پہنچتے بارن ٹھنڈا ہو چکا تھا۔

اس طرح وہ قافلہ کراغال سے بے نیل و مرام واپس ہوا۔ مگر ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے فریدی کو اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

''اب کیا پروگرام ہے۔'' حمید نے آہستہ سے پوچھا۔

''تھوڑی دیر ضرور لگے گی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ کامیابی حاصل ہوگی۔''

''دیکھئے......میرا خیال ہے کہ راستہ وہیں کہیں ہوگا جہاں ان لوگوں نے ہمیں گھیرا تھا۔''

''میں بھی یہی سوچ رہا ہوں حمید......مگر کیا تمہیں یقین ہے کہ بارن کے علاوہ اس راستے سے اور کوئی واقف نہیں ہے۔''

''ڈاکٹر زبیری......اور نلنی نے یہی بتایا تھا۔ ظاہر ہے جب انہوں نے میری مدد کی تھی تو پھر اس سلسلے میں وہ کیوں جھوٹ بولنے لگے۔ ڈاکٹر نے تو یہاں تک بتایا تھا کہ ایک بار تین دن سارے کے سارے آدمی نکاسی کا راستہ تلاش کرتے رہے تھے لیکن انہیں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ ویسے یہ بات انہیں دونوں نے بتائی تھی کہ بارن ہی نکاسی کے راستے سے واقف تھا۔

وہ چلتے رہے۔ اب فریدی جلدی سے جلدی اس غار تک پہنچ جانا چاہتا تھا جہاں سے ایک بار حمید نے زمین دوز دنیا کی سیر کی تھی اور فریدی نے کراغال کی۔ چونکہ اب یہ سفر پیدل ہی جاری رکھا گیا تھا اس لئے شکارگاہ تک پہنچنے کے لئے تقریباً چار گھنٹے صرف ہوئے۔ حمید اب بھی انہیں نقاب پوشوں کو گھورے جا رہا تھا۔ سب سے زیادہ حیرت کی بات تو اس پر تھی کہ اس نے اس دوران میں انہیں بولتے نہیں سنا تھا۔ وہ آپس میں بھی نہیں بولتے تھے۔ ان میں سے کسی نے بھی تو کسی معاملے میں اپنی رائے ظاہر کی تھی اور نہ فریدی ہی نے کسی بحث پر حصہ لینے پر مجبور کیا تھا۔ بس ایسا معلوم ہوتا

تھا جیسے وہ مشینیں ہوں اور ان کے ہینڈل فریدی کے ہاتھ میں ہوں۔ کیوں کہ وہ اس کے ایک ہلکے سے اشارے پر حرکت میں آجاتے تھے۔ اب وہ معاملہ ہی ختم ہو چکا تھا جس کے لئے وہ وہاں مقیم تھے۔ حمید سوچ رہا تھا کہ شروع سے اب تک ساری محنت برباد ہو گئی...... فریدی بھی کچھ خاموش سا ہو گیا تھا اور اس کے چہرے پر گہرے تفکر کے آثار تھے۔

وہ نہایت خاموشی کے ساتھ اس غار کے دہانے میں داخل ہوئے جس کے ذریعے وہ رام گڈھ کی حدود میں داخل ہو سکتے تھے۔

پہاڑی نالے کے قریب پہنچ کر فریدی رک گیا۔ بیک وقت تین عدد ٹارچوں کی روشنیاں چاروں طرف چکرانے لگیں۔

''آپ نے کراغال کے محل ہی میں راستہ تلاش کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔'' حمید نے اس سے پوچھا۔

''میں وہاں زیادہ دیر تک رکنا نہیں چاہتا تھا۔'' فریدی نے جواب دیا۔

اس کے کئی راستے ہوں گے مجھے یقین ہے۔ بارن نے جن دو راستوں کا تذکرہ کیا تھا ہو سکتا ہے کہ ان کا وجود ہو۔ لیکن وہ یقیناً خطرناک ہوں گے۔ ورنہ وہ ان کے متعلق ہمیں نہ بتاتا کیونکہ یہ تو تم نے دیکھ ہی لیا ہے کہ اس کی نیت میں فتور تھا اور وہ ہمیں کسی نئے معاملے میں الجھا دینا چاہتا تھا...... ورنہ اس نے خودکشی کیوں کرلی۔

حمید کچھ نہ بولا۔ ویسے وہ سوچ رہا تھا کہ اس غار میں راستہ تلاش کرنے کی کوشش فضول ثابت ہو گی مگر اسے یقین تھا کہ اس غار ہی میں کوئی نہ کوئی راستہ ضرور موجود ہے۔ ورنہ وہ یک بیک یہاں پہنچ کیسے گئے تھے۔

تمہیں دو باتوں میں سے ایک تسلیم کرنی پڑے گی۔ فریدی بولا۔ ''یا تو ڈاکٹر زبیری نے جھوٹ کہا تھا کہ بارن کے علاوہ اور کوئی راستہ سے واقف نہیں ہے یا پھر یہاں راستہ موجود ہے۔''

''دونوں باتوں میں مجھے تعلق نظر نہیں آتا۔''

اگر وہ لوگ تہہ خانوں سے آئے تھے تو پھر وہ بھی راستے سے واقف ہوں گے اور اگر ان کا تعلق تہہ خانے سے نہیں تھا تو تمہیں ایک ہی آدمی اٹھا کر اندر لے گیا ہوگا کیونکہ قاسم کے لئے ایسا ممکن نہیں ہے۔ اسے دنیا کا کوئی آدمی تنہا نہیں اٹھا سکتا میرا دعویٰ ہے۔''

''پھر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔''

''یہی کہ صرف بارن ہی راستے سے واقف نہیں تھا۔''

''اور یہاں اس غار میں کسی راستے کے وجود کے متعلق کیا خیال ہے۔''

''ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا۔''

''پھر ہم یہاں جھک مار رہے ہیں۔'' حمید جھنجھلا گیا پھر بولا۔ ''اس زمین دوز دنیا میں پہنچ کر ہم کریں گے بھی کیا اور وہاں رہنے والے چوہوں کی سی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان میں سے بہتیرے ایسے ہیں جنہوں نے بیس سال سے آسمان نہیں دیکھا۔ آپ کو تو ان کی فکر میں رہنا چاہئے جو ان ساری حرکتوں کے ذمہ دار ہیں۔''

''ہاں...... میں اسی کی فکر میں ہوں جو اس ملکہ کائنات پر بھی حاکم ہے اور اگر کسی ایسے فرد یا افراد کا وجود نہیں ہے تو سربراہ کا انتخاب کون کرتا ہے۔''

''یک نہ شد دو شد...... سربراہ کے چکر میں یہ حال ہوا۔ اب یہ اس سے بھی بڑا کوئی اور نکل آیا ہے۔''

''شروع ہی سے میں اس کی تلاش میں ہوں۔ اس عورت سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں جس کی آواز تم نے تہہ خانوں میں سنی تھی۔''

''ہائیں تو کیا آپ کو دنیا کی کسی عورت سے دلچسپی نہیں۔''

فریدی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ چلتے رہے۔ اوپری چٹان پر پہنچ کر حمید پیچھے مڑا۔

''وہ لوگ کہاں رہ گئے۔'' اس نے حیرت سے کہا۔

''ان کی فکر مت کرو...... وہ میری دم سے نہیں بندھے پھرتے۔''

''انہوں نے اپنے چہرے کیوں چھپا رکھے تھے۔''

''اگر تم ان سے واقف ہو جاؤ تو وہ بلیک فورس کیوں کہلائے۔''

حمید کچھ نہ بولا۔ اب اس میں چلنے کی سکت نہیں رہ گئی تھی۔ دراڑ سے باہر نکلنے کے بعد وہ ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔ رات ہو چکی تھی۔

''یقیناً تھک گئے ہو گے۔'' فریدی نے نرم لہجے میں کہا۔

''دیکھئے...... مجھے اس پر بڑا ناز تھا کہ دنیا میں صرف میں ہی ایک آدمی ہوں جسے کرنل فریدی

کی خارجی اور داخلی زندگی کا پورا علم ہے لیکن کیا میں غلطی پر نہیں تھا۔''

''تھے اور بھی اور نہیں بھی تھے۔''

''نہیں میں غلطی پر تھا۔''

''تم غلطی پر نہیں تھے......تم سے مجھے زیادہ کوئی نہیں جانتا تھا لیکن اس کی بھی حدود ہیں۔''

حمید کچھ نہ بولا۔ فریدی بھی ایک چٹان سے ٹک کر بیٹھ گیا تھا۔ اس نے تھیلے سے مچھلی کے دو تین ڈبے نکالے لیکن انہیں کھولنے کی نوبت نہیں آئی یک بیک انہیں ایک آنچ سی محسوس ہوئی جو بتدریج بڑھتی جارہی تھی۔ وہ دونوں بے تحاشہ اٹھے۔

''چلو......!'' فریدی اسے ایک طرف دھکیلتا ہوا بولا۔ ساتھ ہی انہوں نے بہت سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنیں۔ فریدی حمید کا ہاتھ پکڑے ہوئے دوڑ رہا تھا۔ آنچ بڑھتی ہی جارہی تھی۔ حمید کو ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے وہ جیتے جی جہنم میں پھینک دیا گیا ہو۔

وہ اپنی پوری قوت سے دوڑتے رہے۔ لیکن حمید ایک لمحے کے لئے بھی یہ نہیں بھولا کہ کچھ آدمی اس کے پیچھے بھی دوڑ رہے ہیں۔ غنیمت یہی تھا کہ وہ نشیب میں دوڑ رہے تھے اور راستہ ہموار نہیں تھا۔ ورنہ ہاتھ پیر سلامت نہ رہتے۔ فریدی ٹارچ روشن کرنا نہیں بھولا تھا......رفتہ رفتہ انہیں پھر خنکی کا احساس ہونے لگا اور وہ ایک جگہ رک گئے۔ دفعتاً حمید کو بلیک فورس والے یاد آ گئے۔ ہوسکتا تھا کہ دوسرے دوڑنے والے وہی رہے ہوں۔ مگر اب ان کے قدموں کی آوازیں دور ہوتی جارہی تھیں۔

''اوہ......'' اچانک فریدی کی تحیر آمیز آواز نے اسے متوجہ کرلیا اور پھر اسے سامنے ایک عجیب منظر دکھائی دیا جہاں سے وہ بھاگ کر آئے تھے وہاں بڑی بڑی چٹانیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ پگھلی ہوئی آگ میں تبدیل ہوکر نشیب میں بہنے لگیں ایک بار پھر وہ سر پر پیر رکھ کر بھاگے۔

آخری معرکہ

وہ دوڑتے رہے۔ فریدی حمید کو چڑھائی کی طرف کھینچ رہا تھا۔ لیکن اب حمید میں بالکل دم نہیں رہ گیا تھا۔ فریدی اسے محسوس کر کے جھکا اور حمید کو اپنے ہاتھوں پر اٹھالیا اب وہ کافی بلندی پر تھا اور وہاں سے وہ جگہ نیچی معلوم ہوتی تھی جہاں سے آگ کا بہاؤ شروع ہوا تھا۔ نشیب میں پگھلی ہوئی چٹانیں کسی آتش فشاں کے لاوے کی طرح بہتی رہیں۔ فریدی نے حمید کو ہاتھوں سے اتار دیا۔ حمید بُری طرح کانپ رہا تھا۔

''وہاں اس غار میں یقیناً تہہ خانوں کا کوئی راستہ تھا جسے اس طرح بند کر دیا گیا۔'' فریدی نے کہا۔ ''اور اب شائد اس غار ہی کا سراغ نہ مل سکے۔''

حمید کچھ نہ بولا۔ شاید اس نے سنا ہی نہیں تھا کہ فریدی نے کیا کہا ہے۔

دفعتاً پشت سے بیک وقت کئی آدمیوں نے حملہ کر دیا۔ شاید وہ ان دونوں کی گھات ہی میں تھے۔ حملہ چونکہ بے خبری میں ہوا تھا اس لئے انہیں سنبھلنے کا بھی موقع نہ مل سکا۔ فریدی نے گرتے گرتے دو کو موت کے منہ میں دھکیل دیا۔ وہ بلندی سے لڑھکتے ہوئے اسی لاوے میں جا گرے جو نشیب میں اب بھی بہہ رہا تھا۔ ان کی چیخیں بھی بڑی بھیانک تھیں۔

حمید نے ہاتھ پیر ہلانے کی کوشش کی لیکن ممکن نہ ہوا۔ کیونکہ وہ تھکن سے نڈھال ہو رہا تھا اور پھر شاید کئی آدمی اس پر سوار تھے۔ وہ یہ بھی محسوس کر رہا تھا کہ اس کے پیر باندھے جا رہے ہیں۔ کسی کا ہاتھ اتنی مضبوطی سے اس کے منہ پر جما ہوا تھا کہ اسے سانس لینے میں بھی دشواری محسوس ہو رہی تھی...... آہستہ آہستہ اس کے حواس جواب دیتے رہے اور پھر اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوب گیا۔

دوبارہ ہوش میں آنے پر کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ ایک گھنٹے بعد ہوش میں آیا ہے۔ یا ایک دن بعد۔ اگر وہ بے ہوش نہ ہوتا تو تب بھی اس کے حواس بجا نہ رہتے۔ وہ احساس نہ کر پاتا کہ دن ہے یا رات۔ زمین اپنے محور پر قائم ہے یا قیامت آ گئی۔ کیونکہ اس کے سامنے ایک ہیبت ناک منظر تھا۔ چار جانے پہچانے چہرے...... لیکن ان کے ساتھ ان کے جسم نہیں تھے۔ جسم تھے تو لیکن چہروں سے کافی فاصلے پر تھے۔ وہ چار سر تھے جو جسموں سے الگ کر کے ایک طرف رکھ دیئے گئے

تھے۔

ایک سر تاریہ کا تھا دوسرا سردار شکوہ کا تیسرا ڈاکٹر زبیری کا اور چوتھا نلنی کا۔ یہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا اور یہاں تیز قسم کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔

بہت دیر بعد حمید محسوس کر سکا کہ اس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے ہیں اور پھر اسے فریدی کا خیال آیا۔ اس کا دل دھڑکنے لگا۔ لیکن جیسے ہی اس نے دوسری طرف گردن گھمائی اسے فریدی کی آواز سنائی دی۔ جو کہہ رہا تھا۔ ''ادھر دیکھو۔''

حمید کی گردن ایک جھٹکے کے ساتھ بائیں طرف مڑ گئی۔ فریدی اس کے قریب ہی بندھا پڑا ہوا تھا۔

''ان دو کو میں نہیں پہچانتا......!'' اس نے کہا۔ ''مگر میرا خیال ہے کہ یہ ڈاکٹر زبیری اور نلنی کے سر ہیں۔''

''ہاں......!'' حمید کے حلق سے پھٹی پھٹی سی آواز نکلی۔

''تمہارا دم کیوں نکل رہا ہے۔'' فریدی مسکرایا۔

''میں نے سنا ہے کہ دوسری دنیا میں شادی بیاہ کا رواج نہیں ہے۔'' حمید نے رو دینے والی آواز میں کہا پھر بے تحاشہ ہنسنے لگا۔

''دماغ ٹھنڈا رکھو۔''

''خود ہی ٹھنڈا ہو جائے گا تھوڑی دیر بعد۔ ان چار دماغوں کے متعلق کیا ہے۔'' حمید نے کٹے ہوئے سروں کی طرف دیکھ کر کہا۔

''یہاں ابھی چھ سر نظر آئیں گے۔'' کسی نے قریب ہی سے کہا اور پھر بولنے والا انہیں نظر آ گیا۔ یہ ڈاکٹر سلمان تھا۔

''کراغال کا خان عیسیٰ ......!'' ڈاکٹر نے قہقہہ لگایا۔ ''تھریسیا کا خادم الفانسے اور طاقت کی تنظیم کا ہمدرد کیپٹن حمید۔''

وہ دونوں کچھ نہ بولے۔

''تم بہت دلیر ہو فریدی۔ مجھے اس کا اعتراف ہے۔ لیکن ڈاکٹر سلمان کو سمجھنے میں تم نے غلطی کی تھی۔''

''میں نے ڈاکٹر سلمان کو سمجھنے کی کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔'' فریدی نے لاپرواہی سے کہا۔

''میں یہ سوچ رہا ہوں کہ یہاں دو سر قطعی بے جوڑ ہو جائیں گے۔ تاریہ اور الفانسے کے سر۔ نلنی اور زبیری کے سر لیکن بھلا کیپٹن حمید اور سردار شکوہ کے سروں کا کیا جوڑ ہے۔''

فریدی کچھ نہ بولا۔

ڈاکٹر سلمان نے کہا۔ ''مجھے علم ہے کہ پہلے بھی کئی مواقع پر تم لوگ بال بال بچے ہو۔ لیکن ضروری نہیں ہے کہ ہمیشہ بچتے ہی رہو۔ مگر میں سوچتا ہوں کہ کیوں نہ تم اس بار بھی بچ جاؤ۔''

فریدی پھر بھی خاموش رہا۔

''تم بہت خاموش ہو کرنل کیا بات ہے۔'' ڈاکٹر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میں بہت کم بولتا ہوں......!'' فریدی نے جواب دیا۔

''یہ بہت بُری عادت ہے۔'' ڈاکٹر سلمان مسکرایا۔ ''خیر یہ تو بتا ہی دو گے کہ تاریہ کے سات لاکھ اور جواہرات کیا ہوئے۔''

''کیوں......؟''

''تنظیم کو ہمیشہ مالی امداد کی ضرورت درپیش رہتی ہے۔''

''مجھے افسوس ہے ڈاکٹر سلمان۔'' فریدی مسکرا کر بولا۔ ''اس رقم کا مصرف اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ قاسم کا خسارہ پورا کیا جائے......رہ گئے جواہرات تو......وہ تھریسیا کے خادموں پر صرف ہو گئے۔ جن کی تعداد رام گڈھ میں تین سو سے کسی طرح کم نہیں ہے۔''

''تب پھر تمہارا جنازہ بہت دھوم سے اٹھے گا۔'' ڈاکٹر سلمان ہونٹ سکوڑ کر بولا۔

''مجھے یقین ہے کہ تمہاری خواہش ضرور پوری ہوگی۔'' فریدی نے کہا۔

ڈاکٹر سلمان چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔ ''میرا دل نہیں چاہتا کہ تم دونوں کو ایک سیکنڈ کے لئے بھی زندہ رہنے دوں۔ لیکن میں تمہیں دکھانا چاہتا ہوں کہ میں کیا ہوں۔''

''مجھے بڑی خوشی ہوگی ڈاکٹر سلمان......اس کے بعد میں بڑے سکون سے مر سکوں گا۔''

''تمہاری لاپرواہی مجھے غصہ دلاتی ہے۔''

''تو پھر کیا تم فریدی سے اس کے متوقع ہو کہ وہ تم سے رحم کی بھیک مانگے گا۔''

ڈاکٹر سلمان اسے چند لمحے قہر آلود نظروں سے گھورتا رہا پھر آگے بڑھا اور حمید نے محسوس کیا کہ وہ اس جگہ سمیت کھسک رہا ہے جہاں پڑا ہوا تھا۔ وہ دراصل ایک ٹرالی تھی جس پر انہیں باندھ کر ڈال دیا گیا تھا۔ ڈاکٹر سلمان ٹرالی کو دھکیلتا ہوا ایک دوسرے کمرے میں لایا جس کے سرے پر مختلف قسم کی مشینیں نصب تھیں۔ پھر وہ اس ٹرالی کو وہیں چھوڑ کر دوسرے دروازے سے نکل گیا۔

''میں اس کا دل نہیں توڑنا چاہتا۔'' فریدی آہستہ سے بولا۔ ''ورنہ اس سے پہلے کہہ دیتا کہ وہ ملکہ کائنات پر بھی حکمران ہے۔ طاقت کی تنظیم کی پشت پر اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔''

''آپ اس کا دل نہیں توڑنا چاہتے لیکن وہ ابھی ہماری گردنیں توڑ کر رکھ دے گا۔'' حمید نے بُرا سا منہ بنایا۔

''جو شخص پہلے سے یہ جانتا ہو کہ طاقت کی تنظیم پر کون ہے اس کی گردن توڑ دینا آسان کام نہیں ہے۔''

''آپ کیا کرلیں گے۔''

''خدا ہی بہتر جانتا ہے۔'' فریدی کا جواب تھا۔

دفعتاً اس کمرے میں ایک ٹرالی داخل ہوئی جس پر ساحرہ پڑی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ اس حال میں بڑی معصوم نظر آرہی تھی۔ حمید کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

ڈاکٹر سلمان اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ ''تم اسے اچھی طرح پہچانتے ہو۔''

''ہاں اچھی طرح......لیکن......!''

''لیکن کا جواب ابھی مل جائے گا۔ تم مجھ سے بار بار سوال کر چکے ہو کہ کیا ساحرہ تعلیم یافتہ ہے۔ اب میں اس کا جواب دوں گا۔ ساحرہ بلاشبہ تعلیم یافتہ ہے۔ اس نے فلسفے میں ایم۔ اے کیا تھا۔ لیکن جب میں چاہتا ہوں وہ تعلیم یافتہ ہوجاتی ہے......اور جب نہیں چاہتا تو کسی زبان کا ایک حرف بھی نہیں پہچان سکتی۔''

حمید تشریح کا انتظار کرتا رہا۔ ڈاکٹر سلمان چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ ''عمل تقویم کے ذریعے میں تمہارا دماغ بھی پلٹ سکتا ہوں۔''

''کوشش کر کے دیکھو......!'' فریدی بولا۔

''میں جانتا ہوں کہ تم مضبوط قوت ارادی کے مالک ہو۔ میں نے یہ جملہ صرف کیپٹن حمید کے لئے کہا تھا۔''

''ڈاکٹر تم میرا دماغ ضرور پلٹ دو۔'' حمید نے آہستہ سے کہا۔ ''مجھے افسوس ہے کہ میں تمہارے کسی کام نہ آسکا۔ مجھے اب بھی تنظیم سے بڑی ہمدردی ہے۔''

''مکار ہو تم...... خاموش رہو...... ہاں تو یہ لڑکی ساحرہ عالم بیداری میں اپنی اصلی شخصیت بھلا دیتی ہے۔ وہ ایک لفظ بھی نہیں پڑھ سکتی۔ تم اگر اس سے یہ پوچھو کہ فلسفہ کسے کہتے ہیں تو وہ احمقوں کی طرح منہ کھول دے گی۔ لیکن خواب کی حالت میں اسے اپنی اصلی حیثیت کا پورا پورا احساس ہوتا ہے...... ٹھہرو...... میں تمہیں دکھاتا ہوں۔'' ڈاکٹر سلمان بے ہوش لڑکی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

''ساحرہ......!'' اس نے آواز دی۔

''جی......!'' بے ہوش لڑکی نے جواب دیا۔

''تم نے کس سبجیکٹ میں ایم۔اے کیا تھا۔''

''فلسفہ میں۔'' بے ہوش لڑکی کے ہونٹ ہلے اور اس کی آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

''فرقہ کلبیہ کا پیش رو کون تھا۔''

''ڈایاجینز......!'' بے ہوش لڑکی نے جواب دیا۔

''فلسفے کی تاریخ میں سب سے اہم اسکپٹک کون ہے۔''

''ڈیوڈ ہیوم......!'' بے ہوش لڑکی کا جواب تھا۔

''فرقہ لذیتہ کے پیش رو کا نام بتاؤ۔''

''ایپکیورس......!''

''ڈیکارٹس اپنا وجود کیسے ثابت کرتا ہے۔''

''میں سوچتا ہوں...... اس لئے میرا وجود ہے۔'' بے ہوش لڑکی نے جواب دیا۔

''ڈاکٹر ایک منٹ......!'' حمید جلدی سے بول پڑا۔

''کیوں...... کیا بات ہے۔'' ڈاکٹر اس کی طرف مڑا۔

''یہ بھی پوچھئے کہ یہ فلسفے کو ہمبگ کیوں سمجھتی ہے۔''

''اوہ...... اچھا......!'' ڈاکٹر سلمان نے مسکرا کر حمید کا سوال دہرایا۔

''میں فلسفے کو اس لئے ہمبگ سمجھتی ہوں کہ وہ محض الفاظ کا کھیل ہے۔ دنیا میں مختلف قسم کے فلسفوں نے بڑی تباہی پھیلائی ہے۔ فلسفہ ذہین آدمی کے احساس کمتری کی تخلیق ہے۔ جب وہ کسی خاص ماحول میں خود کو دوسروں سے کمتر محسوس کرتا ہے تو اس کا ذہن اس ماحول اور نظام کے خلاف ایک نیا فلسفہ ڈھالنا شروع کر دیتا ہے۔''

''میں اس لڑکی سے سو فیصدی متفق ہوں ڈاکٹر......!'' فریدی نے کہا۔ ''مگر یہ فلسفے کی کلاس نہیں ہے کام کی باتیں کرو...... میرے پاس وقت بہت کم ہے۔''

''کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم بچ جاؤ گے۔'' ڈاکٹر جھلا کر اس کی طرف مڑا۔

''ہرگز نہیں...... تم غلط سمجھے۔'' فریدی مسکرایا۔ ''میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ مجھے مار ڈالنے میں جتنی جلدی کر سکو اتنا ہی اچھا ہے۔ مگر للہ اپنی وہ پش فائر ہرگز نہ استعمال کرنا۔ مجھے بڑی مایوسی ہوتی ہے۔''

''اوہ...... تم اسے اپنا بہت بڑا کارنامہ سمجھتے ہو۔'' ڈاکٹر بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ ''حالانکہ ایک احمق بھی سیاہ مجسموں کو دیکھنے سے اسی نتیجے پر پہنچ سکتا ہے۔ پش فائر کی شعاع سیاہ رنگ کے چمڑے پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ تم اس رات سر سے پیر تک سیاہ چمڑے کے لباس میں تھے۔''

''لیکن پھر بھی ذاتی طور پر تجربہ کئے بغیر شاید ہی کوئی اس قسم کا خطرہ مول لے سکے۔'' فریدی بولا۔

''ہاں...... مجھے اس کا اعتراف ہے کہ تم بہت دلیر ہو۔''

ڈاکٹر اس گوشے کی طرف چلا گیا جہاں مشینیں نصب تھیں۔ اس کے ہاتھ لگاتے ہی ان میں سے کئی حرکت میں آ گئیں اور ایک میں دھندلا سا اسکرین نظر آنے لگا۔ شاید اس دھندلے شیشے کے پیچھے کوئی بلب روشن ہو گیا تھا۔ دفعتاً اس شیشے پر کچھ رنگین سی متحرک تصویریں نظر آئیں۔ حمید نے غور سے دیکھا تو وہی دربار تھا جو اس نے زمین دوز دنیا میں دیکھا تھا۔

''کیوں ڈاکٹر۔'' فریدی بیزاری سے بولا۔ ''میں جانتا ہوں کہ تم اس لڑکی کو ہپنوٹائز کر کے ملکہ کائنات بنا دیتے ہو اور اس سے جو کچھ کہلوانا چاہتے ہو یہ کہہ دیتی ہے اور اس کی آواز ان مشینوں کے ذریعے وہاں تک جا پہنچتی ہے۔ شاہی جلوس کی دھوم دھام کے لئے تم گراموفون اور ریکارڈ استعمال کرتے ہو گے۔ مجھے دراصل تنظیم کے ان کارکنوں سے دلچسپی ہے جو ان تہہ خانوں میں موجود ہیں۔ یعنی وہ مشین جو چٹانوں کو لاوا بنا دیتی ہیں جو چٹانوں کو موم کی طرح تراشتی ہیں ان سے اعلیٰ

پیمانے پر تعمیری کام لئے جاسکتے ہیں۔"

"کیا تنظیم ان سے تخریبی کام لے رہی ہے۔" ڈاکٹر سلمان مسکرایا۔

"چھوڑو کیا رکھا ہے ان باتوں میں۔ آؤ.....اب ہمیں مار ڈالو۔"

حمید پاگل ہوا جارہا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ شاید بدحواسی نے فریدی کا دماغ خراب کردیا ہے۔ ورنہ وہ بھی اس کی طرح رسیوں میں جکڑا پڑا تھا۔

"یقیناً......!" ڈاکٹر سلمان دانت پیس کر بولا۔ "میں تمہیں اسی طرح ذبح کروں گا جیسے ان چار غداروں کو کرچکا ہوں۔"

دوسرے ہی لمحے میں حمید نے اسے ایک بڑا چاقو کھولتے دیکھا۔ حمید کا حلق خشک ہوگیا اور زبان تالو سے جالگی۔ اس کے دونوں ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور پیر بھی جکڑے ہوئے تھے۔ یہی حال فریدی کا تھا۔

ڈاکٹر سلمان چاقو لئے ان کی طرف بڑھا۔

پھر وہ فریدی پر جھکا ہی تھا کہ فریدی کا گھونسہ اس کی ناک پر پڑا اور وہ چاقو سمیت دوسری طرف الٹ گیا۔ پھر فریدی نے اس پر چھلانگ لگائی۔ حمید نے دیکھا کہ اس کے پیر اب بھی بندھے ہوئے ہیں۔ لیکن دونوں ہاتھ حیرت انگیز طور پر آزاد ہوگئے تھے۔

ڈاکٹر سلمان اٹھ نہ سکا کیونکہ فریدی نے اس پر گرتے ہی اسے دونوں ہاتھوں سے جکڑ لیا تھا۔

چاقو دور پڑا چمک رہا تھا۔

حمید نے ایک طویل قہقہہ لگایا اور پھر بڑی سنجیدگی سے بولا۔

"ڈاکٹر معاف کرنا......میرے ہاتھ پیر بندھے ہوئے ہیں ورنہ تمہاری مدد ضرور کرتا۔"

ڈاکٹر سلمان کچھ نہ بولا۔ وہ فریدی کی گرفت سے آزاد ہونے کے لئے انتہائی زور صرف کررہا تھا۔

"اور میرے پیر بندھے ہوئے ہیں۔" فریدی بولا۔ "ورنہ اس سے زیادہ خدمت کرتا۔ مگر ڈاکٹر یقین نہیں آتا کہ تم طاقت کی تنظیم کے سربراہ ہو۔ کیونکہ تم میں اتنی طاقت بھی نہیں ہے کہ خود کو میری گرفت سے آزاد کراسکو۔ تمہاری بہن نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ فلسفہ ہمبگ ہے کیونکہ وہ ذہین آدمیوں کے احساس کمتری کی پیداوار ہے۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔"

دفعتاً ڈاکٹر سلمان کے حلق سے بے ساختہ قسم کی کراہیں نکلنے لگیں اور اس نے ہاتھ پیر ڈھیلے چھوڑ دیئے۔ آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی گئیں اور پھر شاید وہ بیہوش ہی ہوگیا۔ فریدی اس پر سے اٹھ آیا اور بیٹھ کر اپنے پیروں کی رسی کھولنے لگا۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ میں اس نے حمید کی چیخ سنی اور پھر اسے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر سلمان نے اس پر چھلانگ لگائی تھی۔ فریدی نے اسے ہاتھوں پر روکا۔ اس کے پیروں کی رسی کی گرہ تو کھل گئی تھی لیکن رسی ابھی لپٹی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر سلمان کا یہ حملہ بڑا شدید تھا۔ فریدی نے اٹھنا چاہا لیکن پیروں کی رسی میں الجھ کر ڈھیر ہوگیا۔ اب ڈاکٹر سلمان اس پر سوار تھا...... وہ حقیقتاً بے ہوش نہیں ہوا تھا بلکہ فریدی کو دھوکہ دینے کی کوشش کی تھی اور اس میں وہ کامیاب بھی ہوگیا تھا۔

اچانک ساحرہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھی۔ اس کی تنویمی نیند اچٹ گئی تھی وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے ان دونوں کو گھورتی رہی۔

''ساحرہ تم ادھر آؤ...... میں حمید ہوں۔'' حمید نے اسے آواز دی۔

ساحرہ آواز پہچان کر اس کی طرف جھپٹی۔

''ساحرہ...... خبردار......!'' ڈاکٹر سلمان چیخا۔

''انہیں بکنے دو......!'' حمید آہستہ سے بولا۔ ''وہ نشے میں ہے۔ اس بدمعاش نے مجھے باندھ کر ڈال دیا ہے اور انہیں قتل کرنا چاہتا ہے۔ وہ دیکھو، چاقو...... وہاں پڑا ہے...... تم جلدی سے میری رسیاں کاٹ دو...... پھر میں اس بدمعاش سے سمجھ لوں گا۔''

ساحرہ نے دوڑ کر چاقو اٹھا لیا۔

''ساحرہ......!'' ڈاکٹر سلمان پھر دہاڑا۔

''اوہ...... جلدی کرو...... وہ اتنی پی گئے ہیں کہ انہیں دوست دشمن کی تمیز نہیں رہ گئی۔ وہ بدمعاش انہیں مار ڈالے گا۔'' حمید نے آہستہ سے کہا اور ساحرہ اس کی رسیاں کاٹنے لگی۔ ادھر ڈاکٹر سلمان نے فریدی کو چھوڑ کر ہٹنا چاہا لیکن فریدی نے اسے اس کا موقع ہی نہ دیا۔

حمید آزاد ہو چکا تھا۔ اس نے ساحرہ کے ہاتھ سے چاقو لے کر اس کی نوک ڈاکٹر سلمان کی گردن سے لگا دی۔

''چپ چاپ اٹھ آؤ پیارے ڈاکٹر...... ورنہ تمہاری گردن میں سوراخ ہو جائے گا۔''

''یہ کیا کرر ہے ہو تم......'' ساحرہ چیخی۔ لیکن حمید نے کوئی جواب نہ دیا، ڈاکٹر سلمان دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے فریدی پر سے اٹھ آیا۔

پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اسے رسیوں سے جکڑ رہے تھے اور ساحرہ حلق پھاڑ کر چیخ رہی تھی۔

''تم دھوکے باز ہو سہیل، کمینے، کتے ہو......تم نے بھائی جان سے دغا کیا......خدا تمہیں غارت کردے۔''

دوسری صبح رام گڈھ والوں کے لئے بڑی تہلکہ خیز خبر تھی۔ فریدی نے زمین دوز تہہ خانوں کا پتہ بھی لگالیا تھا۔ اس کا راستہ ڈاکٹر سلمان کی کوٹھی کے اسی تہہ خانے سے شروع ہوتا تھا جہاں انہوں نے چار لاشیں دیکھی تھیں۔ زمین دوز تہہ خانوں سے تقریباً ساڑھے سات سو افراد برآمد ہوئے جن میں بچے بوڑھے اور جوان سبھی طرح کے لوگ تھے۔ عورتیں بھی تھیں پولیس نے مختلف اقسام کی مشینیں برآمد کیں۔

پھر گرفتاریاں شروع ہوئیں۔ جتنے لوگوں کو حمید تاریہ کے یہاں ایک مخصوص میٹنگ میں دیکھ چکا تھا حراست میں لے لئے گئے۔ پھر تقریباً ساڑھے تین سو افراد ایسے بھی گرفتار کئے گئے جنہیں کسی زمین دوز دنیا کا علم نہیں تھا اور وہ تنظیم کے لئے مختلف قسم کا کام انجام دیتے تھے۔

اس طرح فریدی اس تنظیم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں کامیاب ہوا جس کی داغ بیل حقیقتاً ڈاکٹر سلمان ہی نے ڈالی تھی۔

شام تک فریدی کے محکمے کے اعلیٰ آفیسر فضائی راستے سے رام گڈھ پہنچ گئے اور فریدی انہیں سارے حالات بتاتا ہوا بولا۔ ''میں نے دو مجسمے دیکھے تھے اور دونوں میں یہ بات محسوس کی تھی کہ جسم کے وہ حصے جو سیاہ رنگ کے چمڑے کے نیچے تھے کوئلے میں نہیں تبدیل ہوئے تھے لیکن چونکہ وہ کاربن میں دبے ہوئے تھے اس لئے سڑے بھی نہیں تھے۔ یعنی جسم کے ان حصوں کے درمیان تھے جو کوئلے میں تبدیل ہو چکے تھے۔ بہر حال میں نے اسی بناء پر ایک خطرہ مول لیا۔ مگر میرا خیال غلط نہیں ثابت ہوا۔ میرے چمڑے کے لباس پر بلش فائر کی خطرناک شعاع کا اثر نہیں ہوا۔''

پھر اس نے انہیں بتایا کہ اس نے کس طرح تنظیم کے مقابلے پر تھریسیا بمبل بی کی ایک تنظیم کھڑی کردی تھی اور خود الفانسے کے روپ میں تاریہ کے یہاں جا گھسا تھا۔

پھر اس سے یہ سوال کیا گیا کہ اس نے براہِ راست محکمے کو اطلاع کیوں نہیں دی تھی اس پر

فریدی نے کہا کہ وہ اپنا اطمینان کر لینے سے پہلے معاملے کو آگے نہیں بڑھانا چاہتا تھا مگر اسے کیا کیا جائے کہ وہ اسی اسٹیج میں نپٹ گیا۔ پھر اس نے تھریسیا بمبل بی کا تعارف کرایا جو رشیدہ کے علاوہ اور کون ہو سکتی تھی۔ انور بھی ان آفیسروں کے سامنے پیش کیا گیا لیکن فریدی کی بلیک فورس کا تذکرہ نہیں آنے پایا۔ ویسے اس نے یہ ضرور کہا کہ اس نے تھریسیا کے لئے کچھ آدمی کرائے پر رکھے تھے اور ان سے بھی کام لیتا رہا تھا۔

''مگر تم نے یہ نہیں بتایا کہ یک بیک تمہارے ہاتھ کیسے آزاد ہو گئے تھے۔'' ڈی آئی جی نے پوچھا۔

''میں حمید کی طرح بے ہوش نہیں ہوا تھا جناب۔'' فریدی مسکرا کر بولا۔ ''جب وہ مجھے بے بس کر کے میرے ہاتھ باندھ رہے تھے میں نے کلائیاں ایک دوسرے سے فاصلے پر رکھی تھیں لیکن بوکھلائے ہوئے دشمنوں کو اس کا احساس نہیں ہو سکا تھا۔ بہر حال کلائیوں میں فاصلہ ہونے کی بناء پر بندش ڈھیلی رہ گئی تھی۔ جس سے ہاتھ نکال لینا مشکل نہیں تھا۔''

پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر اس نے کہا۔ ''کچھ بھی ہو مجھے اس لڑکی ساحرہ سے گہری ہمدردی ہے۔ ڈاکٹر سلمان نے ہپناٹیزم کے ذریعہ اس کا دماغ الٹ دیا ہے اور وہ اپنی اصلی شخصیت کو بھلا بیٹھی ہے۔ اب کوئی اعلیٰ قسم کا ماہر نفسیات ہی اس کی زندگی سدھار سکے گا۔''

پھر انہوں نے روحی کے معاملے پر بحث شروع کی۔ کیونکہ واقعات کی ابتداء اس سے ہوئی تھی۔ فریدی نے کہا۔ ''اس کا باڈی گارڈ شاہد دل کشا ہوٹل کے مالک کے دوسرے ہوٹل نشاط سے برآمد کر لیا گیا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ اسے سردار شکوہ نے بے بس کر کے نشاط ہوٹل تک پہنچایا تھا اور روحی کا تعلق اس واقعہ سے صرف اتنا ہی ہے کہ ادارہ روابط عامہ اس سے لمبی لمبی رقمیں وصول کر رہا تھا۔ شاہد کو اس لئے اغواء کیا گیا تھا کہ روحی اس پر شک کرے اور اسے تلاش کرانے کے سلسلے میں ادارہ کو مزید رقومات دیتی رہے۔''

ختم شد